

انتخاب سخن

جلد پنجم سلسلہ جرات

دیوان جرات

مع دیوان حسرت اُستاد جرات دیوان مختصر رضا۔ رقت۔ رضوی
محنت۔ نصرت۔ مصروف۔ محبت۔ جلال۔ مال۔ شاکر شاگردان
جرات دیوان نسلخ و رضا علی وحشت

سید فضل احسن حسرت موہانی بی۔ اے اڈیر اردو می

کانپور نے مرتب کیا

اور نشی احمد علی نے اپنے

احمال مطابع واقع کانپور میں چھاپا

شیخ قلندر بخش جرات (تاسعہ ۱۲۵)

نام و خاندان | اسی نام پر ان شیخ قلندر بخش مشہور تھے ان کے نسب کا سلسلہ اسے امان محمد شاہی و قلیب
 بابائی کا لفظ انگریزی زمانہ سے ان کے خاندان کے ناموں کا خلعت ملا آتا ہے "جنفر علی حسرت کے شاگرد تھے۔
 حلقہ و قلم کا حال | "فخرا شاعر کے علاوہ نجوم میں ماہر تھے اور موسیقی کا بھی شوق رکھتے تھے چنانچہ سارے بنگال
 تھے صوفی تھے انہم پر بکرا بکر پڑے نامادہ تھے لیکن طبع موزوں طویل و طویل کی طرح ساتھ لگاتے۔"

اخلاق و عادات | "میراثات و برین ترین خوش طبع عاشق تہذیب تھے یہ لفظ غریبی اور خوش طبعی کی بدولت ہے
 ان کا یہ حال تھا کہ گھر میں رہنے دو پاتے تھے کہ ایک مایہ کے پہاڑ میں دو سیپے دیے دو سیپے کے سارے گھر کی آواز
 ساتھ لگتے، اس میں ایک بگم صاحبہ اور دو مرد اور انی اٹھتے تھے جہاں کیا اور رقص رقص کیا تھا بگم صاحبہ اور دو مرد
 برسات کے کام میں جن وحشی تھے جن معاملات کا ظلم ہوا حال یہ ہے اسکو اس کی تمام تر لطف محبتوں کا تہیہ بھنا چاہئے۔
 انکی بے مروتی کے لیے یہ بھی مشہور ہے کہ نظارہ حسین کیتھرن کی آنکھوں کی اندوری کا بہانہ کیا تھا اور اصل اس وقت تو وہ شرم
 بعض حالات زندگی | "دولت آباد بھت خان خان خانان رحمت خاں ڈاکیا کی سرکاری نوکر تھے۔۔۔ عوام کی خدمت
 اور مہاراجا کے نوکر کی سرکاری ملازم ہوتے اور پر آؤ تو بنگال کے تھانہ میں رہے۔۔۔ میراثات اور غریبی میں جن

گرم تہمتیں۔ خواب اور اندر خاں ڈاکیا پورے کسی سلسلے میں بگاڑ کر گیا تھا یا ہم خوب جو بازی ہوتی ہے
 جرات کی شاعری | "چونکہ کلام سادہ زبان کیا ہے حسن و عشق کے معاملات میں ہے چنانچہ عشق و محبت کے جو کچھ
 کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جاسکتا ہم اس کے کمال میں کوئی شخص نہیں پیدا ہو سکتا کہ نہ خوبی و صداقت کا
 لازم و ملزوم ہوا مسلم ہے جس جذبات کی تصویر برسات نے کھینچی ہے اسے میراثاتی اور نفسانی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے

لیکن چونکہ تصویر بالکل صحیح کھینچی گئی ہے اس لیے ایسی نظر اس کے حسن کی تائید پر مجبور ہوجاتے ہیں مثلاً
 چہ ہے بزم میں میں شخص پر نگاہ تری ————— وہ نہ کوئی سیر کے کہتا ہے اُن پناہ تو تھا
 درمکاب بھڑو دیا گھر سے نکل آنا ————— یادہ راتوں کو سداختیں بدل کر آنا
 میر جراتا سے دیکھ اگر کسی نے ————— سربا میں شاہیں جو بھیر کسی نے
 جیہ یہ منگوئی کہ ہمارا ہوتا ہے آپ سے ————— کیا درد بام پر ہم ہوتے ہیں گجراتے ہوئے
 کچھ کدو کا سبب اور نہیں پر جرات ————— یہ وہ چاہے ہے اسکو بچائے رکھے
 دیکھوں تو یوں دیکھ لگے نہ کوئی حال ہے ————— کجوت پر لگا جو نظروں میں بجا اپنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم دلو ان حسرت استاد حرات

سلسلہ

کیون مرے خون سے شمشیر کو آلودہ کیا
جی دیا، صبر کیا خاک بنا پر نہ ہلا۔
زلیست میں بادہ کشی حسن رشتی ہو مزا
وہر معارے بیان قلب کا سودا نہ بنے
اٹھ گئے، واد جو تیرے سخن کی حسرت
کیون مجھ یا جو دل تیرے غل کیا ہوا
یوں خزان آئی سخن ریا کے بدل گیا ہوا
کون آیا سنگدل ستوار تیرا ذمہ نہ چ
دل تو میرا ہو گیا آتشہ اسکی زلف کا
دلیر نہیں اختیار اسنا
لایانہ کوئی چراغ و گل یا تن۔
جون لالہ نہیں سار کر رہا ہے
کی دل نے بھی آہ ہونے کی
کیا ہے تھی وہ تجھ میں چشم ساقی
مکن ہی نہیں کہ جیتے جی مو
بان بوجھنا اڑا کے لینا کے
تو آتیکو یا نیکے دن گئے رہے
تیرا تو بے اعتسار رہے کہے
حسرت کو دیکھا دے زندگی میں
کیون نہیں سمجھتے میں اتنی خوشم تر کو کیا ہوا
صبر دم نہ لے سحر کے جتنے خالی گئے

آپ نے رنج اٹھایا مجھے آسودہ کیا
جو کہا آپ نے میں آپ کو فرودہ کیا
اس سوا اپنے کیا کام سو بہودہ کیا
فائدہ کیا ہے اگر تیرے کو زرا نہ دودہ کیا
کہے اشفاق کو کوسھی میں فرودہ کیا۔
صبر کیا آمنت تیری تجھ پر عمل کیا ہوا
لالہ و سوسن کیا نہ میں تمہیں گل کیا ہوا
فیضے کون ٹوٹے تیرے تین سا قیام کیا ہوا
جیرے کیوں ہیں یہ نشان تجھ کو سنبل کیا ہوا
افسوس کیا قشر ار اسنا
بکیں تھی رہا مزار اسنا
یہ سینہ و غدار اسنا
کوئی نہیں غمگسار اسنا
ٹوٹا نہ کہتی حشر اسنا
اس کو ہے میں بہر گز ار اسنا
اکم و رضا عفا اسنا
ہم کرتے میں شمار اسنا
جب ہووے کچھ اعتبار اسنا
منہ آئے انکے ایک بار اسنا۔
ہو گیا دیا ہی خون میرے بھر کو کیا ہوا
اجود علسے نیم شب تیرے اش کو کیا ہوا

ایک سے اک لہن نامیں سو اُس سو خیزتر
 شاید اس کو بے من جا کر وہ بکلی آیا ہو اس
 امقداد وارگی گئے سکھانی سے تجھے
 خانہ آباد اس طرف تو دیکھ کیا انصاف
 وادیاں دیتا نہیں کوئی کسی کے جور کی،
 بھٹک سانس بھی یہ دروغ لینے نہیں دیتا
 اجل سو بار آئی رنج میرا دور کرنے کو
 چلا وہ شمع میں شدت کر میں رخصت ہو
 تنہا خاک کو میری قد موبسی کی ہے لیکن
 نہ رکھ تو مانتہ حسرت دلیا میں گاکو لیے دے
 پہرہ ہر قتل کو بھگون سو اشارہ نہ کیا
 بوسہ لب دل بھاری صفت نہ ہوا
 دیکھ لیتا کوئی دم میں بھی تجھے بہرگز نگاہ
 کر گیا ایک نگہ، پہرے نہ نکلیا، ایدہر
 نقشہ لب عشق میں دنیا سو گیا اور حسرت
 اسے دل گزرتا تر اسی رہے گا
 باقی رہی بصارت آنکھوں نے روتے روتے
 رشو دے کے کو ساقی ہم تو طو بہان سے
 حسرت اگر خون ہو تو چاک کر کر بہان
 کوئی اپنا نہ اشتنا دیکھتا
 ایک نے بنی نہ کی وفا ہمسے
 یار سے دیکھ میں یار ہے غم میں
 سہو نہیں وہ دل سے اُسے

کوئی خوش آتا نہیں میری نظر کو کیا ہوا
 لو لے ہے ہکا ہوا سفا میر کو کیا ہوا
 روز گھر سے اٹھنے کے جاتا ہے کدھر کو کیا ہوا
 غیر کا گھر تجھ کو بھایا میرے گھر کو کیا ہوا
 بائے حسرت خوب رو دیئے نکلے گھر کو کیا ہوا
 عجیب درد ہے دلین کہ دم لینے نہیں دیتا
 دے احسان مجھے تیرا کرم لینے نہیں دیتا
 سری آنکھوں نے ٹپک آنکھوں کو تھم لینے نہیں دیتا
 چلے ہے بھکے وہ ظالم قدم لینے نہیں دیتا
 چھٹا ہوا دل اچھے ہو ستم لہو نہیں دیتا
 نیم شب ہی رکھا کام، ہمارا نہ کیا
 درد کا میرے سچانے بھی چارہ نہ کیا
 سنانے ہونیکا میر دل ہی نے پارہ نہ کیا
 ساقیا جام کا پیرود دوبارہ نہ کیا
 اب خیر کے تئیں جسے گوارا نہ کیا
 گلے کو توجھے گا کامیکو جی رہیگا۔
 رونا بھی مجھے یارب اک لہ کبھی ہیگا
 قسمت میں جس کی ہو گا سو جاقم فی نہیگا
 ناصح کو گرو سینا تو پہر ہی سہیگا
 جھکو دیکھا، سو بیوٹا دیکھا
 ہنسنے کنتوں سے دل لگا دیکھا
 تھے دنیا میں آکے کیا،، دیکھا
 ہنسنے سو سو طرح مہیلا،، دیکھا

کل گڑبم جو یاسِ حسرت کے کاغذ کیا کہیں سخت ماجرا دیکھا،
 راہ میں سنتے تھے کہ ہے بہا رہا — گھر پہنچنے سے مورا دیکھا،
 تو نے جو سنہ سہ کہا میں سنا اور سنا، بر مر آتشیاے یار کہا اور سنا۔
 رخ جب کرتے تھے ہم بت تو نہ مائل دل اب بشتیاں ہے کیوں غم اے جاوید سنا،
 کل کسی نے جو کہا مرنا ہی عاشق تیرا شکے غیرو کی طرف کئے لگا اور سنا،
 کہ تو حسرت کی تیری جان کیا حالت ہے ہر گھر میں جیسے تر اور دنیا اور سنا،
 خدا حافظ ہو کیوں محفل میں اسکا نام آیا تھا تڑپنے سے اسی دلوں کو مرے آرام آیا تھا
 سزاوار اسیری تو ہوے اسے تحت ہم بار اسی تھکا دیکر اس طرف کو دام آیا تھا
 بہار میں چلو ہو کس یاد ہے اتنا کلمہ گلشن میں گریبان چاک کر نکلیا اسی اک ہنگام آیا تھا
 نہیں معلوم کیا تھا جو سحر تک شمع رویا کی کہہ دینا حال پروانہ سننے شام آیا تھا
 اہل منت تیری کیا سیر وہ ابرو جب سو بکھرتے اسی دم سے عین تو مرگ کا پیغام آیا تھا
 وفا سمجھا تھا میں کٹر لگو لیتے ہی نہ وہ شیرا جو دیکھا تو غرض کو اپنی دہ نو دکام آیا تھا
 ہوا لبر ز جامِ زندگی جو وقت اسی حسرت دینے اس وقت میں بناقی بلا جام آیا تھا
 کل مجھے اس شوق سے جو درد کا اظہار تھا کیا کھوں گریہ کیان ہر اک پس دلیا رہتا
 کیوں کیا منع اسکو میرے قتل سے اسی دوستو اس سیاہی زاوے کا میرے یہ پہلا وار تھا
 جسے لطف اسکا گما میں دہلا دیکھے آہ پہلے میرا ہی اسی صورتے ظالم یار تھا
 غیر کے بس درد ہوتے ہی وہ تو نہیں ٹلک ادھر تو پیارے مجھے کیا ترا اقرار تھا
 کہ تو بھی تو حسرت کی شفا کیونٹے دیکھ آیا ہوں میں کل اسکو بہت بھار تھا
 مطلب نہیں سو شکوان ہر دون کا حسرت مجھے سے رونا اس وئی سرتو نکا
 ہر اشک ہی وہ قاصد ہے جسکا پاس فتر حیرتی شکایتو کامیری حکا سرتو نکا
 اک روز رفت یا کر کو حسین اسکے جا کر (ق) کرنے لگایاں میں اپنی مصیبتوں کا
 دل کو کیا غماط اور اس سے مینے یو حیا کائے یار تو ہے یا مالان سرور قاتون کا
 اک نات تھے و جھون گر راست تو نہانے سینے میں تہادہ رہنا بھگو فراغتون کا

غلام تبا تو مجھ کو کیا تمہیکو عاشقی میں
ہاں یہ میں جانتا ہوں جس کا ہے تو شکش،
کہتا تھا میں یہ دے اسکو سنا سنا کر
سُن سُن کے غیر سے وہ یوں مسکرا کے بولا
آہ میں نا لان بہنیں دروہانی کے سبب
شیخ نے اس نرم من کل کی زبان اپنی ناز
سو گوار کی نظر سے گری جاے ورنہ تو
نامہ بردل سے بہنیں بہتر کوئی پر تجھ کہنے
کیا مجال اسکی کہاں تو ادا کہاں میرا غبار
اسے لب تو ادا کر اے خنہ کہ زخم جگر،
حشر من حسرت کو سینے میں ہونگے داغ
بہلی ہے غم کے الطاف سے جفا و عیب
نہ سبھوں اپنا کیکور قیہ شک سے میں
وہ خواہ قتل کرے خواہ میری جان نہ خٹے
نہ تیغ بار سے گردن پہراؤں میں ہرگز
تفنگ شیع کے صدقے ہوں بلبلیں گل پر
بہشت کی مجھے ترغیب تو نہ دے واعظ
ہمیشہ مجھے وہ کہتا تھا مر کہیں حسرت
میرے جانے اس گلی میں نہ تھی صبا کی قہر
مچھلکے دوتے ہی گزری ساری رات
دی تو کٹا ہے شغل میں لیکن
سی دشمن کو سہی نصیب نہ ہو
زلحف میں کیونکہ دل کو ہو آرام

محاصل ہوا ہے شمرہ ان ساری تھنوں کا
شائق و تامل وہ تیروی اذیتوں کا
حسرت بیان سن اب اسکی شہر آؤں گا
کیا اسکو جھینکا ہے طالع کی شامتوں کا
درد جو دیکھے مومیں اس زندگانی کو سبب
میں جلا ادا کر تجھ کو بلا نر بانی کے سبب
آہو ہے چشم جھک کر غنچستانی کو سبب
اسکو بھی بہیجانہ سینے بدگانی کے سبب
لگ جلا دامن سے تیری مہربانی کے سبب
یہ خنہ دیکھا لا کہ غم اس شادمانی کو سبب
وان اسے چھانچو تم اس نشانی کو سبب
وہی رضائے ہماری جو ہے رضائے نصیب
وہ میرا دوست ہے جو ہوتے اٹلے حبیب
کہ مرگ رستیت پہ غمنا ہے رضائے حبیب
کہیں لطف سمجھتا ہوں میں جفاے حبیب
کوئی کسی کے ذاموں میں ہوں ذراے حبیب
کیسی مجھ کو تمنا بہنیں سوائے نصیب،
ہزار شکر پذیر ابوئی دعا کی نصیب،
مردان رقیب سکن کرے اٹل کی قدرت
بجھر کی بھی بلا ہے بہاری رات،
درد دیتا ہے زخم کاری رات
جیسی تجھ میں کئی ہماری رات
کرے بیمار بفراری رات،

گہری میرے چراغ سے روشن ،
وصل کی شب نہ پوچھ حسرت سے
وہن تو آیا بس وہن ، نکمہ
وصل ہے عیش کی آبدے اور اٹکی رات
دہرہ درہ ہوا دل سے نکل کر میرے
لب ہے بل نہ واقفہ شادی سے
کوچ کرتا ہے آلم دو کی اب صفت ہو
بخیر یا میری لینے خبر آیا ہے نہ
کلی تو کیا جائے صحبت یہ رہی نہ رہے
صحا سیر دی حسرت ہو وہ شکر غم
آنکھوں میں نہ تیرا سو بھی جلا سوا ہو بیخ
گر ہو ت سے قتل ہی کر تیکو آہن
گر شرم اپنے قول کی ہے عینک آپ آہ
جان بخشی میری کہنی ہو تو اگر مہربان
گر مجھے کچھ غرض ہو تو مطلب کو اپنے آ
گر بے خطا ہوں میں تو مجھے اے وصل دے
القصد اب بہنیں ہو ذرا تاب انتظار
دیکھی نہ ایسی جنگ نہ میں نہمار صلح
کچھ حرف دوستی ہو تو جو جنگ صلح ہی
دست جو نگو جنگ گریبان ہو گو کہنیں
بائے رخصت صلح کے اب دربان سے
کہتا ہے تو لونگنا اس سے پر اچکل
جون گل کی چاک حبیب سے دیکھن بہار

ملک سینہ اپنا کہول کہ ہوئے یہ اپنا حسن
 گوگل بھی غرقِ خونِ شیرِ اسانہ دلوں کی لطف
 جنوں تروری پاؤں کے ٹوٹے ہیں آبلے
 حسرت بہا رشامِ غریبانِ دیکھ تو
 روز ازل سے حسن کی جلوہ گری پر تاسو
 کتنے ہی دن گذر گئے ٹکڑے ہو ہو گیا جگر
 ضعیفِ حاکمِ دل کو نہ جھوڑ دیکھو
 سیکڑے میں نگاہ نے تری عجب نسوون
 حسرت اُسے عینِ کیمیا دیکھا تھا ایک کیمیا
 لوئے یوسف مگر آئی نہیں کنعان میں نوز
 ماندگی کرنے لگا دستِ جنوں چاکے اور
 جسکی قسمت میں رہائی تھی میں جا دیکھا
 سیکڑوں پر کیا تو نے خراب اس لگو لگو
 سو دے آرام سے کسطور کوئی زہر میں
 ارمیت لاف زنی کر مری ہمیشگی تہ
 قتل کا تو نے جو حسرت کیا دستان
 بازہ رشتے سے مجھے سینکڑے صیاد قفس
 اپنی خاطر نہیں منظور رہائی مجھ کو
 شکستہ تھا اس قفس میں بعد رہائی مستاد
 رُوِ گل دھڑی ہے دیکھ لین ہم اے قضا
 یا تمکنت پیہ مرے جسم میں قافلِ وحسرت
 طوفانِ کریم میں وحسن میں بہا رجوش
 خونِ جگر کسی کا پیاتے بجاے ہے

دیکھلا دے چاندنی کو تو اے ستمین بہار
 جیسا ترے شہیدوں کا دیوے کتن بہار
 ہر نوکِ خاصخ ہے دتیلے بن بہار
 ہر حنہ تمککو دیوے ہے رُبحِ وطنِ بہار
 ہم بھی سہی سہی سے محو میں بخیر ہے تا ہنوز
 رنگِ سرشکِ ہوشم کیوں جگر میں تپا ہنوز
 مرغِ شکستہ بال میں تیریری ہے تا ہنوز
 شیشو نہیں ہے کے ہر طرف تھیں ہی تا ہنوز
 بلسِ وفاختہ کو آہِ نوہ گری ہی تا ہنوز
 کہ صبا ڈسوئے ہے اس بو کو گلستا میں ہنوز
 باقی میں تار کئی میرے گریبان میں ہنوز
 فصلِ گل ہی جلی ہم تو ہے زلفِ انہیں ہنوز
 بر محبتِ تیری لاش میں دیر انہیں ہنوز
 نقشہِ عشق تو بیدار ہے دوران میں ہنوز
 ایک دو قطرے تو ہیں دیدہ گریبان میں ہنوز
 کیمیا ہوا مگر اس سرو سامان میں ہنوز
 میری فریاد سے کرنے لگا فریاد قفس
 ہم ہوں آزاد تو مونچ سے آزاد قفس
 ہم قفس یاد کن ہو کر کیا د قفس
 ملک تو لیجا کے تو لٹکا سر شمشاد قفس
 اب آزاد ہوا دھڑی ہے میرا د قفس
 آتے ہیں میرے دل میں ساقی ہزار جوش
 جو چشم کر رہی ہے تری پر غار جوش

مانند گل کردن میں گریبان کو چاک چاک
 ہر چند آہ و نالہ کو کرتا ہوں ضبط میں
 حسرت بجھے ہو کہیں آنسو ازل بخائیں
 دیکھتے ہی شمع کو جاتا ہوں پروانے کا ہوش
 مست میں تو ہو گیا تیری لگہ سے ساقیا
 ہو گئی بلبلی قفس کو دیکھتے ہی سچو اس
 ترے کو چوم میں جا کر یا تنگ یا مست
 جو نہیں کر عشق چھڑا میں ہاں ہوش میں
 قابل عارت نہیں اس خانہ و دیر انکی بساط
 کوڑیوں کے مول پر مصر میں تو فلک
 دین و ایمان کر کے غارت لگو ہی وہ لچلا
 ساقیا کیا ست ہو کے کوئی اسکے دو دین
 دو دنوں عالم کا ہے عرصہ تنگ و حشت کبری
 تو نے اسے عم آنکو بھی پوچھا کہ ہے غضب
 ۴۴ ایک بوسہ تیرا نکاح صلہ ہوتا ہے تنگ
 اتنی محو نہیں ہے دل جان کی احتیاط
 گر ہے یہی سار کی شورش تو نا صحت
 کہہ اس سے میرے پاؤں کے ہر آلو کو کام
 آتی ہے کوئی دم میں خزان تو زود و گل
 وہ جسکو مصیبت سے بچا ہے وہی بچے
 تیری لگنت کا کیا ہے خوشنما لفظ
 زبان تیری زبں ہے لطف کی جا
 نہیں ہوتا عبادہ چھوڑ کر مہم

آتا ہے میرے جی میں ہی بار بار ہوش
 پروا کیہ مجھ کو آئے ہے تے اختیار ہوش
 رکتا ہوں جی کا جی ہی میں ہمارا ہوش
 آہ میرے محتاج کو کیونکر اسکو چلی سکیا ہوش
 اب نہیں مجھ میں ہلے اور جانے کا ہوش
 کہہ نہیں اسکو رہا ہے اب اور داتے کا ہوش
 جو نہیں رہتا مجھے میرے گرتلک جانیکا ہوش
 اگر حسرت کچھ ہاں مجھ کو نہ انسانیکا ہوش
 دیکھ لے دست عزیز گریبان کی بساط
 ہائے اس دیف کو جو تناسل گناہ کی بساط
 تھی ہی مجھ غمزدے سکین پریشانی بساط
 ہر فقط اک جام وارون رخ گردون کی بساط
 میں قدم صحرا میں کہوں کیا بیابان کی بساط
 تے کئی لکڑے جگر کے شیم گریبان کی بساط
 خوب حسرت دیکھ لی تے یہی تو بانی بساط
 منظر حقیر سے ترے پیکان کی احتیاط
 مجھ سے نہ ہو سکی گریبان کی احتیاط
 اسے برق کچھو غارباں کی احتیاط
 کیا باغبان کرنے ہے گلستا انکی احتیاط
 حسرت نہ کام آئی کچھ انسان کی احتیاط
 قیامت ایک آدا سے ہوا دا لفظ
 یہاں اٹکے ہے اکثر جا بجا لفظ
 ہوا ہے اسے شاید مبتلا لفظ

ہوا ہے ست نعرش اس سبب سے
 بہت مشتاق ہے سننے کا حسرت
 اے فلک باقی نہیں میرے حکمران کا داغ
 تجسما مہر و داغ حیران دیکھے یوں جانا نا
 سخت بیدردی ہو سپرد و نفعے کنہا دل
 جان جاتی ہے مری درد و الم سے کیا کرنی
 کیا غرض ہے جو کسی گل کیلے گل کیلئے
 کیا شمع ہو ساقیا ہلکو جو تو جانے حرف
 دردی سے کی غنایت کر مجھے سرخشان
 غیر کا کیا شکوہ کئے مارتا ہے و آنکار شک
 ایک نظر دیکھا تھا کیا مجھ کو کہ آیا مجھ پر ظلم
 بیخ تو یہ ہے طرد و حسرت کو سخن کی خوب ہے
 ہکونہ مرگئے نہ قصانے کیا ملاک
 کوئی دشمن سے بھی کرتا ہے اس کو شک
 تیری فرقت میں ہوشام و بحر مجھ کو شک
 کرم ہو کھل جو عقدے پڑے ہیں کام میں مرے
 ہو جب دیکھنے کی تاب ہو و دل آسان ہے
 پوچھا تنگ بقیراری اعدا کی تباہی پس ہی کر
 ابھی تو حسرت اسیر عشق یہ پوشیدہ ہے تیرا
 غلو کو اور نہ عاشق بد نام سے کام
 آہ کیا جانے گل باغ کو وہ مرغ اسیر
 گروزش چشم نے ساقی کی جھپکا یا سیوین
 شیخ کو اسکی بہشتیں ہوں مبارک ہو

میان لب کا ترے کیفی ہے کیا لفظ
 کوئی تو سنہ سے کہہ بہر خدا نہ پالط
 اور کیوں دیتا ہو مجھ کو داغ بر بالاک داغ
 حیف غم افسوس حسرت ہاں حواریں داغ
 منت مرسم نہ لیجئے کہنئے اید اے داغ
 آہ اے بیتی کی دل داتے تنہا شہا داغ
 دل ہو حسرت داغ ظاہر میں نہیں لائی داغ
 نہ تین ہم اور میں بہر کو کا تو حرف
 کر گئے خالی اگر سارے ہی تجھ جاتے حرف
 مجھ کو لجا یا ہے وہاں یہ سے لڑو نہ حرف
 کیا کہوں میں ہو گئے سب سے بگائے حرف
 میں کہے جاؤنگا گو امیں برائے حرف
 اس کے ستم اور اپنی دستانے کیا ملاک
 دوستی کر کے میان تجھے کیا خوب ہوک
 جو شب کاٹی تو دن شکل جو دن کا تو شب شکل
 ترے آگے جن سب آسان کے نزدیک شکل
 غرض جو آگے شکل ہی رہی مجھ کو شب شکل
 ہو اجنبیا مجھے دنیا میں اب تیرے سب شکل
 وہ چہچان مانگا مجھے ہو دیکھتے شکل
 اپنے تو کام میں نہ کیا میرے کام کام
 جسکو بھنے سو نکلتی ہی ٹرا دام سو کام
 کہہ نہیں تمکو رہا گردش ایام سو کام
 شیشہ و ساقی دگل یارے جام سو کام

صبح روشن ہو گلشن میں مبارک گل کو
 آہنِ تیرے غم میں تر گئے ہر گئے ہر گئے
 عقیقے کی سہی کچھ خبر نہیں ہے
 کرناک تو آخر تم اپنے جی سے
 شبنم کی سثال اس چمن میں
 گل روئے ہوئے جو اتفاقاً
 پڑھتا تھا یہ شعر وہ تیرا خاک ڈھ
 دامادوں یہ دیکھئے کہ کیا ہو
 یہ آستانِ تاشیر ہے یا دلِ خوشیستہ میں
 سٹے گل رنگ پر آتے ہیں سو سو تنک قبل کو
 صدائے قفلِ منیا سے یہ جاننا میں و حسرت
 ہنوکے مدد کیو نہ آہ صبح و شام ہیلو میں
 غمزدہ دیکھتے دیکھتے ہاتھ دہر دیکھ اٹھنا ہیلو
 ہر کون کیا گردشِ چشم اسکی یوں ہم نرم آفت
 مجھے یوں اس پر دے کہ جون لیس ہو آخر
 نہور ہو اہیں تولے میانِ حسرت کی صحبت سے
 ہلا میں یا رنے دے جاری اور پیو میں
 فرما دقتیں کی نہ کہو جانفشانی
 کل رات پائے خم میں خوش ترے تواء
 نہ کہ کس کسر سے بنے کہا اینا جی تشارم
 بیگا چشم سو خوتاب یا کھت جگر و کین
 جو تباہی دلِ عشاق کی باطل سمجھتے
 گلبن تھیں آہ اک مدد جسکو سنا میدا کین

حسرت اپنی بھی غمِ غم کی ہر شام گم
 بہر تاتا جو کہ سو ہر گئے ہر گئے ہر گئے
 دنیا سے تو بچ گئے ہر گئے ہر گئے ہر گئے
 اے نالہ بے اختیار گئے ہر گئے ہر گئے
 شب آئے تھے ہم سحر گئے ہر گئے ہر گئے
 حسرت کے مزار پر گئے ہر گئے ہر گئے
 بس سنتے ہی جسکے فر گئے ہر گئے ہر گئے
 اپنا تو نباہ کر گئے ہر گئے ہر گئے ہر گئے
 بیاسا قی حجابِ شے بزرگ گل کی شے میں
 نہیں یہ خونِ خون دل بلبل کی شے میں
 برسی سے قص میں شاید جو اتنا غلِ خوشیستہ
 کہ دل لیتا نہیں اک آن ہی آرام ہیلو میں
 کہا تنک زو سے اسکو رکھوں میں تمام ہیلو میں
 کہ جون فتنہ رکھے ہو گردشِ آیام ہیلو میں
 کسی ناکام کے جا بیٹے ہو ناکام ہیلو میں
 روست رکھ کر بجھے عاشق بد نام ہیلو میں
 عجب تاشیر رکھتی ہیں الہی دل کی فیاد میں
 اسی شاکیا ہوں میں کتنی کسبِ نیاں
 کیسے بچیں میں تج اسکی یہ کہہ سر گر انیاں
 لیکن نہ گئیں نہ دے ترے بد گمانیاں
 دکھا دیکھا میں کیا ستم ترا سفر و کیمیا
 مر سیتے یہ اگر اندنوں وہ ہاتھ دہر دیکھیں
 سو غائب ہو گیا آنکھوں سے اب کھر دیکھیں

سدا آہٹ لگی رہتی تھی ہلو حسی اتمکی ۶۶
 فلک سو تو بہنیں امید جو اسکو دکھا دیوے
 سوے عورت کو نذرے برہمن راہ کرے بہن
 نہ یکہ ایسے شمع تو انکی طرف چشم حقارت سے
 تنفس میں ہم بہنیں کچھ لوٹے صیاد کو کور سے
 نکلیا تو کسی دن کاش جی بھی ساتھ لگو
 سخی آؤد کا حسرت نہ ہو بخود کو ہرگز
 نظر اٹکی تیری عشوہ منائی ہم کو
 دشت میں کر چلنے کی تہ نہ ہونا ہو سو ہو
 موت آجائے کہنیں اس دل شدائی کو
 نا تو انی توڑیے کی سی طاقت نہ رہی
 ایسی کیا تعبہ بلا ٹوٹی کہ تو نے اسے دل
 سے دیوانے کو کیا ہنڈ سے سودانا صح ۶۷
 ہم ہی حسرت غزلین خوب سی اکتو ملکن
 اگر دیکھے تیری دشت زد و فوج حبیب لانا کو
 دل چم و فکر تو کر دیا برابر اک بل میں
 زمانہ کیا کر لگا اپنے طالع میں وہ گزشت ہو
 عزیز و ایک دن چمکو جو ہرے غم نے اکیرا
 یکا یک پیر گیا دل کہنے لاگا اسمگہ چلے
 ہم اور تو دونوں سجا بیٹھیں اڈل کو کور میں
 یہ باتیں سنکے میں سے کہا گویا نہیں مری ۶۸
 وہاں چکیا تو کوئی کشتہ سید اگر گردن ہے
 انہیں میں ایک حسرت نام دیر فاسر عس ۶۹

سوکس امید برابر ہاے ہر دم سوہرہ بکین ۷۰
 مگر حسرت خدا چلے تو مسم بارہ گرو بکین
 حرم کے رہنے والو تھے عشق اللہ کرتے ہیں
 گدایان خرابات اک نگہ میں شاہ کرتے ہیں
 چین کو مرغ نالے اپنے خاطر خواہ کرتے ہیں
 ہزاروں رات دن میں نالہ جاگاہ کرتے ہیں
 کہ اسپر آہ نکلی جو اسپر واہ کرتے ہیں ۷۱
 جیسے دیو لکھا اگر درد جدائی ہم کو ۷۲
 توڑ دیوانے تو اب زنجیر ہونا ہو سو ہو
 روز سمجھائے کہا تنگ کوئی سودا پی کو
 کس طرح کاٹیے یارب شب تنہائی کو ۷۳
 یک سیک چوڑ دیا صبر و شکیبائی کو
 کام فرمایے شک آپ بھی دانائی کو ۷۴
 دل بہنیں چاہتا اب سرکہ آرائی کو
 تو مجھوں گورے اٹھ کر گرے ٹکڑے گریبان کو
 نہ آیا رحم ہے ظالم شربک خانہ دیر انکو ۷۵
 اگر جاہو سکھا دے گردش گردن گرا انکو
 کہانی نے کہ چلے سیر بجھے ملک گلستان کو
 کہ جس جاگہ نظر آے سرا سرا پاس انسان کو
 کہیں ترا شک سوا من بہرین خوش گریبان کو
 تو چل اکدم دکھا لائیں تجھے گو غریبان کو
 کوئی بکس ترستار گیا دیدار خبان کو ۷۶
 سی کہتا ہتا دے کنج چکر اک آہ سوز انکو ۷۷

نہ مکر تا کاش ظالم قتل مجھ بیمار بھران کو،
 اس قدر سرگشتہ بہر تباہے خوش تار و نہیں تہ
 ہر آن جو ترکانِ برکت جگر تازہ،
 ہر دم دل سوزانکا احوال سو کچھ کاکچھ
 گرد ام سے ہم چھوٹے کیا فائدہ لگش سنگ نہ
 مہربانِ طبعیوں سو اب اور ہی افزون تو
 خون زخم سے اس دلو جاری ہو رہا سر
 زہنا نہیں پیار سے یہ وضع پسندیدہ
 آنکھ لکے اگر ایسے، کیا مجھے بتاؤ اسیر
 طاقت نہیں فرقت کی ہر مجھے جداست
 ایک عمر ہمیں گذری وصلت کا نہ دن و کیا
 کرتے ہو جو یہ آس تھے سب دیا جو دل
 دل لکے نہ مکر تا پیر ظالم کسی و لدا رہی،
 جون و زو کیا حسرت دیران مرے گھر کو
 محسب میری جو بر میں یہ عیاں نہ شیشہ
 کونساہ پارہ یارب بر کنار آب سے
 جگر سوزاں ہے دل بتا ہے آہ چشم گریان
 جو ایسا ہی دل دیوانہ میرے دینے جان
 شریع عشق ہے اے ہمیش اور خوش سودا
 نہیں چن اک آن کیا پتہ کئے
 مجھے کیا کچھ درد دل لسیکن
 آتی میں بات بات پر ہر دم
 آشیان ہی اجڑ گیا اسپت
 کہ عشرت میں چھوڑ گیا مرا خون تر سے دانا کو
 ہے مکرانے رشک نہ شریو گرفتار نہیں ماہ
 یہ کل محبت میں دیکھا تم شہر تازہ
 جو قاصد اشک آیا لایا خبر تازہ
 تب ہو کچھ جب نکلیں میراں دور تازہ
 صندل کا تھس ہوا کہ دور دس تازہ
 پیدا ہوئی دل پر ہی اک چشم تر تازہ
 سر آن ہو آرزوہ ہر وقت ہو رنجیدہ
 اک جان سو دلاہ اکل ہو سو شوریدہ
 آگے میں اے ظالم ہوں سخت مستعدہ
 جاگین سب کہیں یارب یہ طالع خوابیدہ
 معلوم کیا تھے ست کچھ پوشیدہ
 ہو دینے بہت عاشق اسطرح سو گردیدہ
 یارب نہ کسی کے ہوں دشمن یہ دل دیدہ
 دیکھ لے آبلہ دل ہے کہاں بہ شیشہ
 عکس حکما مع بریتا فی اسباب ہے
 آہی دن ہو مری مرگ کا یا شام بھران
 تو یہ اگر و میرا تہ اور اسکا گریان ہے
 مگر زخمیر محکوم میں ہوں اور دامان صحراب
 نفرت باقی ہے جان کیا کیجے
 نہیں رہتی زبان کیا کئے
 رہمیش درسیان پتہ کیا کئے
 رہا کے اے باعباں کیا کئے

مفت مرتا ہے غم سے حسرت نام
 ہوا ہی میں تو قمری چشم کی کہو نہ گئی
 بہار ہو چکی اور شور بلب لنگا گیا ہے
 غبار ہو کے صبا سے ملے کہ دان پہنچے
 نہ جانوں کیا تھے الفت تہی گل ملو بول
 ہو ہوا دست تو کس کی نگہ سے حسرت نہ

یہ بھی ہلا ہے کہ تھک مر خیال نہ گذرے
 شب فراق کی مانند عصر اسکو بھی دیکھو
 گواہ جرم کا میرے بھی کو کیسے قاتل
 جو دوستی سو تیرے دروغ گذر تو بین مجھ پر
 عجب ہو چلا ہے مثل مار کا سر حسرت
 ٹپکنے دے مجھے سر اس کے استکانے سے

ہمارے دیے آزار مت ہوائے ظالم
 مثال نقش قدم ہائے اٹھ نہیں سکتے
 تسلی ہے دل بیمار کو ترے باعث ہے
 کسیکا حال کوئی دھیتا نہیں ہرگز نہ
 نہ وہی آتا ہو اس طرف کو نہ اپنا اور گر رہو
 چین میں ہر گل ہمارے آگے لہرے کے تو خار ہوگا
 ہمیں ہی فرمائیے کہ آؤں تمہاری محفل میں
 مبالغہ نہ تیرا تو ہر سو بیان کیجیو حال میرا
 کہینتیا ہوں نالہ جانکاہ و گئے ہاتھ سے
 وصل کی کل رات تھی او یا ربی تمام ہٹن
 حبس طر ماؤں اور سر و طس پر تیش ہے

ایک بیکس جوان کیا کھئے ہے
 یہ شکر ہے کہ گیا جی یہ آرزو نہ گئی ہے
 مرے دماغ سے اس گل کی ہا بونہ گئی
 غرض کہ خاک چوسے تو سہی آرزو نہ گئی
 کہ اپنے جی سو گئی بر میں سو تو نہ گئی ہے
 کہ مرتے مرتے تلک تیرتی آرزو گئی ہے

کہ بتا دے تری خاطر کہیں طلال نہ گذرے
 فلک شتاب کہیں یہ شب وصال نہ گذرے
 کہ باز پرس کے دن تہیہ افعال نہ گذرے
 سوائے سیان ترے دشمن ہی حال نہ گذرے
 کہ اسکی خاطر شاعرین ہی مثال نہ گذرے

حجر کروں ہوں میں اپنی اسی سہانے
 جبین گے گا سکو دن رات کے شانے سے
 تری گلی میں نہ جانا سہلا ہوتا جلنے سے
 خدا کے واسطے مت اٹھ سکر رہنے سے
 وفا کا رسم اٹھا حسرت اس زمانے سے

بہلا ہے ہر کون ڈھب کہ صحبت پہلای گی برابر ہے
 اگر وہ نکلے اس طرف کو عجب ہی بہر تو سہا ہووے
 اگر تمہیں کچھ غریب فانی کے آئینے شک عار ہووے
 گر اس تقافل شعار کی سہی گلی میں تیرا گزرا ہووے
 آہ و گے ہاتھ سو صد آہ دل کے ہاتھ سے
 ریزہ نکلا کام خاطر خواہ دل کے ہاتھ سے
 کس طرف جاؤں میں اے اللہ دل کی ہاتھ سے

نرم میں بیٹھا تھا تیرا نام لے بیٹھا کوئی
 ختم کا دونا پڑا ہے کیا کون حسرت مدام
 چھوٹے بچے خدا جدا نہ کرے با
 ارگئی پر سے طاقتِ یزدان
 نہیں تاب اب بستمِ استیصال کی
 تم جو کہتو ہم، کہہ دو حسرت سے
 آپ کا اسمین کیا بگڑتا، ہے،
 سرشک و خون مری حشم سے ملے نکلے
 تمام دن تھے جدا آہِ شمع و پروانہ
 سراغِ پوچھوں میں کیا اشکِ آہ کا دل سے
 کریں ہیں یوں یہ دو آنے پر توں بھیر
 نہالِ سست ہیں ہم اے صبا نہ تند گذر
 ملا نہ غنچہ دل خیمہ ہیں سو شرمِ مردہ
 مگر کے زخموں کو جانا تھا ہر جے حسرت
 روئے ہوئے جاتے جواب ہے جو تم لوگ
 داغِ غم نے قیامت کی اک بات بنائی ہے
 مرہم سے نہ خنکا ہو دل انگارِ جدائی
 معلوم ہے محب کو کہ میں تجھ میں نہ جو ننگا
 ہے گلشنِ دوران میں گلِ عشقِ محبِ گل
 فرقت کا الم جان ہی لے جوڑ لگا اک دن
 حسرت تری باتوں سے نکلتا ہوں مرا جی
 تیرے بن کس طرح یارب مری اوقاتِ گویگی
 نہیں غیر و نہ کوکبِ فرصت ہم اپو ہم کو کم غالی
 وان سے اٹھ آیا میں کل ناگاہ دیکھ ہاتھ سے
 گہ جگر کے ہاتھ سے آؤ گا دیکھ ہاتھ سے
 تجھے میں ہوں جدا نہ کرے
 کہیں صیاد اب رہا نہ کرے
 چاہئے تو سہی اب جفا نہ کرے
 آؤ فریادِ یان کیا نہ کرے
 دردِ دل کی کوئی دوا نہ کرے
 مگر یہ سوٹ کے سننے کے آئے نکلے
 ملے جو شب کو تو آتش کے سبب نکلے
 کہ اس دیار سے ہوکتے قافلے نکلے
 کہ اسمین زلف کے کتنے ہی سلسلے نکلے
 مگر سے اپنی اگر ملک بھی ہم ملے نکلے
 نہرا گلشنِ دوران میں گلِ گلے نکلے
 خراشِ ناخنِ غم سے وہ چلے نکلے
 ہم بھی نہ بلیٹے پیر سننے ہو میان لڑکے
 کہتے ہیں جے محشر سو روزِ جدائی ہے
 سے وصل کے جہتا نہیں بیمارِ جدائی
 کو نہ کر نہ کر دن تجھے میں انگارِ جدائی
 کیونکہ اگر دانِ جان خارِ جدائی
 دشمن ہی نہ آہ گر مستِ جدائی
 خاموش ہو مت بہت اشعارِ جدائی
 اسی سے دلوں میں بیانی جو کیوں کراتِ گزریگی
 چلوں میں چھکا ملنا نہ تم غالی نہ ہم غالی

دہ تہا مشت خض کے پونکے سواغبان گذر
گذر اسکا ادھر ہوا ادھر اپنا گذر ارا ہو
جو کہ شرط وفا تھی سو بجالانے بہم دونوں
وہانکے رتنے والوں نے ذرا یہ بات کہہ دے
کہ حسرت نام یہاں سے جو زخمی ہو گیا تھا کل
اگر قاتل کو اس کے سیدھے کوئی تو ہتر ہے
ہنین تو خون گردن پر دیکھا روز محشر تک
کہہ بیٹے برا منہ سے بھلا اور یہی کچھ ہے
ہمارے کام پر ہر جہد آسمان پہرے

انتخاب دیوان دوم مرزا جعفر علی حسرت

رؤنا میں جو یارو اپنا دیا رجو ٹا
قول و قرار اسکا چوٹا ہوا تو غم کیا
گر بیخ راہ کینیا، تو کچھ الم نہیں ہے
رونے سوا نہیں ہے فرقت میں کام اپنا
ہر جہد تلک مارے حسرت کی آرزو ہے
ضبط کر کے ہم قلق کو دل میں گہرا کر
گر یہ رسوائی تھی جانا اس گلی میں بدولا
طے میں ایسا تھی اسکے لیک اس میں بھی ہیں
دل کو لے آئے تھے اس کو چوسے ہو کر مخفا
حبط طرہ والی گرفتاری سے اکتا تھے ہم
جیتے جی ہتھو نہ جاتے اسکو کوچے سے کبھی
کون اب کہ دے اے عاشق اپنے چرم کہا

مرزا ہے یہ کہ، مے اب کو لے یا رجو ٹا
غم ہے کہ اپنے دل سے صبر قرار چوٹا
ہے یہ الم کہ ہم سے وہ رہنما رجو ٹا
یہ کام ہے کہ تجھ میں سب کار و بار چوٹا
حسرت کے دے چوٹا کیا ٹھکسا چوٹا
منع قیامی کیا پر احمین دکھ پائے بہت
چوٹ کر جانا وہاں کچھ بھیجے پتھائے بہت
آہ اب رنج و الم فرقت نے دکھلا بہت
پر دل و جان ہمہ اب ملکر بلا لائے بہت
وہیسی ہی ہے شغل اب پسو اکتا بہت
کیا کر میں اسنے ہی غصے میں فرمائے بہت
بان حسرت نے تیری دوری میں غم پائے بہت

باقی رہی غم سے دل ناشاد کی طاقت
 سو گئے تم ہمیں نہ آئی نسید
 سو ظلم کرے وہ کسے فریاد کی طاقت
 کس طرح سوئے سر آئی نسید
 چشمِ تصور ہے یہ ہمدردی آنکھ
 جسے خاطر سے بہی مہلائی نسید
 چشمِ اگر یاق ہے مفت میں یارو
 نیل میں اشک کے بہاؤ نسید
 حسرت افسانہ کیا یہ تھا جس نے تو
 رتی تھی مری اڑائی نسید
 جلد آخر ہو گئی فصلِ بہار اب کی برس
 رگڑے ٹبل کے دلیں خار خار ابکی برس
 برلیان آئیں بہت اور مینہ برے خوب بٹ
 سا قیاد نہ سراپا تھا رابکی برس
 پتھر سے ہوئے شیشہ دلِ پاش پاش کاش
 نالہ تو بکھلے دے کوئی دھڑلش کاش
 سکیا ہے کس سے لطف کہ مارے جو میو
 دکتا ستم سی انہی شگر معاش کاش
 اے برق آشیان پر مرے تو گذار کر
 جاوے اب اس حینِ سو مری دودھ کاش
 اس جستجو میں آہ میں ہر ہر کے مر گیا
 کرنا نہ آہ اہل وفا کی تلاش کاش
 ہر حسرت فداے خونِ جگر کی میں جگر
 چھوٹے تلاش و غدغہ آتش کاش
 میں نے کس بھنص سے لگائی آنکھ
 جتنے تھے ہی بس چرائی آنکھ
 سا قیام و سہارا میں آ
 ہے کون جام نے چھپائی آنکھ
 دے تو بیٹا وہ ناز سے گالی
 شرم سے یہ نہیں اٹھائی آنکھ
 دل لیا میں نے جب سے اے حسرت
 تب سے میں اسکی وہ نہ پائی آنکھ
 کچھ دلیں جنوں تیرے ارمان نہ رہا
 کی جیب تو سو ملکرے دامان نہ رہا

باقی نامہ

ہے لائقِ حمد و شکر وہ ذات
 کب جیج غار سے ہے حالی
 کہہ دے نظر تفتق کی لالی
 کیفی اسکے ہمک رہے ہمیں
 اباؤ کی جسے یہ حسدِ ابات
 غل کرتے ہیں سے کے اشتیاقی
 یعنی کہ پہنچ شتاب ساقی
 بے شیشہ عجب خلل ہوا ہے
 دل آبد بخل ہوا ہے

ساقی تجھے جام کی قسم ہے
آرام دل دروانِ مستان
اپنی تجھے سرکشی کی سوگند
نرگس ہے چمن میں مست و مغرور
ظالم ملک دیکھ حال گلزار
ہر دم ہے خزانِ حق کے درپے
کچھ جام سے بھگوئے تلاء وے
تجھ کو اپنی ادا کی سوگند
برسات کی بدلیاں یہ کالی
جون جون کہ جھگورے لے ہے پانی
گل پوئے ہیں چار سو چمن میں
ظالم یہ ہوا سے پریشکالی
کل کو نہ رہے گا حسن تیرا
بہ جائیگی اتنی یاد گار ہی ...
ساقی غافل رہا تو ہم ہے ،
گل بے رنج یار خوش نباشد
حسرت کی وصیت اتنی رکھ یاد
گلہے تربت پہ اس کی جا کر
دان بھی وہ تجھے دعا کر یگا ،

میخانے کے نام کی قسم ہے
عبدی ہے بیونع بجانِ ستاں
مست رکھو خرو کا بھگو پاسب
انکھیں کھینچی ہیں چشمِ بدور
ہر ایک بیان ہے ست و سرشار
لاتا ہے تولا وے ساغرے
کچھ گروش چشم سے چمکا وے
تجھ کو دل بیوفا کی سوگند
اور تو رکھے اپنا جامِ خالی
یاد آوے شرابِ ارغوانی
ساقی بہین آہ تو جس میں
بے جام و شراب جانے خالی
یہ دلولہ اور یہ جوشِ مسیرا
ہمے ساقی نے کی نہ یارسی
پیمانہ بہرا شرابِ غم سے
بے بادہ بہارِ خوش نباشد
گر جاوے وہ گور میں رہے شاد
خاکِ اسکی تو سے کچھو تر ،
ساقی ساقی جیسا کر یگا ،

تمہا یم پُشدد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہمدیوان جرات

زور یہ پرورد اپنا مطلع دیوان ہوا
وہ بہو کا اپنی نظرونے جو ملک نہان ہوا
خاک ہو کر سہی غبار خاطر یار اس ہوا
سب جہان بستاؤ ایک ایسا ہی گہرین ہوا
پر نہا جو درد کا پتلا دسی انسان ہوا
ہاتھوں سے جو کرتا تو وہ آٹھونے لٹتا
آٹھیکا جو سو نام تو روزنا بہین آتا
میں اسیلے روتا تھا کہ وہ بھگو سنا تا
تو صدہ غم کو تو میں خاطر میں نہ لاتا
پر چونکہ جو ک نمدیہ سودہ نہید کا ماتا
خواب میں آئینگی سہی تنے قسم کہا ئی کیا
ہم سہی پوچھ گئے ہونگی آپ کی دانائی کیا
میں تو حیران ہوں یہ بات آپنے فرمائی کیا
ہم سمجھتے نہیں کہتا تو سودائی کیا
مجھ میں جرات یہ کہاں اسچھائی کیا
تیرے مرخص غم نے سو جا مکاں بدلا
ضیاد کے خطرے گو آشیان بدلا
آخر مایہ تنے خوب اسکا جان بدلا

نالہ موزوں سے مصرع آہ کا چسپاں
صاف نظر ہو گئی مینائی دل شل برقی
آئے جو مقدمہ کیرے سو کدر ہو گئے
اسکے جانیے یہ دلیں آخر چرک ہو گئے
گہر ہر قالب میں جرات صوفی ملتی ہیں
زنجیر گل بازیکا ولا کاشن تو پاتا تا
تہائی پہ اپنے ہون پٹ ششدر حیران
سی دے نہوا سکا ظہور آہ
نا طاقتی دل اگر ایسا نہ گراتی
ہر جذبہ کروں نالہ شبگیر من حرات
کون دیکھگا بھلا اسمن ہو روانی کیا
شیخ جی ہتھو میں نادان بہ اسو آئے دو
واہ میں اور نہ سنے کو کہوں کا توبہ
حرف مطلب کو مے سنکے صدہ ناز کہا
دیکھنے کا جو کروں اسکے مے جو حرات
کہہ بھی لگان تیرا اے بگساں بدلا
فشت نے بھگو آخر لاوام میں بھنسا یا
اکدم وصال دیکر فرقت کے غم سوز

گو لاکھ ہب سو پختے نام و نشان بدلا
نہ کہہ زمین بدلی نہ آسمان بدلا
وہ بہن ہم میں کہ جس سے وہ ہمارا ہوتا
اور کہہ کیونکہ پہلا اسکو گوارا ہوتا
بات کہنے کا اگر عجیبو سہی یا را ہوتا،
بقیاری سے اسی من نے بکا رہا ہوتا
سراٹھا کر اپنی پورسی مارا ہوتا

راز سر سبتہ چارا آدھ پر کھل گیا
بول اٹھا جو تیر نفس کا کس طرح کھل گیا
وائے قسمت اپنی ہی کشتی کا لنگر کھل گیا
بقیاری میں مرا اگر ایک سہی پھر کھل گیا
بارے یہ عقدہ تو سٹے اے دیدہ تر کھل گیا
لگے سی سینہ پر اسکی ایک ٹھوکر کھل گیا
جسکی ایک انگلی سو حرارت باب خیر کھل گیا

تو جسکے وہ پوئے میان فکر کر اپنا
سراٹھو سی اٹھتا نہیں دودھ پیر اپنا،
احوال نظر آئے ہے نوع و گھر اپنا
کچھ حال سنا تا ہوں میں با چشم ترا اپنا
کچھ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں وہ منہ پیر کر اپنا
ماپوس پھر اٹھا ہی جو سینا سہ اپنا

کہ بن اٹھوئے جون میرا استخوان کا اٹھ نہیں سکتا
قدم آئینو ساری کاروان کا اٹھ نہیں سکتا،
کہ صدمہ اتواں درد نہانکا اٹھ نہیں سکتا

چپ چپ کے جب گئے وان پھان ہی گیا وہ
اپنا ہی دل نہیں وہ اس بن تو گرنہ حرارت
اے کیونکر نہ جدا ہوسے وہ پیارا ہوتا
جسے پا پوس ہی ہونے نہ دیا وصل کی بات
مغل یار میں ایک ایک کا کیون تکتا نہ
شکر تم گسے نکل آئے بہن تو سائے
شکر تم آگے لگا رکھے نہیں جرات

ابر غم اچو چشم گریان جب برس کر کھل گیا
نوا آئی سے نیا یا جب مجھے صیاد نے
سب بے پہلے عشق کی دریا میں چل رہی ہوا
پیر و میں صیاد نے ہشتہ کو محکم کر دیا
اشک سرخ آتے ہیں شاید دل کا پھٹا آبلہ
نہد سا کچھ چور ہا تھا دلچسپ موت سے سو آج
عقدہ دل اپنا لیا اس میدان کو حضور

غم روز و کے کہتا ہوں کچھ اُس سوا اگر اپنا
گر بیٹے بہن محفل خوبا نہیں ہم اُس بن
لانا ہو تو ہم اُسے لا جلد کہ سم کو،
رود و اس کے کسی غمخوار کو چکے
تو کیا کہوں کہتا ہو عجیب شکل سے مجھ کو
کیا کیا اسے دیکھ آتی ہو ستر میں حرارت

تن اب بستر سے یوں جھپٹا تو ان کا اٹھ نہیں سکتا
ترجیح دین کیسوی اس کے یوسف کو چون دیکھا
بہت ایذا اٹھلے اے اہل صلا یہ راہوا

رکھتا ہا بار عشق ایک دن چھینے لپٹا بلینے
 خدا شاہد ہر اسکا دو جہان دل لٹا سکتے
 جلوں ہوں نگر افسر روہ سان لین تا قوائی
 چلا جو اٹھ کہ وہ تو کب یہ جرات ہو کر میں دو کہ
 ہو اچو اتویہ نقش ترے سیما رخسار کا
 جو نے دیکھو تہ میرے حال پریشان کا
 خدا جانے کر لیا چاک کس کسے گریبان کو
 گیا وہ غمہ دو ران جو خوب کے محلہ - میں
 قفس میں ہمصر و کچھ تو مجھے بات کر جاؤ
 تڑپ کر بستر نہ وہ پر ہم مرگے احسب
 تماشا ہے کہ جل دزد و بھین اسکے اقرار خوش
 ہوا وہ خوش تو اب لوگو نے اسکی ستادی کی
 کیا اس عشق کی جھٹلے کیا دیوانہ حرکات کو
 مت یہ گہرا کر اگر کو اب بانی نے سبندہ جلد
 اب خبر آئی سنکر اسکے یہ دہر کا لگا
 گرم صحبت جب تنک ہے ہو گا پاؤ وہ
 مجھے وقت تنگ کہتا ہو ہی وہ جنگو تا
 دلنے آیا ہو جواب خط کوئی سنو ذرا
 یوں اٹھے وہ بزم میں تنظیم کو غیر دیکھائے
 لیجئے میں لوگ کو اؤ غبت احوال
 اب تحقیق کیا کہوں ترے مرے عشق کا
 دیکھ کر جسکو طبیبوں نے کہا منہ سیر کر
 لوگ کہنے میں جوہ نیر اسی تو نبی بولتے

سوا تک زمین سو آسمان اٹھ نہیں سکتا
 خیال اس دے پر کوئی تان کا اٹھ نہیں سکتا
 کہ کچھ دے دھوان شور و فغان اٹھ نہیں سکتا
 اویسے ہاتھ ہی حجبے زبا کا اٹھ نہیں سکتا ، ،
 کہ جسے کہو لکھ نہ اسکا دیکھا میں من ڈھکا
 قدم بوسی کو آیا جاکتا دامن گریبان کا
 اداسے اسکا چلنے میں اٹھالینا یہ داما کا
 کس کئے نہ اسکو روزن دیوار سے جھانکا
 بھلا میں ہی کہی تو رہنے والا تھا گلستا نکھا
 کسی پر غم موانظا ہر نہ اپنے درد پنہان کا
 تو ناحق پہر گیا تھا مجھے دل اس آفت مانکا
 نہ وان جاوے کوئی یا نکا نہ یان آدو کوئی ملنا
 عجب احوال کیا ہے کل اس خانہ ویرانکا
 کوئی مر جائیگا صاحب آج کیا جائیگا
 دیکھتے حق میں جی کیا آگے فرما جائیگا
 ہمد کو کیونکر یہ ٹنڈھی سانس سہرنا جائے گا
 جب کہیں تو مرے گا تب یہ جنگرا جائیگا
 میں نہیں ہوں آپ میں مجھے نہ سمجھا جائیگا
 معشیت تو بیٹیاں ہوں مجھے نہ بیٹھا جائیگا
 رد برد اس شوخ کے کب مجھے بولا جائیگا
 ماجر اسکا مفصل کب سننا جائیگا ، ،
 حال اس بیمار کا مجھے نہ دیکھا جائیگا
 تیرے پلنگ رہنے سے کچھ اک وضع چر جائیگا

دل مرا بس میں نہیں مجھے نہ روٹا جائیگا
لپکے کچھ آتش و لوئی سکی بڑکا جائیگا

یا وہ راتوں کو سد اہیں بد بگم آنا۔
تیغ ابرو دیکھے ہے کہ سنبھل کر آنا۔
ہمیں واں جلکے کچھ اور ضل کر آنا
گل مرے سامنے ہاتھوں سے مسل کر آنا
دیکھو چشم سے دریا کا اوبل کر آنا
اور جو آنکھ تو سو جا ہیہ محسوس کر آنا
جانا جب لپکے جگمگ کر آنا،

سچ ہو ہر دم ہی ہلو کہ جتنے کیا کیا
صبر و طاقت نہ کہا تو جتنے تو مجھ لکھا
اسکے جانے پر ہی کتنی دیر تک دیکھا کیا
جی میں کچھ سوچا کیا تھی وہ دل بڑکا کیا
یہ عزیز اپنے ہمیشہ جان کر بیلا کیا

جون یا د آگیا وہ پلٹا نگاہ کا،
کچھ دل ہی جانتا ہے برا دلی چاہ کا،
از بسکہ محو ہوں کسی غفلت نیاہ کا
قسمت میں وصل ہو اس شگاہ کا
اپنا جو ایک مزاج پڑا ہے نباہ کا
وہ دیکھتا سو خواب میں نہا گاہ گاہ کا
چارو نظر سے شور سے واہ واہ کا

الفت کا یہ اثر ہے نتیجہ ہے چاہ کا
حاروب کش ہے تھوڑے قتل گاہ کا

لیکھ سچ تو یہ ہے وہ روٹے تو روٹو مجھے پر
مت بلاؤ بزم میں جرات کو ہر آتش بان

در تک اب چہو دیا گیسے ز نکل کر آنا
تھوڑا جانیگا کرتا ہوں آتش و نکلے پاس
مردمول میری سفارش کو تو جا تو مول
اسکا جو صبر نہیں ہو یہ جہن سے یا ہر
ہمدرد کوئی روناسو کہ طوفان ہو آہ
وانے اول دل تیار تو کب آنا ہے
جرات اسکی کہوں کیا تجھے کھڑی

سچ تو یہ ہو بیکہ ربط اندون میں کیا
میری اور اس شوق کی صدا ہلات چھوٹی
وہ گیا اٹھ کر جہر کو میں ادھر حیران سا
جب تلک کرتے رہے مذکور اسکا بچہ لوگ
عشق باز نہیں کہا جرات کو سننے بیکو

دلیر لگا الٹ گردہ میں تیر آہ کا،
تنبہ کس مرے سے میں لذت کا مکی دن
سوتا ہوں غافل و نکی طرح جلتے میں میں
لگتی نہیں پلک سو پلک آہ کب کریں
دم مارتے نہیں اور اٹھاتے میں ظلم

یہ بخت سو گئے کر ترستے ہیں اسکو ہی
جرات جواب تیر تو ایسا پوچھ کر لب

پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا
کتے ہیں فسکو اہل جہان نہ بڑھا

اچھا مزاج سمجھے تم اس خیر خواہ کا
 اک تار بند کیا سنے مگر آہ آہ کا
 جتک کہ وصل تھا ایں کھلا کا
 جیسے گد کا روپ بنے بابشاہ کا
 حانہ خراب ہو جو اس دلی جاہ کا
 ہنس کے یوں کہنے لگا کہ آنکھیں کیا پڑ گیا
 صلح ملک ہو زنیابی تھی کہ جنگ ان کی
 ہاتھ رکھتی ہی ہتھیلی میں پسو لایا گیا
 پاؤ پڑنے کا جو اسکے جھک چکا سر گیا،
 ہاتھ اسکے پاؤں پر ہوئے سو میرا پڑ گیا،
 اور سارے شہر میں کچھ اور چرچا پڑ گیا
 اٹکھ اٹھا سکتا نہیں دین خط اڑ گیا

جو دم لب پہ گرا لگے لگا تو شاید مار دل ٹھکانے لگا
 یہ کون آگے مٹا کہ محفل اشارے محکمانے لگا کیا اسے جو سیر دیا کاظم میں آنکھوں سے دیا ساؤ لگا
 یہ جانا عباس سے کہ مرز ہو یہ تو ہر مات میں روئے جاکا
 دیا اسکے جو دیہہ تراب و جی تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

یاں ہوا ہے صنف سحر شوار اٹھا بیٹھا
 دلی بیٹیاں سے سو سو بار اٹھا بیٹھا،
 دمدم محفل میں تیرا یار اٹھا بیٹھا
 سول جاتا ہو تیرا یار اٹھا بیٹھا،
 مگر میر ہو پس دیو اراٹھا بیٹھا
 لڑا کھڑا اگر احوست یخوار اٹھا بیٹھا
 لوتا لیتر تیرا در چار اٹھا بیٹھا

میں اور بدی کرونگا تمہاری کسی خیر
 تیرے مرصع غم کی زبان برہنیں کر لیا
 تو دولت وصال سے ہم انکی بادشا
 سوا ب خراب پرتے ہیں لیکن اسکو سخن
 آوارہ و بد رہن میں حرارت بقول
 کل جو رونے پر مرے ملک دہال سکا پڑ گیا
 جنگ جونی کیا کون اسکی کہ گل برسوں کو
 سوزش دل کچھ نہ ہو تو تم کہ ملک سینہ پڑ
 بیٹھے بیٹھے آپ سے کڑ سٹھا ہوں کچھ گناہ
 ڈنگ گیا ایسا ہی وہ جو پہر نہ آیا کل چونک
 میں تو یوں اسباک اپنی ٹیٹا ہوں ہاتھ
 گرچہ ہوں میں بدنام کو جرات پراں اسکی پڑ

جو دم لب پہ گرا لگے لگا تو شاید مار دل ٹھکانے لگا
 یہ کون آگے مٹا کہ محفل اشارے محکمانے لگا کیا اسے جو سیر دیا کاظم میں آنکھوں سے دیا ساؤ لگا
 یہ جانا عباس سے کہ مرز ہو یہ تو ہر مات میں روئے جاکا
 دیا اسکے جو دیہہ تراب و جی تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

ایلا ہے حودان ہر بار اٹھا بیٹھا
 اور تو کیا مشغلہ سے بحر میں تیرے مگر
 کیا کہیں ہم مارتا ہے اور جلاتا ہو سخن،
 کچھ الم کچھ درد سے کچھ مہ سے کچھ خوبے
 اسکی ننگ آواز میں لیون ہم اٹھتے بیٹھے
 ہے قیامت نشہ سے تیرا نام خدا
 بیقرار سی نہرے میں انیسے حرارت کی شکل

تو بتائی سے پہر بھکوا دیر جانا ادھر آنا
یہ کہنا جب کسی کا یاد آتا ہے ادھر آنا
کہ شاید اس گم میں جا کے سہلا ناسہر لگنا
یہ جانتا کمال نہیں اور ہوا سیر کہ دیر آنا
یہ کچھ اچھا نہیں غم غم غم غم غم غم غم
مگرے وان عیش میں بیان غم میں کچھ پر
صبح تک ایک حلقہ نام میں گہرے رہا
کنج تنہائی میں ہی یہ غم میں گہرے رہا

یعنی ہم خانہ نشین اور یا تیر جانی ملا
سودہ علق کوئی سہت غوغائی ملا
بوے گل کے ساتھ کسی دوسلائی ملا
ہمے جانا خلعت صبر و شکیبائی ملا
نوعیہ تیرے سبب الے نا تو انائی ملا
تو چمکتے ہی اپنے اشکوں سے مہ کو دھونا
لیکن کوئی بلا ہے وہ سناو لاسلونا
اگلے وسیع اپنے ہر د لکا ایک کونا
منظور ہے تجھے کیا سیرا فقط و لونا
کیا تیرے اسیکا اس وقت میں نہونا
ہو شیار ہو کے کسی یوں مفت جاکونا
کھنے لگا کہ نادان کیا پوچھتا ہے ہونا
یہی بس خیال تھا دمدم کہ ابھی تو پاس یہ تھا
اسے بچ تھے عبت کیا یہ تیار تیار گد ارتا
مکمل دیر تو آکھ ملائیے ہی جسے قول قرار تھا

تیرے بن اب بیکل ہے قرارے فتنہ گرا آنا
خدا جانے کہ ہر جگہ ہیں ہم ہو کر زود فتنہ
جو اب خط کی باب و لین رہ رہ کر یہ آنا
مرے گھر میں جو وہ آیا تو پیر گہرا کوں آنا
خدا کو اسطے کچھ فکر جلد اپنی اسے جرت
درد و فقر کا الم ہر دم میں گہرے رہا
تہا قصور رات کس کو کان کے بالٹکا آہ
غیر گہرے بٹھے ہونگے جرات اپنی مار کونا

خاک میں اب بیک نام اپنا بر سوئی ملا
جانکر رکھتا تھا جسکو عندلیب نغمہ سبغ
جی اوڑا اپنا جو کچھ آج اسکی آمد ہر مرا
قطع بتائی کا جاسہ گو ہوا ہم پیر دسے
بیٹھنے کی اسکے دربر ہم میں جرات تھی کونا

اس بن جو اتفاقاً الخط بھکوا سونا
وسن پرین نازان ہر دیہ گو سچے ملا
عالم بیان کرے ہر جو دست و د عالم
اسکو اثر نہیں کہہ اسے چشم تر نہوس
ار دہو او گلش و بیکہ آسے کیوں نہ رونا
جرات سو وقت آخر پوچھا جو یہ کہنے
تو وہ مر لیں سخت رو کر لعل سودا
شب وصل دیکھے جو خوائین تو سو کو سید تھا
دم قتل کوئی یہ بول استا تو مجھ کو کیا دھچکا
جسے یاد اپنا لگائیے اسے صاف دل ہلکا

نہ کسی سو کوئی لگاؤ ہی یہ کیا بہ لوح سہا
ہو اغتھر نہ بہ یک غزل کہ ہڑا فسانہ ملتا

وے جوہ میاں کے دلوں کو سودہ اصلاح نہیں جاتا
اور اس ملک عبدالمبین تو سپر مہیا ہیں جاتا
تو کیا شوخی سے کتابی وہ بے ریا نہیں جاتا
وے ملاقاتی سے کیا کریں تڑپا نہیں جاتا
کہا پورے تو اسکو بھر نظر دیکھا نہیں جاتا

آخر کو محبت میں مجھے پیارا و تارا
انسان کے قالب میں تجو یارا و تارا
نیچے اسے گردوں فی نہ زہنہارا و تارا
کس شخص نے یاں لاکے یہ بجایا و تارا
سویا چڑھایا مجھے سویا و تارا
اس دیدہ نگریاں نے مجھے پیارا و تارا

کتنے بن جرم محبت پر وہ کل مارا پڑا
آجنگ گردن پہ کاپے تو ہر اک تارا پڑا
اکنس کا خالی جلیجے بھلے ہی کہو اڑا پڑا
جان تو دوسری شہین بیکے کیا را پڑا
تاجو دل نام اک جو ان سوخت میں را پڑا

چروہ مت سہ سواٹھانہ زہنا محمد میں اوسان نہیں کا
آنکر ای امت نجیہ رتجے میان نہیں ہوکا
تو حلاوت یہ جی امت میں کسی سوزان نہیں ہوکا
مگر کے غم سے نگہ آوات اترا میں ہیں ہے کا
یر دل اسکا پیر گیا اسکا گویا کچھ نہ تھا

بج ایک عاشق خستہ کی کہیں کل نظر میری
غزل اور قافیہ کو بدل میںاؤں یا تو دلوں میں

اگرچہ دل کے پہلانی کو من کیا نہیں جاتا
تماشا ہو کہ پاس اپنے وہ چلا تا نہیں ہم کو
کہے گر کوئی مرتا ہو ترا بجا جا اس تک
قص کو مصیفر و کرد کہاتے رشک گلشن ہم
ترے بن دیکھے جرات کی حالت کرم ہو

سرن ہو میرے تو نے ستمکار اوتارا
کیا جانے حقیقت میں ہو تو کون جینے
ہم گھر گئے اسکے تو رہا بام پہ وہ شوخ
رک کر میری فریاد سے ہمایہ یہ بولے
اس شوخ نے کل باتوں ہی باتوں میں فیک
ڈوباسی تھامیں بحر محبت میں جرات

جو دل و فشت زدہ ہیر تاتا آوار ابرا
ایکدن اس برق دیش کی دیکھی چٹکنی
تھا چھل دل قضا را لگی اسکی قصا
کوئی بھی کہتا نہیں تھا کہ اسے یمان شکن
جنگ جن عشق میں کیا کہو جرات جفا

میں ایماں نہیں ہے کا ہیرہ احسان ہیں ہوکا
دلکی درخواست ہوئی تو تیا اب یہ پاک نہیں ہے کا
مذکر کی حب تو ہے جوت جواں یو امان نہیں ہے کا
گل کوئی گویا سو تو اسمل یہ گلستاں ہیں ہے کا
میر اور اسکے جو یو جو ربط کیا کچھ نہ تھا

سب سیران ستم کی ہو گئی کیا مخلصی ،
 میر اور اسکے محبت ہی کا ہو سارا بکاڑ
 رات جو توجع مہر اور تہی بزم طرب
 پر نہونے کے کیسے جرات ایسے جو اس
 آرام نہ ہو دل کو تو اے یار کرین کیا ،
 صیاد نکر منع کہ گلشن کی موسیٰ میں
 احوال کہے بن بہن منتی ہے کی طرح
 کھد جائے دل یہ نقش اگر اس نگاہ کا
 لگتی نہیں یلکے ملک وصل میں ہی آہ
 جرات آب اس کے آئینے بالکل تو جی بایں
 گر لگی آتش میرے دل اور جلو کو کیا ہوا
 ملک ل میرا سہ انسنا ہی رہتا سو آہ
 ابو کو چو میں مجھ دکھیا تو یوں کہن لگا
 کیوں اٹھ خلا جانے دل آزار کیا ہوا
 لیتے ہی دل کی سے ملاقات ترک کی
 جرات کر رہی ہو کہ تو نالہ فغان
 عشق کب بار مجھے جوت کیا میرا چار مجھے جوت گیا
 ہی کہتا ہوں جسے اور عز کو میرا رہے جو لگیا ، کس سا ماہن آہ لئے تھیب گل گلزار مجھے جوت گیا
 دیکھ اس گلگو جو شعلہ سا جگر سے چمکا
 شاید آیا دل سوزان بھی میرا ہر شند
 ہوتے دیکھے میں ادھر سیکڑوں پانچا
 گہرین آیا وہ مری عزت نہ اے جرات
 بن ترے کیا کہن کیا روگ ہمیں یا لگا
 آج قاتل کی گلیں شو و شوفا کہ نہ تھا
 پیا ہنا جب کہ نہ تھا ظاہر تو چمکا کہ نہ تھا
 پرچھے ارباب عشرت سو تو کیا کیا کہ نہ تھا
 سرنگوں بیچتے ہم کو کیچہ جا کہ نہ تھا
 پہر پہر کے بہن آتے ہیں ناچار کرین کیا
 تڑپیں نہ تو یہ مرغ گرفتار کرین کیا ،
 اور گئے تو ہوتا ہے وہ بیزار کرین کیا ،
 نوید کر کرکوں اسے ایسے مزار کا
 آنکھوں کو ترنگ ہے مزار انتظار کا ،
 احوال کیا کہوں دل اسید و اسکا
 اشک پہر کیوں تم بہن چشم تر کو کیا ہوا
 سب نگر بے بہن یا اب اس نگر کو کیا ہوا
 تو جو یاں رہتا سو جوت تیرے گھر کو کیا ہوا
 بیٹے جھلے نکتہ یہ آزار کیا ہوا
 پہلا وہ رہا اے بت عیار کیا ہوا
 کیوں ضبط چٹ گیا تجھے آوار کیا ہوا
 عا اس کی گلی میں کیوں ازل آہ اکبار مجھے جوت گیا
 کس سا ماہن آہ لئے تھیب گل گلزار مجھے جوت گیا
 کیا مراد اے کہن پہرے سر سے چمکا
 شمع سان کچھ تو مرے دیدہ تر سے چمکا
 تو نار کو نکلا وہ جدھر سے چمکا
 آج کچھ نکتہ کا مارا تو اثر سے ، چمکا
 ڈر گئے نام لے جس کا وہ آزار لگا

کیے کیونکر نہ اسے بادشہ کشتورِ حسن
 انگہ لگتی نہیں جرات تری اباریں
 بھج ہوڑی جو وہ غائب ہوا امتیاس
 دل ہو یا ر دیا خدا جاؤ کہ کیا آفت ہو یہ
 لگ گئی کیسے ہوا جو ہو گیا پیر مردہ آہ
 آہ کیا کیا کچھ بہن سے عالم امکان میں
 ڈل گئی کس جہو گرنگ پر تیری نظریہ
 نزع جو پر سکے مرے رشک تم کا نکلا
 اٹھ گیا بزم سو دامن کو وہیں جھاڑ کے ڈ
 صحبت یا رتھی اور عیش کا تھا اولین مقام
 نزع میں بھی تری صورت کو نہ بھینا انیس
 حبکو تو ڈھونڈے سو وہ احوں ہنشتیں جا رہا
 دلو جو دل توں سکے کو چھو سے اٹھالاتے ہم
 در دل کہتا ہوں اس تو وہ سمجھے ہو منع
 کیا کو نہیں اپنی حالت طبع ہوتا ہمدلیک
 ڈھونڈے آیا تھا جرات دلو اس کو حسین میں

کہ جہان جا کے وہ بیٹا دین دربار لگا
 انگہ لگتی ہی یہ کیسا تھے آڑا لگا
 وصل کی یہ ات تھی یا ہننے دیکھا خواہیا
 تھلا تا ہے پڑا پہلو میں جو سیاب سا
 در نہ اپنا غنچہ دل تھا ابھی شاواہیا
 چین کتنے چین خبر ایک وہ تو ہونا یا ب سا
 جرات آنکھوں میں پڑ چکے ہے اک خون سیا
 نہیں معلوم کہ یہ چاند کدھر کا نکلا
 ذکر باتو میں جو مجھ خاک سبر کا نکلا
 ہوش بس اڑ گئے چرچا جو سفر کا نکلا
 مرتے مرتے بھی نہ اریان نظر کا نکلا
 جاتی مجھ بیاس ہو کو دل کہیں جانا رہا
 پر نظر انی کیا کر پھر دین جاتا رہا
 راست گوئی کا تو دینا تے یقین جانا رہا
 دیکھو وہ سی بجھے اندھ گہن جاتا رہا
 پر جو دیکھا آپ ہی اس دم کہیں جانا رہا

برہم کہی قاصد سے وہ محبوب نہ ہوتا
 اسلام سے برگشتہ نہوتے بجا اہم
 خواب جان کی بے ترے من سے خواب
 ہیں لازم و ملزوم ہم حسن و محبت
 دل آہکے دن پاس جو ہوتا مرے جرات
 اب تباہ لین تشراب بت عیار ہے کیا

کر نام عمار اسد مکتوب نہوتا
 گر عشق تہان طبع کو مرغوب نہ ہوتا
 تو خوب نہ ہوتا تو کوئی خوب نہ ہوتا
 ہم ہوتے نہ طالب جو وہ مطلوب نہوتا
 تو سنے اس شو جگے محبوب نہ ہوتا
 بولنا کیوں نہیں دل لیکے تو بیزار ہے کیا

دیکھ عکس مجھے پوچھو جو وہ آبِ ہی نہ کر
شب کو زادی سی سن کہتے ہیں یوں نہیں
دل جگر کی مرے پوچھو جو خبر کیا ہو یار
دکو تہا بنو ہوے چکا سا مگر گمہ سے
رات کیا کیا بے ملائے تھا جواب کا تو کہیں حال نہ تھا
جہ تک پہنچا تو تھے جے تب تک ایسا تر حال نہ تھا
اتنا رویا ہو تو کب پرآت ابھی دامن تر تو ڈال نہ تھا

پیامِ صلہ صبا وصل یار کا پہونچا
رکھا جو سر پہ قدم یار تو نے ارہ لطف
تری سی نرم کلائی، جو کس کی اوجھڑو
شب جوانی میں غفلت کو مرے ست جوجے
جہاں ہو یار خبر کس سے پوچھے ایو اے
رہے قفس ہی میں ہم ادھر میں میں بہر کہ
ہزار حیف کہ جرات کو مرتے مرتے ہی
خنگ میں کوئے دن آہ وہ روپوش نہ تھا
ڈانگوں جام رہے شیشے رہے مہربان
یار افسوس تب آیا تھارے بالین پر
مرے کاشانے میں کیوں شور مچایا عشق
آج اس کو پے میں کیا جا کو سن آیا ہے
دل تجھے جو بیدار سو میں یار لگایا
یوں روٹھ تو مٹھتا ہے جب رہ سکادل
دیاکے محبت بس اکدم میں ہوا پار
اللہ سے شہدہ تری حلی کا کہ بنے

کہ دم لیون پر اب اس مقدر کا پہونچا
دماغ عرش پر اس خاک رکھا پہونچا
میں گلر خونین ہی دیکھا ہزار کا پہونچا
تو صبح پیری میں صدمہ خمار کا پہونچا
نہ قافلہ کوئی یان اس دیار کا پہونچا
ہزار مرتبہ موسم بہار کا پہونچا
پیام وصل نہ اس گلزار کا پہونچا
شب کو وصل میں ہی ہے ہم آنکوش نہ تھا
نرم حنائیں جو کل وہ بت کو نوش نہ تھا
کہ مجھے شہدت گریہ سے ذرا ہوش نہ تھا
دلین سود و تباہی کا تو کبھی جوش نہ تھا
جرات ایسا تو کسی آگے تو خاموش نہ تھا
ایک جان کو سوطر کا آزار لگایا،
سراؤنے میرا کسے میں ناچار لگایا
ایمانے قائل نے مجھے وار لگایا
گرتے ہی دروازہ پہ دربار لگایا

اکدم میں اٹھا اٹھو سو بار لگایا

دامن اسے ہی اٹھا دیدہ تر پر رکھا
اسے بس ہاتھ دین تسخ و سپر پر رکھا
رات جو بھنے قدم یار کے در پر رکھا
اس نے پھر وعدہ دیدار سحر پر رکھا
کبھی چھاتی سے لگایا کبھی سر پر رکھا
وقت ایسا ان پہونچا برآہ وہ نہ آیا
جس کو کہ تو خوش آیا کیون ماہ وہ نہ آیا
جلی مہارے دلگوشتی چاہ وہ نہ آیا
پھر کینکے میں جیونکا ہر گاہ وہ نہ آیا
اس کا روتنے بھی مہسراہ وہ نہ آیا
جلی کہ تک رہو تھو ہسم راہ وہ نہ آیا
یوں اپنے گھر میں گاہے ناگاہ وہ نہ آیا
چٹلا بھل میں کیا دل سوزان آگ کا
نوک زبان سو دو نمایان ہو آگ کا
خواہاں ہر اک بفضل زمستان آگ کا
سوزش سے سحر حال بریشان ہو آگ کا
تندیل میں شعلہ فروز ان سے آگ کا
یاں جوش اشک گرم سے باران آگ کا
ہر حرف اسکا آنگر سوزان آگ کا

ٹھیکے ہو جو سرشک سوطوفان ہو آگ کا
یہ طرف سے کہ اب نگہبان ہے آگ کا
نویا ہنسہم اک رخ جاتان سے آگ کا

نہ کس کا یہ آیا تاجرات جس کو نہ

کینچ کر آہ جو میں ہاتھ جگر پر رکھا
ہاتھیں سب سے تراکی جو میں آبر و نہ لگا
دکھنے کیسی بنے آہ سی و مڑ کا ہتا
آج کی رات کو ڈیکھے کس شکل سو آہ
ہاتھ جرات کے جو منگ رہو دلدار لگا
مرنے ہیں جکے خاطر دلخواہ وہ نہ آیا
ہم چاندنی میں رو رہتے ہی تو مرے
مقصود راوی سبکے پر حیف ہے کہ یارو
آہنی اس سے کہ تیر تو جان بلبین
حسرت ہے کہتے ہیں ہم گزرے ہو قافلو
سب اپنے وقت رعلت پر رہ گئی حیرت
یکبار نیچے میٹھو جو چونک اٹھو جرات
برآہ سے جو شعلہ نمایان ہے آگ کا
جوں شمع اپنے دل پہ طغیان ہے آگ کا
کینچ آہ سردنا پیش دل کی قدر ہو
چنگار بونکے اوونیکو سمجھو نہ ہے سبب
سوز و فراق ہو دل جد جان میں کہ آہ
سر سبز بکشت دل ہو یہ کیا خاکسرد
جرات غزل و دہزم سی کہ تو کہ مبین

گو تندرہ یہ آگ گراں ہے آگ کا
جاری ہو سسل اشک تو افروز نہ دلی
سوزش مٹ رہے دیکھ ہو من دیکھو ہو طیش

شعلہ ہزار رنگ سے قربان ہو آگ کا
صحر اول مرادہ سیان ہو آگ کا
شعلہ جو اس طرح سے گریزاں ہو آگ کا
گویا کہ چرخ پر رہتا بان ہے آگ کا

عزم باندھو ہے مسافر اب قیامت دو کا
اب زبان خلق پر ہے ذکر اس منظور کا
ہو خدا کے اختیار آنا اب اس مجبور کا
جائزین سو بھی ملا لاشہ نہ اس مجبور کا
ہو گس کا فور سہا ہر رسم کا ور کا
کس چھوگر مگر سے نظر آتا تھا گھر اور کا
یہ بھی نزدیک ایند عرصہ ہو قیامت دو کا

مظہر ہو گویا خوب کہیں بیٹھ رہا،
انکھ دکھلا کے وہ محبوب کہیں بیٹھ رہا
کو کے قاصد مراکتوب کہیں بیٹھ رہا
منہ جھاکر خوش اسلوب کہیں بیٹھ رہا
ہونے آخر کو وہ محبوب کہیں بیٹھ رہا
اہلی صبر اسکی جان پر اس بقیراری کا
نظر آتا ہو جب اس در پہنگامہ سوار کیا
حجاب عشق سو مانع ہو برادر سار کیا
اے دل تر اترا نہ کیا کیا جانے کہا کر گیا
میری طرح سے تو بھی جیسا سنا کر گیا
تو یہ فیر حق میں تیرے دغا کرے گا
تو یوں لے گا پیارے مولا بہلا کر گیا

طاہر اس آتش کی طرح تہبہ شعلہ خو
اگر نسیم صبح بھی ہو جاے نہیں سموم
کیا جائے ہو یہ کس کو زنج آتش کا خوف
جرات بن اسکے ایسے جلاتی ہو چٹنی
ہو قریب برگ احوال اب ترے رنجور کا
جو زباں دان محبت دل وحید عصر تنہا
جگو گھر والوں نے صاحب کے نکالا گھر ہا
جی سے جو گزرا بکھج بکھجی عسر دم وصل
اضطراب اللہ تو ترے زخمی مضطر کا ہے
صبح اسکا بام تھا یا قصر حبت کیا کہیں،
وعدہ فردا یہ جرات کیونکہ جاؤں تو
جسکے طالب ہیں وہ مطلوب کہیں بیٹھ رہا
دکھیں کیا آگ لگا اٹھا کر کہہ میں تو ناحق
بسکہ لگتی تھی میں حالت دل گم گشتہ کی
شام سے جیسے نہان مہر ہو سو وصل کی رات
اڈل عشق میں صورت میں ہی حرارت کی
کیا اس گھر میں چرچا ہے تیری آہ و زاریا
خیال بد گانی ہو گویا تباہ کس س جا
کھلے کیا بات وہ یہ وہ میں و رہ میں حیات
دم کا ہو کیا بھر دسا کتب رک کر گیا
تجسسا کوئی جھگو بلجی لگا تو با تین
گر حسن کی توانے دیگا زکوۃ ہم کو
اور پیار سے جو کر لگیا لگیا گئے تو

کو نیکو رہے گا عالم طے ہے جو حرات
 دام میں صیاد نے جب ہلکے پرستہ کیا
 گاہ گاہ ہوتا جدھر سوسکے کو خیکا گداز
 اک نگہ بردلو وہ جیتے نہیں بنی غفلت
 سیکڑ دنگے دلی جگر سینہ میں ٹکڑو ہو گئے
 اس غزل کا تیری حرکت کیا کہیں ہم نہ
 نہ گری لو کوئی اس سو خدایا اثر ہے جی تجھے مرا جلایا نہ محن ہو کوئی اب کسی غلام اوجا سنا جو خاطر میں لایا
 نہ ہو کیا داب کر کوئی سکھ مراد کرنا بھی تجھے سلایا لگے لا کر اس سو کسی تیرے ساری لگی کو نہ جو کھایا
 رہیں ہو کوئی اب کسی خاطر مرا جیسا جو نہ خاطر میں رہیں جو حشوت میں اب کوئی اسکے بجے جگہ میں رہو کیا
 نہ خوش ہو اب اس پس جو کوئی ہمیں جو اندر کو اٹھایا کہ پہلے کی اٹھا خورنے لگتے نہ آیا تو سوار کسے ملا یا
 ہر کسی دشمن ملاقات جسے بہت مجھو یاں نہیں جلتا سوزہ اب جب تک تک کھاتے ہیں گیا میں جو تک تو کھاتے آیا
 بتائیں دہاتیں جس سر کر گئے دکھایا وہ عالم کہ خوشی نیلا کیا نہ اک حرف خاطر میں نہ اسو گرہ لوگوں کیا کیا چڑھا
 لگاوت یہ کہہ کر پھر کیا نصیب مرا لگ گیا دل تو پڑ لگایا یہ تغیر کراہ جرات غزل کہہ کہ یہ طرفہ مضمون تو نہ سنایا
 کی جو ہم حسرت زدوں نے میر گلشن ایسا
 کیا تماشا ہی کہہ ہوتا ہے جو اسو گل چراغ
 یہ وصیت ہو ازاد مینا نہ تو سب سر خدا
 دکھ کیا آیا بسو کا سادہ بن بن ایسا
 کر کے خاکستر کو ٹھنڈا دان اولیچا سٹو
 کر کر جرات گوش گل میں کہہ پیام عید
 شب خواب میں جو اسکے دہن سے نہیں لگا
 جو چاہے اپنے بندے کی حق میں تو کر دے
 مدت میں اپنے طوطے پر ٹھری جو وان نشست
 آخر ہوا نہ صورت پروانہ جل کے خاک

آنکھوں نے تیرے یوں ہی دریا بہا کر کیا
 یا نہ ملک تیرے کہ بال و پر کو گدہ رستہ کیا
 بند اور کا اب کسی بیدار نے رستہ کیا
 تو نے اس صبر گر انکا مبادا کیہ سنا کیا
 ظلم اسکے تیغ ابرو نے جو پیوستہ کیا
 تو نے ہر اک شعر میں مضمون تو بستہ کیا
 میرے بھر کر گل حرمائے دامن ایسا
 اور چرخ گل کو تو کرتی تو دمن ایسا
 جل نہیں گرموز دے ہم بگلشن ایسا
 ہر ریش پیکار طے ہو جسکا جو بن ایسا
 جس میں یہ لوٹتا ہے اسکا دامن ایسا
 لاگ پیر میں یان ارٹو دست تہم ایسا
 کھلتے ہی آنکھ کا تیتے سارا بدن لگا
 بے درد سے الہی کیا نہ من لگا
 گردش تخی دکھانے یہ چہرہ کہن لگا
 اس شمع روستے اور دلا تو لگن لگا

جرات نہ آپ میں بہا اس وقت میں ذرا
کیا لڑا کہیں کا ہر عالم اس بت نادان کا
کیا مرنیکا یہ تصور ہو کہ دم میں لاکھ بار
یہ محسوس ہے پیلے بدیوان جمال
یاد آتا ہے تو بس رورو کے زانو پٹنا
پھر کہ سونے میں کیوں بوسہ لیا تو ذرا
کیا کہو یہ شعر جرات پڑھ لیا داغیتہ

دوشی دوسو ندیوں ہوں جس جھوٹ میں جانکا
آہ یہ باد خزان یارب ہو دنیا سے ہوا
سیرا فسانہ پر یوں چتون بنا بیٹھے وہ
چپکے کی کیا سیر بننے کل جو لیکر آئینہ
یعنی پہلے دیکھ ہر سو جو کے پھرے اختیا
عاشقی کو فن میں جرات آج خم نہ لکھتے ہیں
بنیادانی نہ کر یاں فلکیز غم گھسٹنے کا
کرین دان قصہ کہنو کہ اضطراب دل قربانیکا
مخے وشت میں کے دیکھ کر کس از سوائے
مرض غم سے اپنی ہو کے غافل تقدیر کا
کیسا وقت آہو نچا جو آن ہو تو آہو نچو
نظر اس برق دیش کی اجلاست محکومتی کو
قلم کو ہاتھ سو کہنے ابھی کس شکل ابو جرات
گئے وہ دن جو غم یار تھا مہیا نہ نہ جائیکا
لگا ڈنگے دل میں سے کہ تم بھی نہ لگا ڈنگے
نہ آؤ گے تو دیکھو گے کہ آجیوں کا میں بہر

جہ لب سولب اور اسکو بدن بدن لگا
ہولی ہولی صورت اور شہرہ ہالا کان کا
چکے سے لے لیا کوسہ اس بونندان کا
ناز کا عشو کا غم نیکا ادا کا آن کا
اسکا ہنس دینا اور اپنا گدانا نار انکا
گو ہو تمہت پر مڑو کیسا ہو اس بہتان کا
جمع ہونا جسکو شش و شوار ہو اس کا

آہ میں حسرت زدہ کشتہ ہوں اس ارمان کا
دم میں نقش اور سچی کچھ کر دیا ستانکا
ذکر قصے کوئی سنتا ہے کسی انجان کا
دیکھتا تھا عالم اپنے وہ سی و بان کا
آپ بوسہ لے لیا اپنوں لب و دندان کا،
سانے ہو جائے اب جو مرد ہو میدان کا
کہ جو یہ رنگدار و بر رستہ آئے جانے کا
کسی صورت نہ ہو مقدر جس جالب ہلانیکا،
کہا نہ بہر کر کیا سر پر امواں لوانیکا
اجی بچے ہو کیا وان فکر ہے اس کے اٹھانیکا
گلی محکی نہیں ہو وقت اب عرصہ لگانے کا
کبلے عقدہ اسی پر آہ اتو تمللانے کا
کہ فکر طبع عازم ہے نو قمنون لانے کا
پیام اب تو لگا وہ سبھی محکوند آنے کا
یہ سن لو تم کہ جو ڈسٹ نا محکوم بھی جلا نیکا
کوئی پھر جیتے ہی مطلق نہیں محکوم اٹھانیکا

دیوانہ ہوں غرض میں تو تمہارے واس بیٹیا
میں نقد دلو دیکر جی نہیں تھے جیسا نیکیا
کہ کچھ فکر پائے اپنی جرات کو جلا نیکیا

میں میں یہ بات مارا بعد اضطراب الٹا
وہ جو شکل جون دہرا ہو تھی اشتہار الٹ
سیری بندگی ہے صاحب یہ ملاحظا الٹا
مجھے لگتے جوں ہی وکیا درق کتاب الٹا
تو کلام سننے تیرا میں پھر اشتا الٹا ۴۴

مری قریب کہ وہ اگر جو پھر اشتا الٹا
نہ ذرا بھی میں دو بیٹہ سبب حجاب الٹا
تو زبان یہ اسکے ڈر سے نہ وہ ہنسنے خواہ الٹا
مجھے شمع نے دکھا کر قہر اشتہار الٹا
تو ہونے دو میں جرات درق کتاب الٹا

فکر کچھ میر قلق کا کیجئے نہیں پھر آپ ہی گہرائی کا
ناصواب میں جرات نہ یا اب تمہارے سمجھائیے گا

کتابا میرے سو مجھو جوں تو بڑا بہلا
نظر و من ان کی تو تو قیامت لگا بہلا
ایسے مریض کی من کر دیا وہاں بہلا
کتابا کس اداسے وہ ہمیں تو جا بہلا
یہ وقت گفتگو کا ہے جیسا ہے کیا بہلا

میں اسے چشم تصور من نظر مند کیا
اعتیاداً در زندان کو اگر بند کیا
جوں جوں آنکھوں کو میں اور شکم قمر بند کیا

یہ کیوں کہتے ہو مگر والہ مجھ آؤ نہیں دیتے
اگر زور کی طلب ہوئے تو حاضر جانکس ہو
دکھا و شکل تم اپنی برصوت شتابی سے

نہ جواب لیکے قاصد جو پیر اشتاب الٹا
ترے دور میں ہو سیکش کوئی کیا فلک تیری
یہ وفا کی میں نے تیرے مجھے کہتے بیوں ہو

کسی نسخہ میں پڑے تہا وہ مقام و نوازی
غزل اور پڑے تو جرات کہ گیا جو پائے گھر کو
میں تڑپ کے ننگ ترست بعد اضطراب الٹا

شب وصل میں قلق تھا یہ وہ سو گیا تو نہ سے
ہمیں ہر خیال اسکا کہ جو آیا خواب میں
طلب اس سو کل جو موی تو پھر ہوا من پر
کسی تذکرہ میں دینے مری شمع جو لگا

یوں ہی جنت ہو جو گھر لگا سیدہ عقل کو کل جانے گا
سے سکیں جہان ہم تمکبیاں منہ سو وہ بات نہ نہ لگا

بتلا تو دے کہ میں نے کہا تم کو کیا بہلا
تیری طرف تھی رات کو مغل میں کی آنکھ

بولایہ بغض دیکھتے میری طبیب آہ
جانا ہوں اپنے گھر کو جوں اس سے روٹھ کر

جرات بروز وصل سنا کچھ تو حال دل
جانکر اسنے گرفتار جو در بند کیا

ابھی مر جائیگے گہرا کے ترے دوا سنے
اور ہی شب کو تصور میں ترے اڑ گئی نیند

ہر پس کھل گئی مخرج کی باتیں حرارت
 کل وان سے آتھی جو ہمیں خواہی گئی
 دیکھیں سو کما کما اور ہی عالم میں مہکواہ
 کیا کیا رنگ نشہ غیرت کی آئی جب
 دیکھے لکھانے سے جی تن سے تار نکلا
 مہر و شش دیکھ کے ترانے لگے خون رشہ
 کیا کہیں وصل مجھے پر بھی زبان سے اپنے
 آپ جس شخص سے رکھے تہنیں صحبت داری
 کیا کہیں دلی طیش جب غلی و برکت
 رشک اسے عجب گردن افلاکے کھایا
 شمشیر کھنڈ آیا وہ قاتل تو خوشی سے
 اب میں جو قفس میں ہوں تو برجمی کی باغ
 روتے جو قصور غرہ یا رکا گذرا
 یاران گذشتہ کی کہانی رہی حرارت
 میرا مکانہ جبکہ ترافستہ جان گرا
 لانا ولا زبال پر نہ جوں شمع سوز غم
 اب اضطراب دلے ہی گہر میں ہے
 گلشن میں دست رحم صا اسے پیر یو
 آوار حرارت اب کیسی ہو چاہ میں
 دیکھو اسکی ذرا انگین و کہانے کا
 اسکے لڑنے کے بھی صدقہ نظر آتا ہو
 یاد آتا ہے تو جاتا ہوں خدا جان کمان
 درہ اس پر وہ نشیں کا ہو تو باغ بلند

وان جو دربان فرستام سو در بند ک
 دیکھا تو پھر ومن دل مہتاب نے گیا
 بن اسکے عالم شب مہتاب نے گیا
 نشیہ میں بھر کہیں وہ سے تاب لگیا
 دل لگانا تھا ارمان سو با سے نکلا
 صبح وہ گھر سے جو صبح صبح کو سوارے نکلا
 عرف مطلب نہ کوئی منہ سے ہائے نکلا
 اک گنہگار ہی گھر سے تہارے نکلا
 پاس سے ہو کے بھجوا کا وہ ہمارے نکلا
 گاوا تو تیرے تو سن چالاک نے کہا یا
 کیا زخم یہ زخم اس دل صبر جانے کہا یا
 کچھ دھم نہ صبا و غضب ناک نے کھا یا
 کیا تیرا اک دیدہ تماک نے کھا یا
 ساتھ اینو جو کھا تو تھے اہیں خاک نکھایا
 جو نقشش باوین کا ہوا بس بھال گرا
 ورنہ وہ کاٹ کر اتھی دیکھا زبان گرا
 گرز لرزہ سی ہو تو سارا مکان گرا
 ہووے پڑا تو غنچہ شرمہ سان گرا
 بولے چوکھٹیں کو کوئی درمیان گرا
 چو توں میں ہی ہر اس کے زلمے کا
 عین بخش میں عجب آنکھ بڑا سیکھرا
 وہ لگاوٹ کی نگاہوں میں بلا سیکھرا
 شعر اسوقت ہو حرارت ہو پڑا بیکھرا

وہ چوری جیسے کچھ بھی ملاقات نہیں اب
 تو مور و قطیم و مارات نہیں اب
 جاسوسو کے خطرے سے ملاقات نہیں اب
 اس دل کی تسلی کی کوئی بات نہیں اب
 وہ ہونٹوں میں باتیں ہاں اٹاٹا نہیں اب
 ظاہر میں پہ کچھ حرف دکھایا نہیں اب
 دلی تری قیمت میں کوئی ہاتھ نہیں اب
 بین جوش گریہ سے ہولن دریا آتش و آب
 عجیب تری کی ہے یہ داستان آتش و آب
 چلا یہ نکلے کہاں کاروان آتش و آب
 نظر پڑی ہے اُدھر اک جہاں آتش و آب
 جگر کا داغ ہے میرے لبان آتش و آب
 بات کرنا بھی نہ قسمت میں ہوا اک نصیب
 ایسے اے قسمت بدستہ کہاں یا نصیب
 کیا کرے کوئی کہاں جا کے بدلو اک نصیب
 نہ کہا ہے مجھے اپنے ہی ٹھہرائے نصیب
 سر کو ٹکرائے ہی کہتے ہیں ہم اک نصیب
 کہ گنا دیئے ہو نٹھ اپنا تری گالے خوب
 باوجودیکہ وہ آگ ہے مرے حال سے خوب
 مٹکی گلشن میں نئی رسم ایسے سے خوب
 دامن ابر مجھ ہو مرے رومال سے خوب
 لیکن آئندہ غزل ہو غزل حال سے خوب
 بعد بوسہ کے دھن دھن پچھے ہو رومال سے خوب

پابوس میسر ہمیں ہیبت نہیں اب
 عاشق مجھے بھجوا ہے تو کہتا ہے یہ ایسا
 باطن میں وہی لاگ ہے ظاہر میں اگرچہ
 نہ خط نہ کتابت ہے نہ پیغام زبانی
 شاید کہ لگی آنکھ کسبین اور جوہر سے
 اندھری پردہ وشن ہے دلوں کی حقیقت
 جہالت نہ شرفِ صل کو کیا تو ہوا
 سرشک گرم ہیں میرے لبان آتش و آب
 حق بھر چہ ہے اس شعلہ کو مجھے سنو
 جگر سے نکلے ہیں نالے سرشک آنکھوں سے
 جد ہو کو ہیں ترے عشاق محو گریہ و آہ
 بزرگ شمع یہ نپکے ہو چلکے و جرات
 بعد مدت کے جو گھر آگے ہیں لائے نصیب
 ایک شب اوسکو اکیلا جو کہیں یا تے آہ
 آہ قسمت میں نہ ہو مار سے ملنا تو بھلا
 قول پر اپنے نہ ٹھہرا وہ تو بد عہد آہ
 ربط دو شخصوں میں نہ تری تیرا و جرات
 مہ رخسار نظر آتا ہے بونِ حال سے خوب
 یہی شوخی ہے کہ پوچھے ہو تر حال ہو کیا
 جو ہوں مشتاق او میں پردہ گزار ہو بندہ
 رونے والا ہوں ایسا کہ مقابل ہو تو پھر
 جرات شمار کر اب او بھی اس میں انشا
 منقل کہتے نہ ہوں اس کے ہیں اس سے خوب

پیرہن تن پہ ہمارے نہیں ثابت تو نہو
 کسی بچے میں ہر اک غمخیز لے کر رکھی تہ
 تیغ سے اسکے گلے لگنے کی ہے کیا ہی ہوس
 بلائیں ہاتھوں پر سے جو لیں تمہاری رات
 پلک ذرا نہ جپکتی تھی دل دھڑکتا تھا
 جدا ہوئے ہوں جہاں سے لب لب نام صبح
 پہ لے اب تو وہ صحبت نہیں ہے خواب میں بھی
 شب فراق کے کٹے کٹے سواویہ جرات
 کچھ جو جھل میں چلی اُس بجتے نثار کی بات
 اسکا کیا حال کون اب تو یہ حالت ہے کہ آہ
 گواہد رنگ کہا پیکر کہا نے لیکن
 کیا کہا اُس نے یہ ہونٹو نہیں کہ دل بکے لے
 چشمہ دار ہے سو حیات کو پس لے کر گئی
 جادو ہر نگہ پر ہے غضب تو کھڑا اور قد تو قیامت
 اٹکیلی ہر رفتار میں گفتار کی کیا بات جلتے
 بین ہاں یہ کچھ کہہ کھڑے چہ چلان اچھو دو پہلہ
 اربو فخر زری میں ہیں سبکے غضب طاق شیریں
 کان لپو کہ کمانے سے ترایسے نائیک آگے نو دیکھے
 پنی نیش اساک کہ تہنوں کی چوک دیکھتے ہیں وہ عالم
 داتو کی حفا کیا کون کی رزمی جو لپو کھڑے
 دل غول کر وہ دست جالبہ پیرہن سحر کی ہون آ
 اُس بھری ہوئی گاک کیا جیسے کہ سبکے سبکے ملین ہیں
 گلشن میں چھلکتی دیر آتش ٹھکی گری ہر حرف کو

ہمسے دیوار کو رہنا ہے اسی حالے خوب
 بوج کچھ پانی تری عطر بی شال خوب
 ہستہ واقف ہوئے جرات کے کل حالے خوب
 بلائیں ہاتھوں کی لیستار با میں ساری رات
 کیسے وعدہ پہ حالت تھی یہ ہماری رات
 میسر آئی ہے ایسی ہی وہ باری رات
 اسی خیال میں ہم جا گئے ہیں ساری رات
 یہ رات وہ کہ کہہ کہہ رہیں جھکوتاری رات
 گزرے اُسوقت تو کیا کئے دل ناز کی بات
 کچھ بھی سمجھی نہیں جاتی تھے بیمار کی بات
 گوش گل نے نہ سنی مرغ گرفتار کی بات
 بخدا کچھ نہ کہلی اُس بیت حیار کی بات
 سو تناسے عیالی حسرت دیدار کی رات
 خازنِ دین وہ بیت کا فخری سر ہا اللہ کی قدرت
 اور رنگ رخ یار کو کیا کہہ بھوکا پھر پہلا جیت
 حسن بیت کا فخری خدائیکہ جاکر ایک نیک صورت
 آنکھوں کا یہ عالم ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھا افسوس کہ آفت
 بالیکے تھوڑے میں مجھ کو گیرے ہو گیا ایک طلعہ حیرت
 ہے اسکو لب یار کے بوسہ کی تمنا۔ اداں ہو حسرت
 مسی ہو ملا تیرے کھو پاشا لاکھا۔ سو تھوڑے سو رنگت
 ہے وضع تو سادہ ہی کیا کیا نہیں پیدا شوقی و غمناک
 اور تھوڑے رات میں گدگد گاہہ ڈورا ہے دامِ محبت
 ہر گام پہ چلنے میں گمراہی ہو چکا اللہ ہی نواک

ہیں قہر میں گولہ دار کا کہوں کیا را تو کی صفات
 ہے عشق و انداز و ادانا ز در کشید اور کسی شخصی
 بچے جو ہم نام ہیں تو نگ کے کو دین ہن نام اکلم
 جرات یغل گر چاہی اسی پر توفے ہے غیب سراپا
 جز یکسی ہی یاس نہیں ہے کوئی جیسا ہر وہ مری بہت
 سویا زبان گر چہ سری گنگی چون شمع او پتری پیدا
 اکوہ ہوا خونے لاد ان قاتل بیل ہو جو تڑپا
 چنے لون رہا ہر جودہ صحت تھوڑی رہی صفات کچھ
 یا جھکلاتا تھا دیا تو تھا بچہ پاس صحبت کی کوئی
 آتا میرا سر دیکھیں گھر سے چلا جا دیکھتا تندیہ
 بتایا لگ چلنے کا جو میو کیا غم دیکھا گالی
 میں تو حیران ہوں خطا یا رہو کس باعث
 پوچھ مت میری خبر کچھ یہ بتا جھکو کہ تو
 گر نگایا تہین کچھ اُسکو کہینے تو بھلا
 مینے کب بزم میں دیکھا بنگاہ حسرت
 مرض عشق مجھے آپ وہ دیکے جرات
 کوئی دم میں اُسکے جا نیکی یہاں خبر ہو آج
 کل تم نہ تھے تو رات ہی پیارے بلا طویل
 ممکنہ ادھر کو کچھ قریباں جاؤں مائے
 جرات کچھ آپ میں نظر آتا نہیں ہو تو
 دلی طیش کا کاہش جان کا نہیں علاج
 کافر ہوں تجھ سوا جو کسی کا خیال ہو
 افتاد و گان خاک کی سستا ہر کب تھا

فرق آہیں نہیں تھی تو کتنا بچت پائے طرف طافان
 ہر عضو کچھ انکے وہ کافر ہے کہ کلامک ہوئی مدت
 پھر آہیں جو کب تائیں تو پھر چلے ہو کیا بس کچھ لاف
 پر کچھ دلہن کا روپ اکوہ و غرلا ہو جس کے جنت
 افسوس کرے کون بجز موت تمنا ہو کشتہ حسرت
 پر بھل قاتل میں کمر سے بیکلا اک حرف کسایت
 افسوس اندوس کہ یہ توفے کیا کیا تو نگ محبت
 لگیا تو پھر اس مری دکنو نہ مڑکا ہو جب حسرت
 اب کو خدا جانے دیا کس تو پھر کا جو اسی حضرت
 اور کوئی سفارش جگر کو میری کیا کیا کچھ ہو
 کچھ اور کیا قصد کیا ناز سے بولایل بڑی جرات
 لیکے دل در پے آزار ہو اکس باعث
 خوب رو بون میں نمودار ہو اکس باعث
 دم میں آندہ وہ ہو مار ہو اکس باعث
 مجھ پر برہم وہ ستمگار ہو اکس باعث
 پوچھتا ہے کہ تو میسا رہو اکس باعث
 چل شتاب بجزری تو کہ مہر ہے آج
 اب ہو تو دیکھ لچو دم میں مہر ہے آج
 کیا ہی ہمارا نام خدا آپ پر ہے آج
 کیوں خیر تو ہے تکیو ہوا کیا کچھ ہر آج
 کیا کچھ ترے غم و گان کا نہیں علاج
 اسے بد گمان یہ تیرے گمان کا نہیں علاج
 کچھ آسمان کے گوش گر لگن کا نہیں علاج

احوال کیا بیان میں کروں گا اور طبیب
 اصل پر تو بھر کا ہڑکا لگا تھے
 چین وقت شام ہے بستر پر نہ آرام صبح
 وہ کہانیاں راتیں جو ہے پڑھتی اسکے ساتھ ہم
 زور آپ کے تو ہاتھ چڑھا ہے حسین بند
 دیکھے ہے کس نگاہوں سے آپ اپنا ہاتھ کو
 ہوں چند ہند جبکہ بھرے پور پور میں
 اب دام دل کو نہیں اسے یا کند جان
 آتی نہیں ہے دام محبت میں کل بجے
 بناتے ہیں جو سوا تو نئے دفتر والے گھر اگر
 خبر نیاں دل کی اب اس تک جا نہیں سکتی
 نکلوا لایا گیا ہے جو تمہارے گھر سے وہ مضطر
 خدا کے واسطے پیغا میر کبید بچو اتنا
 کہاں آئے کہاں بیٹھے سمجھتے کچھ نہیں جانت
 اُس گل کی سی نہ پانی بہا رہا آسمان پر
 داغوں کا دنگ بوند شمار اس سے بھی کہ جو
 گر حیرات نہیں کو فلک پر کوئی بٹھائے
 روز حیران سایہوں ہوں میں دین اگر
 سانس لیتے ہیں جواب آہ تو لگ جاتی ہے
 جیسے دریا میں نظر عکس شفق آتا ہے
 تنے بھی آنکھ لڑائی کہیں ہم ٹاٹ گئے
 جرات آیا تھا نظر ہلکویں ان اک جلوہ
 دور سے کل ہمتے اُسکے آستان کو دیکھ کر

ہے درد اس جگہ کہ جہان کا نہیں علاج
 حیرات کچھ اس کفر خفا کا نہیں علاج
 گریبی غم ہے تو کام آخر ہے اپنا شام صبح
 پیٹے ہیں لبریز خون قہر ہم اک جسم صبح
 گویا کند ناز و داد ہے حسین بند
 پھینتا جو اسکو نام خدا ہے حسین بند
 پہنے وہ عشوہ گر تو بجا ہے حسین بند
 حیران ہے عقل میری کہ کیا ہے حسین بند
 حیرات نظروہ جبکہ پڑا جو حسین بند
 مناد تیلے سب اک بات میں پہنچا میرا کر
 کہ جو چاہتی سے لگ جاتا تھا اکثر جیبر اگر
 پس دیوار رہتا ہے کھڑا دو دو پہر اگر
 پکارا تم کرو گھر سے کسی کو نام پر اگر
 یہ ہر جاتی ہے ہلکویں دی سی ہاں گھر اگر
 مہرا ہے تین چڑھائے ہزار آسمان پر
 تاروں کا کو دکھائے شمار آسمان پر
 اندوہ کا بسائے دیار آسمان پر
 رہ گئے تم جو کئی شب مرے گھر میں اگر
 ایک چھی کی سی نوک اپنے جگر میں اگر
 خون دل جھکے ہوں دیدہ ترین اگر
 اب کہاں جا ہے گا آپ نظر میں اگر
 بیٹھتے ہوں میں اس اہل بند میں اگر
 رو دیا کن جسرتوں سے آسمان کو دیکھ کر

کچھ نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر نکلون بیٹھے ہے
 شامِ فرقت یا ابھی یہ کہہ رہے آگئی
 چلن بلبلِ حیات اب ایک طفلِ نادان کو لئے
 اب خاک تو کیا ہے دل کو جہلا جلا کر
 یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے
 کوئی آفتِ نائنیں ہے ایسا کہ ما و قا ہو
 جرات نے آخر اپنے جیکو ہی اب گنوا یا
 جو ڈر سے اُس بت عیار کے قتلِ پورہ رہ کر
 جوابِ سون نہیں جلتے تو کچھ پروا نہیں لے سکو
 تری فرقت میں تین جرات نے اپنی جانِ غلامی
 نہ جیکو دلی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
 وہ شکل دیکھتے ہی محو ہو گیا ایسا
 جو زندگی مری منظر ہے تو ای ہدم
 اس ڈھب کو کیا کیجئے ملاقات کہیں اور
 کیا بات کوئی اُس بت عیار کی سمجھے
 گھر اٹھکے ملا نہ رکھا دل تو وہ جرات
 بھڑکے ہر آتشِ غم چون اپنے تن کے اندر
 ہم اس طرح رہے یا رانِ دھوا گئے دور
 جالِ باند ہے یہ کیا کیا وہ نرم خویاں ہیں
 پڑے ہیں خاکِ یہ ملاقاتی سے ہم اندر
 جو پاس پاس چمن کے دکھائے تھے ہمار
 کمرے شمع یہ سوزِ زمانِ جرات دیکھ
 گلشنِ بین جو وہ صفِ اُسکا کمونِ دہیان لگا کر

مصلِ خدایان میں ہم اُس گمان کو دیکھ کر
 مر چکے ہم اس بلا سے ناگمان کو دیکھ کر
 سخت جی کر رہا ہوں اپنا جس لکھو دیکھ کر
 کرتے ہوا تھی باتیں کیوں تم بنا بنا کر
 غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر
 کہتے ہو تم یہ باتیں ہو سنا سنا کر
 ان ہیر و تون سے دلو گنگا کر
 تو کچھ دین سمجھک بات وہ بہتا ہے تھقہ کر
 گئے وہ دن جو بھلا تا تھا وہ دنگو گنگہ کر
 مجھے آتا ہے رونا اس کے جی سینے پہ رہ کر
 ترے بغیر کیسی کو نہیں کسی کی خبر
 نہ اُس کو اپنی خبر ہے نہ آہ سی کی خبر
 خدا کی واسطے لاؤ گنگا کی خبر
 دنگو تو ملو ہے رہو رات کہیں اور
 بولی ہے جو ہے تو اشارات کہیں اور
 بولا کہ یہ بس کیجئے ملہ اڑا کیجئے اور
 ہر دم نئی پیش ہے دلِ غم کے اندر
 غریب جوں کوئی رہ جائے غلامِ سودور
 جو بیٹھا ہونین اُس شوخ بد گمانِ سودور
 بزرگِ نقشِ قدم کو پوچھتاں سے دور
 وہ پہنچے برگِ گل اب صحرِ خزاں سے دور
 رہے ہر آگِ الی مری زبان سے دور
 ہر گل مری باتوں کو سننے کاں لگا کر

ملک دیکھو دا خون کی عجب سیڑ کھائی
 ہر بار جو کہتے ہو کسی کا ہے تجھے دیان
 کیا سخت میں اپنے تئیں رسوا کیا تو نے
 کیا جانے پٹرا ہر کمان جاگ رہا جوت
 ہم اٹھیں دالسنے اور اس در کو چوڑے پتھر
 اسے پیرو نہ لگا سنگ جھا حد سے زیاد
 اتوا اس کو چے میں چال ہر جرات پتا
 دینا جب کوئی تصور میں گذر آئے نطر
 ایک فی مور موٹیر دن پر کرین کیا کیا شور
 چاندونہ سرائی میں ہوں مرزا چین
 ہووے اطراف سو گنگو گنگٹ گھر آئی
 گردش جام ہو چوں گردش چشمان تان
 عاشقانہ نرالی ب پڑھ کوئی جرات تہ دار
 بن دیکھے اُسکے جادے رنج و عذاب کیونکر
 پاس اُسے تو بٹھایا دل اوڑھ لایا
 سینہ پہ پاؤں اُسکا ہے وقت رنج ہلایا
 کہتی ہیں جو نہیں یوں بن ٹہن کو جہ نکلی
 اول ہی خاک نکلتے آخر بھی خاک ہونگر
 خوش بیابی پہ ہم دوہیں سوار آئے نظر
 اپنے توش کو بھوکا جو وہ کاویہ گائے
 دلوں ہونکھایا آتش خم نہ جرات
 نشست تا کسی صورت سے وان ہر نہ
 پیام اب وہ نہیں بھیجتا زبانی بھی
 سینہ پہ مرے غم نے گلستان لگا کر
 گمرتی فغلی تم کو ہے بہستان لگا کر
 اس شوخ سے جی اے دل نادان لگا کر
 اک جا ندی صورت کا بھی بولان لگا کر
 وائے حسرت ہوئے کیوں ہم بھی نہ رنڈ پتھر
 تیرے دیوانے نے کیا کہا میں ہیں توڑے پتھر
 ٹھوکرین کھاتی ہیں جوت کر دوڑ پتھر
 جطرف دیکھیں او دہر صورت یار آئے نظر
 ایک طرف ابر میں بنگلون کی قطار آئے نظر
 شلخ در شاخ عجائب گل و بار آئے نظر
 کوند بھلی کی ہوا اور ڈرتی بہار آئے نظر
 ہاتھ میں مطرب خوش کستار آئے نظر
 سنتے ہی تانہ ہے یار و نکو یار آئے نظر
 وہ خواب میں تو آئے بہار آئے خواب کیونکر
 اب جائیگا خدا یا یہ اصغر اب کیونکر
 دیکھیں تو اب کرے گا تو مصو اب کیونکر
 اب دیکھنے کی دیکھیں لاوٹے تاب کیونکر
 ہر دم کہیں نہ جرات یا پوتر اب کیونکر
 جاتے ہی چوں در جانان پہکار آئے نظر
 آتش حسن کا ایک طرف حصار آئے نظر
 جلے جون خاک میں کوئی دیوا آئے نظر
 پڑن ہوں اتارنے میں کہاں کہاں ہر بار
 کہ جسکی ٹیٹے تھے ہونٹوں میں ہم زبان ہر نہ

فراق میں کسی پردہ نشین کے اور حرکت
 کچھ بھی نکلی نہ دل زار کی اور یار ہوں
 اور ہاتھ آئے ہے باز اربابان کو کیا غشے
 کہتے تھے کشمکش دایم سے مرغان اسیر
 کاش پوچھے وہ دم قتل تو کئے ہر روز
 غم بٹانے کو جو بیٹیوں کسی غمخوار کے پاس
 منہ نہ کھلواؤ مرا چپکے رہو جانے دو
 ہم اسیران محبت کو چمن سے پھر کیا
 ہاں جو کسرائے ہر دل زمین تو کاٹ آتے ہیں
 دور سے دیکھتے ہیں حرکت اور باز
 بدگمانی سے نہ لے جاؤ گمان اور طرف
 وہ گیا کس طرف اٹھ جانے سے جسکے یارب
 ہدف ناوک غم ہوتے ہیں ہم صید بون
 یان ملک بزم میں ملک ہر ہیں اسکو شوق
 گرسنوں بات نہ جرات تری تو کہو بیٹا
 نیزنگ محبت نے یہ اپنا تو کیا رنگ
 گرمی سے جو غفل میں بہہو کا سا وہ آیا
 جب چہرہ میرے نہ رہی نام کو سرخی
 رنگت کو تری دیکھ کے کہتے ہیں یہ جو بان
 جرات نہ کو اب مجھے تو انکا نہ محبت
 سیر کر دل کی ذرہ پردہ سے منہ یار نکال
 ذکر محفل میں جو آس ابرو سے پر خم کا چلا
 جی میں ٹھہری ہے ہی بات کہ جب روز جزا

جگر پہ لگتے ہیں سوز خم بن نشان روز
 جی کی جی میں ہی چلائے کے یہ یار ہوں
 ہاں گمراہ کے خریدین ہیں خریدار ہوں
 کہینچ لاتی ہے ہمیں جانب گلزار ہوں
 ایک بو سے کی رکھ ہے یہ گمراہ ہوں
 بیقرار ہی ہستی ہے کہ حل یار کے پاس
 آپ چپ چپ کے نہیں جاتے ہیں غبار کو پاں
 جانے پائین جو نہ اپنے گل بیخار کے پاس
 چند سے اوقات کسی مرغ گرفتار کے پاس
 جی یہ چاہے ہو کہ دن رات زمین یار کے پاس
 کہ سو آپ کے اپنا نہیں دہیان اور طرف
 دل کسی اور طرف جائے ہو جان اور طرف
 جبکہ جاتا ہے وہ بے تیرد گمان اور طرف
 کہ وہ غم نہ ہیر کے پیٹھے ہے ندان اور طرف
 کیا کرو نہیں کہ ٹپا جائے ہو دہیان اور طرف
 دیکھئے کوئی حیرے کو تو ہر دم ہو تیار رنگ
 تو وہ ہیں نڈھ شمع سے کا نور ہار رنگ
 تب ہنسلے کہا اسنے کہ دوا تو کھلا رنگ
 ایسا تو کہیں ہنسنے نہ کیا یہ سنا رنگ
 الفت کا تری چہرے سے جسکے ہو تیار رنگ
 دیکھ تو لایا ہے کیا نعلی مرثہ یار نکال
 ایک پر ایک لگا دوڑنے تلوار نکال
 بیٹھیں گے نامہ اعمال کو سب یار نکال

اُس کے اُس وقت ترے سلسلے رکھ دے لگائیں
 ترور آئی ہے دینِ ماتھ پاتیرے حرات
 عیدِ قربان کو بھی ہے گھر سے ہمیں باز نکال
 اب تو آجانِ شتابی سے کہ لے لیا ہے
 دون جو اب سخنِ او کو تو یہ جنہیلا کے کسے
 عشقِ بازی پر گراؤں شوخِ سحرِ خاطر
 اُس کے آوازِ اپنی جب در پر سنا جاتے ہو تم
 کیا کہوں کیا کیا مجھے سوچے ہو حقیقتِ وداع
 روزِ و شبِ ناچھین اور دُشمن ہے جنگِ جہاں
 کچھ نہیں رہتا ہے پاسِ آشنائی نہ کوہِ
 اک غزل تو اور بھی پڑھے کہ ہو نرم سخن
 میں تو سب کچھ چوڑ بیٹھا ہوں تمہا پر اسے
 اچھلا ہٹ کس کی یاد اور حضرتِ علیؑ کی
 ہمیں پہرِ دل میں آنا سحرِ کبھی ہو آج
 دل جگر جانِ عشقِ حقیق میں کھو بیٹھے ہم
 نہ ملا عشق کے دریا کا کینِ تھل بٹرا
 دوڑ دوڑ آنا ہمارا انہیں یہ لگتا تھا
 جب تلک دل نہ دیا تھا تو پھر کرتے تھے خوش
 دلو اس شوخِ شکر سے لگا کر حرات
 جو راہِ ملاقات تھی سو جان گئے ہم
 اُس گھر کے تصور میں جو شہتِ کینِ آنکھیں
 جھینٹِ حسنِ انکی سب پڑوئی ظاہر
 ایک آفتِ کار اپنے سے کہتا تھا وہ بے یار

چاک کر سیمہ کو اپنا دل انگار نکال
 اور بھی جی کا بخار اپنے تو اسے باز نکال
 جی میں آتا ہے گلا کا پیٹے تلوار نکال
 جان آنکھوں میں ترا طالبِ یار نکال
 چل بے چل مجھے نہ ہر بات میں تکرار نکال
 دلے تو اپنی کھیل تو دوچار نکال
 لبِ پیرے مہرِ مویشی لگا جاتے ہو تم
 میری آنکھوں سے ذرا آنکھیں مل جاتے ہو تم
 چلتے چلتے اسلئے آنکھیں مل جاتے ہو تم
 ایسے ہو کر یک بیک نا آشنا جاتے ہو تم
 اے میانِ حرات ابی گھر کو کیا جاتے ہو تم
 چوڑ کر تنہا کین پھر جھگو کیا جاتے ہو تم
 خود بخود جو بیٹھے بیٹھے تمل جاتے ہو تم
 شکی جو ملکِ خواہ میں جاکر آ جاتے ہو تم
 بیکسی نہ کہ یہو کس طرح سے ہو بیٹھے ہم
 پہلی ہی موج میں گھر بار بو بیٹھے ہم
 اب نہ آؤ نیلے میانِ خوش رہو بیٹھے ہم
 ہائے دل بیٹھے ہی بس غمزدہ ہو بیٹھے ہم
 اپنے سباحت و آرام کو کہو بیٹھے ہم
 اے حضورِ تصور ترے قربان گئے ہم
 صد شکر کہ بے منت دربان گئے ہم
 جس بزم میں یا حال پریشان گئے ہم
 حرات کے جو گھبرات کو جہاں گئے ہم

کیا جانے کم محبت نے کیا ہوس کیا
 بدریائے محبت زور قیاس غم کے لئے ہم
 مری وحشت سرنگ کر دل ہی دلیں یوں نہ کہتا
 اُجاڑا باغبان کیوں فصل گلین تو نے ہے ظالم
 یہی حالت رہی اپنی تو بس معلوم ہوتا ہے
 جنوں خیز اور بھی ٹپہ ہے غزل کوئی میان کیا
 تصور باندھے ہیں اس کا جب وحشت کے مارے ہم
 کئی بار اُٹھنے دیکھا آج چشمِ قرص سے ہر کو
 وہ جب آئینہ دیکھے ہے تو کیا کیا سکتا ہے
 ملا لطف سخن کیا خاک ہو اُسکی محفل میں
 نہ کئے غیر سے آنکھوں میں کچھ لوہم ہوئے نصرت
 جنگ سے ہیں الفت کے بیچ دُعا سے ہم
 نہ کیا جو نصیبوں میں ہے تو وصل میں بھی
 کیا سوال جو اُسے کہ کیوں تم آئے ہو
 اگر چہ دلیں ہزار دن ہیں مدعا لیکن
 جو دیکھے کو ہمارے وہ دیکھے ہے جرات
 یا تو اُسکے گھر سے آئے تھر نہ اپنے گھر کو ہم
 جب نہیں پاسے کوئی ہجر و وقت اضطراب
 ہلے وہ فرغانہ ہوں یوں غافل نظر سے یک یک
 خاک ہو جاؤ دل سوزان کا کیا آنا ہے یاد
 آج جس جاتھا میرا رستے بس دکن
 جاتے دنیا ہی سے پر اُسکے نہ گھر جاتے ہم
 ناؤ جاتا رہے نگاہوں میں نہ چاہت اپنی

جو بات نہ مٹنی ماننے کی مان گئے ہم
 کبھی ہیں اس کنارے اور کبھی ہیں اس کنارے ہم
 اُسی لگ گئے کیوں ایسے دیوانے کو پیاسے ہم
 پڑے تھے کچھ گلشن میں کہیں بے پردے ہم
 یوں ہی مر جائیں گے اک دو زمینیاں کے طے ہم
 کہ ہوشیاری سننے شرا سے ہیں ہمارے ہم
 تو پھر کیسے ہیں آپ ہی آپ کیا کیا کچھ شائے ہم
 سزاوارِ عفو تو ہوئے اُسے محبت بارے ہم
 سمجھ کر یہ کہیں ہیں قیامت پیا پیا لے ہم
 کہ چپ بیٹھے رہے جو نقش دیوار اک کُنارے ہم
 نہیں تا حان ایسے سب سمجھتے ہیں اُساوے ہم
 جو مر مٹیں تو چھین آہ اس عذاب سے ہم
 اُٹھائے آکھ نہیں دیکھتے عذاب سے ہم
 تو کیسے رہ گئے نہ دیکھ لاجواب سے ہم
 زباں پہ لاتے نہیں آپ کے عذاب سے ہم
 تو آکھ اپنی چوراہے ہیں سناپ سے ہم
 یا اب اپنے گھر میں بیٹھے دیکھتے ہیں در کو ہم
 تب لگا جاتی سے روتے ہیں دل مضطرب ہم
 جی میں آنا ہے گلے پر پھر دینِ غنیمت کو ہم
 تاکہ ہونے دیکھتے ہیں جب کسی احسن کو ہم
 دیکھ سکتے دور سے جرات نہیں اُس گھر کو ہم
 دل کے لگ جانے بہتر تھا کہ مر جاتے ہم
 اُسکے گر آکھ دکھانے نہ ڈر جاتے ہم

مرتے مرنے ہی ارمان را دلین کو آہ
کیوں ملاقات میں دن رات کی پڑجاتا فسق
مرد درو نے پھر پھر کے داتے جرات
کیسی نخل میں مرد جان : جا بیٹھے تم
جاکے اُس پاس کسی شکل سے مجا تے ہم
گردنیا بیانی سے وہن شام و سحر جاتے ہم
در درو نے پڑے پھرتے جاہر جاتے ہم
یک بیک یوں جو مرچا یاد بہلا بیٹھے تم
خاند غیر کو جس دم سے جا بیٹھے تم
دیکھوں کیا محک و تہیوت بنا بیٹھے تم
کچھ مری چاہ کی کھجانی ہے کھل کھیلے تم
بیٹھے بیٹھے جن ہی آتے ہو ایسے تم
چوڑ تہا ہین آٹھوں کے چلے میلے تم
کافرو سر ایسے بہو کا سا بلا گرم
چلنے پھین ہم راہ رواہ فنا گرم
بر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم
اٹھتے ہی بیٹھے گئے اپنا جگر ہتھام کے ہم
صدقے جاتے ہیں تصور سے درد باہم کے ہم
آشنا ہوتے ہیں ایسے کوئی بذاہم کہ ہم
کر غیروں سے ہنسے پسے تو اور ناچار دیکھیں ہم
کہا نک ویدہ حسرت سے سو سو بار دیکھیں ہم
جو تیرا نام لیتے ہی اسے نزار دیکھیں ہم
دوسرے تیرے دیکھ آتے ہیں ٹنگ ٹوڑی ہم
دیکھو کہ بیٹھے فزون عشق میں مقدور سے ہم
یک بیک ہو گئے اس طرح جو رنجور سے ہم
کیا کہیں بات نہا کر دل بھور سے ہم
اُسکا منہ دیکھ کے میں رہ گئے مجبور سے ہم

مرد درو نے پڑے پھرتے جاہر جاتے ہم
کیسی نخل میں مرد جان : جا بیٹھے تم
جاکے اُس پاس کسی شکل سے مجا تے ہم
گردنیا بیانی سے وہن شام و سحر جاتے ہم
در درو نے پڑے پھرتے جاہر جاتے ہم
یک بیک یوں جو مرچا یاد بہلا بیٹھے تم
خاند غیر کو جس دم سے جا بیٹھے تم
دیکھوں کیا محک و تہیوت بنا بیٹھے تم
کچھ مری چاہ کی کھجانی ہے کھل کھیلے تم
بیٹھے بیٹھے جن ہی آتے ہو ایسے تم
چوڑ تہا ہین آٹھوں کے چلے میلے تم
کافرو سر ایسے بہو کا سا بلا گرم
چلنے پھین ہم راہ رواہ فنا گرم
بر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم
اٹھتے ہی بیٹھے گئے اپنا جگر ہتھام کے ہم
صدقے جاتے ہیں تصور سے درد باہم کے ہم
آشنا ہوتے ہیں ایسے کوئی بذاہم کہ ہم
کر غیروں سے ہنسے پسے تو اور ناچار دیکھیں ہم
کہا نک ویدہ حسرت سے سو سو بار دیکھیں ہم
جو تیرا نام لیتے ہی اسے نزار دیکھیں ہم
دوسرے تیرے دیکھ آتے ہیں ٹنگ ٹوڑی ہم
دیکھو کہ بیٹھے فزون عشق میں مقدور سے ہم
یک بیک ہو گئے اس طرح جو رنجور سے ہم
کیا کہیں بات نہا کر دل بھور سے ہم
اُسکا منہ دیکھ کے میں رہ گئے مجبور سے ہم

اور ہے خواہش کہ مین آٹھ پر تم سے ہم
پوچھنے پائے تمہاری نہ خبر تم سے ہم
یہ مصل کہین گے وقتِ عمر تم سے ہم
ہم بھی ہو جاتے خفا جوتے اگر تم سے ہم
مک ملا سکتے نہیں اکٹھے نڈرتے ہم

بے اجل کا بیکدم نیکے قرین ہوتے ہم
جی میں گزرے ہے کہ اکی کا ش وہیں ہوتے ہم
کاش پیدا ہی نہ اسے جان حزن ہوتے ہم
جب وہ آتا ہے تو اُس وقت نہیں ہوتے ہم
کچھ دیکھتے ہی نقشِ بد یاد ہوتے ہم
افسوسِ دُاس وقتِ بگلا ہوتے ہم
خاموش ہے اجل ایسے گنگا رہتے ہم
پر کارِ محبت سے نہ بے کار ہوتے ہم
ظاہرینِ نہ دورِ نہ بھی بیمار ہوتے ہم

اور چٹیک ہی مرے دلوں لگا جاتے ہو تم
چوڑ کر تہا کہین پھر چکو کیا جاتے ہو تم
خود بخود جو بیٹھ بیٹھ تھلا جاتے ہو تم
چلتے چلتے اسلئے آنکھیں لڑا جاتے ہو تم
یاد پچھلے رلہ چکو پھر دلا جاتے ہو تم
ایسی ہوشی کہ مار دیکھ پلا جاتے ہو تم
شب کو جو تنگ خواب میں جرات آجاتے ہو تم

شعرِ طرِ حانا ہے اور مضمون گہا ہے اور کہین
باتیں سب ظاہر کی ہیں برائیں وہا ہے اور کہین

مک ملا سکتے نہیں آنکھ نظر تم سے ہم
اے تشریف دمِ جبر ہی تم افسوس
وصل کی رات نہ پوچھو طلقِ دل پیارے
متورک جاتے ہو اکبات کے کتے ہم سے
جائے حیرت ہے کہ کتنے کو حیرات ہیں دے

گر غمِ عشق سے تیرے نہ عین ہوتے ہم
جب مرے پاس سے وہ آٹھ کہین جا بیٹھے ہے
تیرے باغِ خوشی سے ہمیں اکرم گزرا
روز کتے ہیں وہ آدے تو کہین غمِ حیرات

نظارہ کنان جب بد یاد ہوتے ہم
بدست وہ جسم کہ چین میں عفا کیلا
بے یار نہ جیتے ہیں نہ مرنے ہیں کہ ہے
گو کامِ دو عالم سے رکھا جرخ نے ناکام
کیا دردِ نہان تھا کہ گئے ہی سے حیرات

مک جو پرے میں جھلک اپنی دکھا جاتے ہو تم
میں تو سب کچھ چوڑ بیٹھا ہوں تمہارے واسطے
اچلا ہٹ کئی یاد اسے حضرت دل آئے ہے
روز و شب تا جہ میں اور دلیں رہے جنگِ جہل
بیکسی سے کل پڑے کیونکر کہ آکر کوئی دم
آکھے جائیسے کافر جو نہ کچھ رہتا ہو خوش
آہ میں ہر دم نہیں آتا کھلتے ہی آنکھ

دام میں کھولتے ہو تم دل اکٹھا ہے اور کہین
دیکھ کے کچھ جو کتے ہو تم آؤ بیویات کرو

دکھ میرے لیے ہوجی نام خدا ہے اور کہیں
حرکت میں جو نہیں سوا ہے اُدھ کیہ اور کہیں

کاٹے رو رو کے ہیں سادوں کی راتیں کالیان
ناکسی صورت وہ دے جہنجا کے جھکو کالیان
ملگی تو بس وہ باتیں سب اُسی پر ڈھالیاں
اُسکے ہاتھوں گھر کے دیواروں میں ہر سو جالیان
چرکی تو کھا جاتی ہیں راتیں کالیان

جی تو لگتا ہی نہیں یان کے سوا اور کہیں
آپ جا بیٹھے ہیں آکھ چسور اور کہیں
یان کا خلاص چھڑا ربط ہوا اور کہیں
ایسا پا لیا ہے حراتوں نے ہبلا اور کہیں
یان سے لیجائے اوڑا کر نہ صبا اور کہیں

گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں
اب تو درد و سحر کی ایڑا اٹھا سکتے نہیں
ہون پرے بس میں ہم لا جاؤ سکتے نہیں
پاس جھکوں کے ہمسائے بٹھا سکتے نہیں
اس سے بہتر آپ کیا معنوں لا سکتے نہیں
دل پڑا ترپے ولے ہم تھلا سکتے نہیں
ذکر جبکہ ہم زبان پر اپنے لا سکتے نہیں
موتہ اُسکے پاؤں کو مطلق لگا سکتے نہیں
پر جو کچھ مطلب ہے سپردِ دل پاسکے نہیں
تم بلا سکتے نہیں ہم آپ آ سکتے نہیں
پر جھک کر دلیں کہہ سو گند کما سکتے نہیں

باتیں کے گھٹا دھ کی کافر ہوں گرجوٹ کہوں
جیت اُسکے ہونے پر یاد کرو تم غیر کو جا

یاد کرو وہ حسن سبز لورا نکسٹریاں متوالیاں
کہہ نہ کہہ کر جھپٹتا ہوں بات اُسکے برخلاف
وقت اظہار وفا محفل میں اُسکی جس سے آکھ
ناک جہا ناک اُکی کہوں کیا میں کہ فغان میں ہی نہیں
کاش حرات وصل کا دن ہو ملتی شغیب

کیونکہ تم پاس سے ہم جا یں ہبلا اور کہیں
کیا خدائی ہے کہ اب آنے ہیں تم پاس چہم
یاد دے آتے تھے جو اکدم تو یہ آوازے تھے
دیکھ دو سہجے چتوں میں جتا ہے وہ شہر
خاک ہونے پر بھی اُس کو بچے میں حرات کی فون

کو بچے جانان سے جانتے ہیں پہ جاسکتے نہیں
کیا ہوئے کوہ دن جو یہ پیغام آتے تھے چین
صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاؤ چین
میرے آنے کی منادی اُسنے کی یان تک کہ اب
اک نئے انداز کی پڑاؤ میان چوٹ حسرت
حال اپنا اُسکو محفل میں جتا سکتے نہیں
کیا کہیں کیا ہے جگہ دل نہیں گیا ہے جہ
لوٹتا ہے دل قدس کو بس کیوں کیا کریں
گھر میں اُسکے جا کے کس کس ڈھب سے ہوتی ہیں میل
دور بیٹھے ان سے آکھ نہیں ہی کہتے ہیں ہم
چہیں سوا نا نے ہے حرات نہ ملے یا رہ

دل دیا اُسکو کہ آیا تھا جو ہمسایہ کہیں
 خاک و خون میں وہ پڑا ہوئے کا غلطان کہیں
 اُٹھ کے ہونے دنگی یہ مرے قربان کہیں
 دیکھنا اُسکا جیستر کسی عنوان کہیں
 کہ کھلائے نگہ اس کے تری جان کہیں
 در نہ ہم دیکھتے کہیں نہ کہیں
 کر دے گل اُسکو آستین نہ کہیں
 اُس نے باتیں نہ کچھ سنیں نہ کہیں
 ڈر ہے کہ بیٹھے وہ نہیں نہ کہیں
 ہے گرفتار یہ کہیں نہ کہیں

تو پھر کیا قرار آ جاوے دل نہایت لاری میں
 ہمیں سوچے ہے کہ بے نیک و بد بختیاری میں
 کہے ہے دیکھ لے یہ فائدہ ہے تیری لاری میں
 یہ کہنا تھا کہ ہے لطفِ محبتِ راز داری میں
 پری فوجوں کے ہون شاہ سلیمان کی سواہین

تم تو زمین پر ہو ہم آسمان پر ہیں
 عاشق یون ہی رہ صاحب سارے جہان پر ہیں
 اترو لڑائی اُٹھ گڑھے اس فوجان پر ہیں
 وہ سب کہیں کے خستہ جہتہ جان پر ہیں
 سب پھوٹ پھوٹ روئے داستان پر ہیں

دل جھکے لی ری ہیں اور پاس پاس گھر ہیں
 جو چاہیے سو کیجئے مرنے تم آپ پر ہیں
 جو دونوں آستینیں یکدست خون کرتے ہیں

کہنہ کد اب اُس سے ملاقات ہو ایک آن کہیں
 دل بوج کی کیا پوچھتے ہو جس سے خبر
 میری مینا بی سے محفل میں یہ دھڑکا ہے اُسے
 جا بجا پھرتے ہیں ہم لیک ہینن ہوتا آہ
 آج کل تیرے تعلق سے مجھے ڈہری جرات

گھسے نکلا وہ نازنین نہ کہیں
 کچھ بہتے بجرانِ چشم سے ربط
 در و دل ہی بہت کہا لیکن
 وعدہ وصل اُس سے لون کیوں کر
 روئے پے مات بات پر جرات

جو ہو تاثیر پیدا کچھ بھی اپنی آہ و زاری میں
 ہتھین تو بار بار آ جا رہا بارِ خاطر ہے
 کوئی گر مسکرا دے جب ادراسپر تو چپکے سے
 جو دیکھا مضطرب جھکو محفل میں کسی سے وہ
 کہ شبکو تو پر دیوں کا جمع ہو کر اور نہ کو

اب اس کے یہ کنائے عجب ناتوان پر ہیں
 بندہ کی کن سفارش بولے وہ یوں کسی سے
 دیکھ اُسکو دور سے سب پر و جان کے ہیں
 راکر جو سو جگہ سے آیا تو کیا کہیں بس
 جرات وہ فقہِ غم ہے اپنی بھی کمائی

ہے وقت خوش اتوں کا کیا لطف ہر گز میں
 ہے چہین یہ تعلق سے صاف اُس کے منہ پہ کیئے
 کس مضطرب کو پیار سے تم فوج کر کے آئے

دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولا
 ہم دونوں کو کچھ اُس بن سدا بد نہیں ہے
 کچھ بن آئی نہیں اس امر میں لاچار ہوں میں
 جلوہ گر ہے وہی ہر جنس میں اللہ اللہ
 جھکودر پردہ سنا تے ہو عبث آوازیں
 مضطرب گرد ترسے گھر کے پڑا بھرتا ہوں
 نام ہے ذوق عشاق میں جرات میرا
 منہ پھرے وہ جھپکے جو قد مون سے جا لگوں
 دن عید کے جو مجھ سے وہ بیٹھا الگ تنہا
 جرات یقین ہے تو بھی کنارہ کرے وہ شوخ
 جہد سے مت پوچھو کہ دمساز کسے کہتے ہیں
 خانہ پرورد نفس ہم جن اسیر اے صیتا و
 کہہ کے غیر دن سے مرارا زدہ پھر سوچے ہے
 بیدار نے کس کو لاش پہ لانا اُس کو
 شہر جرات تو نہ پڑا اُس سے مخاطب کر
 بہلا دیکھو تو ہم تم ایک ہی بتی میں بے ہیں
 کیا ہے فرج ہو کہ آپ کے تیغ خفا فل نے
 سنا کر تا تھا جو اشار اپنے روز شب جرات
 چوری چوری میرے لگیا ڈگنے آ کے کہیں
 صحبت یا رہے اور خوف ہے جا سوسوں کا
 ضبط و حمت ہے تھے اے دل دیوانہ فرد
 خوف اُس زہم میں دے لکے خفا نسو بت ہی
 کی درخش میں یوں ہر نہ جرات سے دعا

حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی ہمار پر ہیں
 دل سے سے خیر ہے ہم دل سے خیر ہیں
 قید محنت میں ہو وہ جس کا گرفتار ہو نہیں
 طرندہ مشہ ہے کہ جس شے کا خریدار ہو نہیں
 فقط آواز کے سننے کا گنگار ہوں میں
 نظر آ جا کہ میان طالب دیدار ہوں میں
 کھینچے تیغ کہ سر دینے کو تیار ہو نہیں
 کیا تر ہے بہلا کہ میں اب ابرا لگوں
 ظاہر تھا اُس سے کہ گلے اسکے کیا لگوں
 گر غمے اُس کے گور کنارے میں جا لگوں
 میں تو محرم نہیں ہمارا کسے کہتے ہیں
 تو بتا دے ہیں پردہ آواز کسے کہتے ہیں
 مجھے پوچھے ہے کہ غماز کسے کہتے ہیں
 ابھی مت پوچھو کہ اعجاز کسے کہتے ہیں
 جو بھٹا ہوا انداز کسے کہتے ہیں
 سو تیرے غصے میں دیکھنے کو بھی ترستے ہیں
 کریم سلوک کے قتل پر کیا آپ کہتے ہیں
 سواب آواز بھی ہم اُنکی سننے کو ترستے ہیں
 درندہ بر سے نکلیا بیگا گھبرا کے کہیں
 دل سودا زدہ مت بولیو چلا کے کہیں
 اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑے جھٹلا کے کہیں
 کہ نکالے یہ زبان سے نہ کچھ اُنکا کے کہیں
 جون چلا جائے دیکھو کوئی بٹھلا کے کہیں

کیا جانے کیا وہ اس میں ہے لوٹے ہے جیہ جی
 آنکھوں کی راہ نکلے ہے کیا عسرون سے دم
 حیرت ہے ملکہ کیونکر ہر جرات وہ جین سے
 نقرہ ایسا بھی کم دیکھا ہے ایہ دم کہین
 اب جو رہا اُس سے پورا فزون تو یہ دھڑکا لگا
 ملک ادھر کو دیکھو اللہ سے عالم ترا
 ہے زبان پر اپنے جرات اب یہ مطلع ڈار کا
 چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلوا کہین
 ایک مگر میں ہی کبھی ملے نہیں بیٹھے میں
 دیکھ ہم خاک نشینوں کو وہ بولا کہ کہین
 اُٹھتے ہی بیٹھے ہیں آنکھوں کے تلے تاریے
 بن ترے دیکھتے ہیں اکہ اٹھا کر کیا خاک
 دیکھتے مگر کوئی جفا نا جرات

ہے ہے خدا کی واسطے مت کرتیں نہیں
 بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے نہیں
 یوں اور کیا جہان میں کوئی حسین نہیں
 وہ دروہر و جو اپنے دم و اسپین نہیں
 جس بن فرا جی کو بارے کہین نہیں
 دل کہین ہو جی کہین وہ کہین ہو ہم کہین
 آہ یہ اخلاص اُس کا ہونہ جانے کم کہین
 سارے عالم میں نہیں دیکھا ہے یہ عالم کہین
 درد و فرت سے جو کل پڑتی نہیں اکہ کم کہین
 خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین
 ہم کہین بیٹھے ہیں آپ کہین بیٹھے ہیں
 اور جاگ نہیں کیا یہ جو ہیں بیٹھے ہیں
 جب جدا تھے سے ہم اے ماجدین بیٹھے ہیں
 زانو سے غم پہ دھرے سر کو غمین بیٹھے ہیں
 اور اُس شوخ کا انسا کہ نہیں بیٹھے ہیں

چشمہ درد دار کی آنکھیں میں تہمت مبارکی آنکھیں
 موم کے پتے کا مت کروا خفا نہیں چہنیں خار کی آنکھیں
 کیا کون تہمتی میں جرات اُس مرے گلا خوار کی آنکھیں
 مصلح دکھائے کہین تو ہیں فوج کر جائے نہیں تو ہیں
 دسیر و دیکھ رو تا ہے ارے ڈالے ہے نہیں ہیں
 ویکو شوقی کڈا رو تا تو ان پاکر ہمیں
 دسترس جس کو نہیں پر ہوس پاؤں کی
 جن دونوں دونوں طرف سے ملے ہی دلی لاگ

درے تیرے عبدانین میں اس ترے خاکسار کی آنکھیں
 بچہاں ہی گذر گئیں دلے جو ہیں اُس دہ چادر کی آنکھیں
 جسکی آنکھوں نے گنگن گئیں ایک سے ہزار کی آنکھیں
 جبکہ چین کا نہیں سے نام ہو جو چین ہے دین تو ہیں
 ایک دن ہونے کی جرات آہ آتشین تو ہیں
 دُور سے صورت دکھا جاتا ہے وہ آکر ہمیں
 ڈال دے پاؤں اُس کے کوئی ایجا کر ہمیں
 دیکھ لیتا تھا وہ کہا اللہ سے شہر اکر ہیں

آہ ای بیتیائی دل
مار ڈالا دگی بیتیائی

کاش خادم جانا اپنا وہ یا جا کر بہن

رسائی کو بہنیں پاتے تو کیا کیا ملاتے ہیں

کبھی ہم اتفاقاً اک جہلک سی دیکھ پاتے ہیں

کبھی صاحب جو آواز اپنی بندے کو سناتے ہیں

وے کیا کیجے بیتیائی سے ہم اچار جاتے ہیں

کرتے ہیں تیرے لیے کس کس کی خاطر وایان

جاگتے ہی جاگتے کٹتی ہیں راتیں ساریاں

ہو رہی ہیں چار سو جانہری کی تیاریاں

جو تم پھر آؤ تو پیارے سپرین ہمارے دن

عجب مزے کی بہنیں راتیں عجب تہی میاں

فراق یار کا دیکھنا ہم تے بارے دن

مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوئے مستوارے دن

ابھی تو سیر تاشے کے تھے ہمارے دن

اور طلق پیسے کر رہے تھے تو پا جائے کہاں

اب خدا جانے یہ چون پیک صبا جائے کہاں

حرف مطلب کو پھر اُس سے کہا جائے کہاں

دور سے آنکھ لڑھکنے کا مزا جائے کہاں

کہ بیان کیجیے رورو تو سنا جائے کہاں

رہیں اک لمحہ گروں میں تو رہا جائے کہاں

جرات اب بیٹھ گئے ہم تو اٹھا جائے کہاں

گنا بہنیں ہے جی کہیں لپکا لگا لے بن

بات نہ سہی کھنسل میں بھٹکتے دے درست

وہ کسی جاگہ نظر آیا نہ ہم کو اور آہ

انکے قدموں سے تواریج جدا ہوئے ہم

ذرا ہم اُس سے لگ چلنے کی سو سوڑھ لگاؤں

ٹی رہتی تھیں جو نظروں سے نظروں کو کمان اب تو

خدا شاہ ہے وہ بہن جان میں بس جان آتی ہے

مناسب گرچہ جانا بار بار اُس جا بہنیں جرات

دیکھ ای عیار شک میری ہی تو عیار یاں

خواب میں بھی وہ نظر آتا بہنیں رت جوئی

اس سدا دہر میں غافل تو اب کرات نہ بیٹھ

برنگ مہر ہی گردش ہے ہلکو سارے دن

رہے تھا ہم سے ہم آغوش جبکہ وہ پیارا

شب وصال میں پروانہ سان نام ہوئے

وصل کیونکہ مبدل ہوں ہجر کے ایام

لگا یا غم یہ جوانی میں کیوں میان جرات

مصنف البیاد کہ علیین دان تو چلا جائے کہاں

رنجی سے دل چور کے یہ اندیشہ ہے

رو برو جبکہ خوشی میں کلیہ بھٹکے

دل لے ہو دین تو پھر پائے نہ بیٹھے تو کیا

ماجر اپنا عجب قصہ جانکا وہ ہے آہ

یعنی جو جیتے بھی رہتے کار وادار بہنیں

صورت نقش نگین صفحہ بدنامی پر

کب بیٹھے ہیں چین سے اندھا اٹھا لے لے

جب تک نہ بغیر ارمون پڑا نہیں قرار
 بے تہ ذال منہ سے نکلتی نہیں ہے بات
 زندان لگے ہے گھر جو کسی کے تنوں اسیر
 دیوانہ گردنوں تو پر یرونہ دیکھیں سیر
 جنبش نہ دست و پامین ہو بے شورش جن
 انکاسیکڑوں ہوں اگر موبہ نکر عشق
 قاتل سے نہ گرتے تو جرات ہاری کیا
 دیکھ کر کل اہلی و عجون کی وہ نقویر کو
 میں کہا دیکھتے ہیں میں نے خواب میں ابرو یار
 آہ اس مذکور کو سننا تھا وہ قاتل کمین
 دل کے جی دینے کا جرات ملکوتی اندون
 آدم اس شمع شکر کی اوجھ ہو کہ نہ ہو
 ہر دم اس کی چمکات میں ہو فرق تو آہ
 پوچھے دن رات جسے صدمہ سیددی یار
 تجرات اب پیچھے کے ہوں حلقہ دیا لیتے نہ
 گئے وہ دن سناتے تھے خوشی کی داستانوں کو
 خداوند مری دور اس کی جن اشیا ص نے اہن
 جیاسے پاس بیٹھے پرچہ اکھ اس کی نہیں ہلتی
 تصور رنج کرتا ہے اب اُن دغان بے بس کا
 مقام گریہ ہے احوال اس سبکس مسافر کا
 یہ وحشت ہو کہ جرات جب سر ہانڈا لکے ہے
 حسن نظارہ کو میں نہ لوٹے وہ آنکھ
 جسکو سیر حسن نہ ہو بد نظر

آتا نہیں ہے چین میں ہنملائے ہیں
 حیران بیٹھے رہتے ہیں آنسو ہائے ہیں
 آتے نہیں خود کمین ہم آئے جائے ہیں
 بگڑے ہے بات حال پریشان بنائے ہیں
 افسردہ طبع رہتے ہیں دہو میں چائے ہیں
 دارستی کہاں ہے کمین جی پھنسا ہے ہیں
 جون گل شگفتہ ہونہ کوئی نعم تھا کہ ہیں
 اپنے تین دیکھے تھا گرا اور گلاہ مجھ دلگیر کو
 دو ستو مجھے کہو اس خواب کی تعبیر کو
 آن پہونچا سر پہ سرے کھینچ کر شمشیر کو
 کی بہت تدبیر لیکن کیا میں تقدیر کو
 گذرے ہم جی ہی سے اب اسکا گزہ ہو کہ نہ ہو
 حال ہر لحظہ مراعہ دگر ہو کہ نہ ہو
 دل میں اس شخص کے درد اٹھ ہو کہ نہ ہو
 پھر خدا جانے کہ اس کو پہ گزہ ہو کہ نہ ہو
 ہم اپنے ہر اذون کو تم اپنے راز اذون کو
 مٹا دی گری صحبت لگے آگ کی جالون کو
 تو کیا کیا سوچتی ہے دور کی ہم بدگمانوں کو
 بھرت تک رہے ہیں جو نفس میں آشیانوں کو
 پڑا بے حس جو دیکھے آتے جاتے کا داندون کو
 دو دستہ بند کر لیتے ہیں باز آئی دکانوں کو
 بوہ گراں بنغم عشق ہو پھوٹے وہ آنکھ
 دست فرنگان سے سدا سینہ تو کوٹے وہ آنکھ

دیکھتے دیکھتے اُس شوخ شنگار کی راہ
جان بلب گو ہوں پہ ہے موت مری میرا
سُرخ پوش آج گیساقافلہ اشک و ان
پاکے تنہا چمن اُسکو یہ انگون ہوں دعا
اتنا پیغام تو اب اُسکو سنا دے کوئی
جلد آجاؤ کہ سب دیکھتے ہیں راہ کچھ اور
مسکراتا ہے عجب ناز سے شراب کے وہ شوخ
ہندین راہ سخن نگلی یہ جرأت ہو کہ بس

اللہ اللہ ہے اُس پر وہ نشین کا پردہ
ضبطِ سرخند کیا بننے والے وقتِ دواع
چادرِ ابرین جیسے کہ چمک چاند کی ہو
پتہ تو یہ ہے کہ کب اغیار سے تما سنین بار
کچھ جیتیابی اگر لے دینا بھی جرأت

اب دکھایا چاہتی ہے بقیہ رازی اور کچھ
یہ نہ کہہ ہر دم کہ تو مدت نہ جایا کر مرے
دیکھو بزمِ غیر میں تم مت پیو مے دردِ جان
میں تو حیران ہوں کہ ہوگی کس طرح صحبتِ برادر
عشق میں ہوتی ہے یہ تو تبدیلِ حالت

کہا ہے میں نے تجھے کب کہ غیرِ پاسِ بیٹھ
چل اپنے گھر کہ تجھے دیکھتے ہیں بزمِ میں غیر
نہیں ہے خوب دل اُس بیگان سے تہا رابط
دل اونٹھ شتاب یہ باغِ جہان نہ جا بے کربان
کچھ اُس سے دردِ دل اپنا بیان کر حرارت

گر گئی جانِ سفردیدہ بیدار کی راہ
دیکھے ہے تیغِ جہل بھی تری تلوار کی راہ
کشور دل سے مرے دیدہ خوبار کی راہ
کر دے اب بندِ الہی کوئی گلزار کی راہ
آج میں دیکھوں ہوں جن یا رضا کار کی راہ
اودھن دیکھوں ہوں اک جلوہ دیدار کی راہ
چاہ کی آنکھ سے دیکھوں جو سے پیار کی راہ
شرارِ صفیان تجھے ہیں اشعار کی راہ

آسمان کا ہے نہ جس سے نہ زمین کا پردہ
کھل گیا اپنے دل صبرِ گرین کا پردہ
لطف رکھتا ہے یہ اُس ماہِ جبین کا پردہ
ایک ظاہر میں یہ رکھا ہے مبین کا پردہ
زلزلہ آئے ترقی جائے زمین کا پردہ

وہ دم ہونے لگی حالت ہماری اور کچھ
اسکے بدلے کہہ بیٹھ میں تیرے واری اور کچھ
کیفیت دکھلائیگی یہ بادہ خواری اور کچھ
خواہش اپنی اور کچھ مرضی لختاری اور کچھ
وضعِ حرارت کی نظر آتی ہو ساری اور کچھ

حکام کے واسطے بھ پاس تو اوداسٹ بیٹھ
یہ آن بیٹھیں گے سب تیرے اُس پاس بیٹھ
کیا ہے اُس نے تجھے اور کچھ قیاس نہ بیٹھ
محلِ امید سے آتی ہے بوئے یاس نہ بیٹھ
شبِ وصال میں اتنا بوجھ نہ بیٹھ

چھوڑا لکڑی سے دور اور پر بلبل کرتے
 نقد دل کھو کے جو بیابی الفت پائی
 ہائے صبا و خفا پیشہ نے کیا گل کرتے
 بس غنیمت ہے بڑی جتنے یہ دلت پائی
 تو نے اس باغ میں دم بھر نیکی ملت پائی
 سختیاں درد و محبت کی بنو چھو ہے
 ایک تو پائی ہے تک سک کی درستی تو نے
 سنکے پیار جو آیا وہ عبادت کو تو ہائے
 حرکت انکا محبت تو بحث کرتا ہے
 یہ وضع نئی تم نے اب اسے یار نکالی
 شہر آنے لگے وعدہ وصل اس سے تو اُس نے
 نظارہ لگا کر شوق نہیں اُس کو تو اُس نے
 ہر گام یہ ہو جائے ہے اک حشر سا رہا
 جڑ تازہ مضامین کی حرکت غزل لکھ
 ظلمات کی اک راہ نمودار نکالی
 ابرو میں چڑھے بکھرے ہیں بال ہری ہٹی گا
 پھانسیں تو بہت سب نے نکالیں یہ کسی نے
 جب بند کین آنکھیں تو جیوار سے ہم بزم
 جو درد نہ نکالتے تھے حرکت انھوں نے
 یار و اس در تک مجھے بہر خدایا ہے
 ایک دل تھا سو تو اس کو روز اول ہی دیا
 جو محبت کی نسیم آہ سے کھلتی ہے دان
 اُسکی دزدیدہ نگہ دیکھ آئے ہے دل میں یہ بات
 یوں تو لیجائے سے دہان تیری دلا بگڑ گئی بات
 روز و شبان جہان آتے ہیں اُس پاس سیلے
 ابرو پہ نظر کرتے ہی تلوار نکالی
 ہر بات پہ سوطر ح کی تکرار نکالی
 کیوں بام پہ کھڑکی سرباز نکالی
 یہ تفتے نئی چال کی رفتار نکالی
 یہ زور زمین تو نے نئی یار نکالی
 لے آئینہ مانگ اوس نے جو کیا نکالی
 سچ دیکھو یہ کیا اُس نے دھوان ہا نکالی
 بھانسا اپنے کلجو کی نہ زہن ساز نکالی
 کیا راہ ملاقات کی ہمسوار نکالی
 دل لگتے ہی اب پردہ کی کر نکالی
 گر میں اٹھ سکتا نہیں ہوں تو اٹھا لیجائیے
 اب شوش ہیں کر اُسکی نذر کیا لیجائیے
 گرچہ سو پردوں میں چون غنچہ چھپا لیجائیے
 ہائے کیا شے ہے اسے کیونکر چرا لیجائیے
 ہاں گر نکل اور کچھ تیری سنا لیجائیے
 یعنی جو میں دلبری کے ڈھب اوڑا لیجائیے

سن و ذراں سانی اور جرات کی غزل
جیتے جی دل کو نہ صاحب نے کہا لیجائیے
اک نظر دیکھو تو یوں کہتی ہے وہ جوں ٹیر
صاف بیگانہ نظر آنے لگے ہے وہ ہمیں
ہائے دل وہ شے ہے جسکو دیکھتے سو یوں کہتے
منہ ہی منہ میں کہتے ہیں باغی باغی دیکھ
سنا ہے وہ خدا ناکوہ ہے یار کیا کہجے
خیال اسکے جو بخوابی کا گدے پہ تو ہم شکو
طبیون پاس جانا اسکا ہم جس روز سننے ہیں
کسی کو بھیج بھی سکتے نہیں احوال پر ہی کو
کف افسوس ملتے ہیں کہ جرات ہم نہیں سجا
بول گئے تم جن روزوں ہم گھر میں ملائے جاتے تھے
منواری دلداری تھی اور جگت لطیف ہر باری
کیا کیا کچھ تھی خاطر داری کیا کیا پیار کی باتیں تھیں
کیا کیا کوسو جیتی تھیں اور کیا کیا کوسو جیتی تھیں
کرتے تھے تم اونکی خوشا دجو تھے ہمارے عزم راز
وصل کی شب ہوتی تھی جب صبح تو دل کو کھینچ کر آہ
ملنے ہیں ہم لہتا ابانی یاد دن تھے کیوں سیر
پیتے ہیں اب خون جگر ہم یاد دے لگے آہ
ننگے یا انہما سے ایسا جان کھا پڑو
زبیک ضبط محبت نہیں چھپتا ہم سے
مرض عشق ہیں ہم جسکے کیا تماشا ہے
غضب ہے جسکے لئے ہم جہان سے پھر بیٹھے
دوق سے مفلون پھر اسکے چرا لیجائیے
جب ہوا مردہ تو کہتے ہوا دھٹا لیجائیے
آنکھوں ہی آنکھوں میں کیفیت اڑا لیجائیے
وان جسے اپنا سمجھا کر اسٹنا لیجائیے
کب ہے درکار ایسی جس ناز دایا لیجائیے
ہائے لب سے لب کیوں کر مزا لیجائیے
جیاد کبھی جاناب ہے میں دشوار کیا کہجے
لگائے چھت سے آنکھیں جتنے ہیں بیدار کیا کہجے
تو جا کر بیٹھتے ہیں سر بازار کیا کہجے
گمرہ چپکے چپکے کہتے ہیں ہر بار کیا کہجے
نہیں تلوے تو سلائے گھڑی جار کیا کہجے
ہوتے تھے کیا کیا کچھ چرچے ہیش سنائے جاتے تھے
ہو کو کبھی ہونو سو پھر مونٹھ ملائے جاتے تھے
کس کس ڈھب چاہ تھا کہ ربط بڑھائے جاتے تھے
ڈھب ملنے کے جب آپس میں کچھ ٹپٹے جاتے تھے
ہر ہر بات پر کیا کیا ان کے ناز اٹھائے جاتے تھے
ہم کہتے تھے گرجاتے ہیں تم گھبرائے جاتے تھے
اپنے ہاتھوں مل مل ہو عطر لگائے جاتے تھے
اپنے سر کی دیکے تین جام ملائے جاتے تھے
یاڑھنے کی جرات ہی کے شعر لکھا جاتے تھے
کے ہے راز دل اپنا وہ بر ملا ہم سے
کہ اپنے درد کی پوچھ ہے وہ دوا ہم سے
سو یوں کہے ہے وہ نادان دلربا ہم سے

کہے ہے رور دے کے اپنا وہ ماجرا ہم سے
یہ کیا سبب ہے کہ دل اُسکا پھیر گیا ہے
کہے ہے دیکھو تو ہوگا وہ آشنا ہم سے
کہ کوئی کہ ہوگا وہ پھر آشنا بھلا ہم سے

اک مرقع بزمِ خوابان کا سنا یا آپ نے
آہ روزِ وصل بھی کیا کیا ستایا آپ نے
تم لگے جلنے میں تب بیان بلایا آپ نے
جی ملا کر خاک میں ہلو ملایا آپ نے
ہم تو ہیں ایسے ہی پھر کوئی دل لگایا آپ نے
رہتے یہ کیا میانِ حرات سنایا آپ نے

پھر گیا جب دل تو پھر در پھر آیا آپ نے
یا ہماری یاد کو دل سے بھلایا آپ نے
یا رو لا کر ہم پر عالم کو سنبھایا آپ نے
لگ گیا جب دل تو اک پروہ لگایا آپ نے
یا لگا کر اور ہی عالم دکھایا آپ نے
یا ہمیں اب اپنی نظروں سے گرایا آپ نے
یا بخششِ پاس سے ہلو اٹھایا آپ نے
یا جڑھا کر ربطِ اب بالکل گھٹایا آپ نے
چاروں مین جو تماشہ دکھایا آپ نے
جبکہ لہنا سارے عالم کا چھوڑا آپ نے

یہی راتیں یقیناً وہاں تین یقیناً دن کیا گذرے تھے
اگر ہم جی کی جھنی سے آہ سرد بھرتے تھے
تو وہ کتنا عذاب تھا ہے اسکا ہم بھی مرے تھے

مدام مشکلہ گریہ جس کے غم میں ہے
شعور دار موقوف تو بڑے سبتا و تو
کبھی دکھائے ہے خال اور کبھی زراہِ مشکوں
سمایا اس کیے جب دلیں سوچ ہے حرات

حیرت افزا حسن جو اپنا دکھایا آپ نے
پاس بھٹلائے غل اور آپ ہو بیٹھے حفا
بل بے شوخی بن سوز کر اپنے گھر سے جب کہیں
گر کہیں ہم نیکی دل تم جان کے خواہاں مجھے
تو بدنِ جنش میں لا کر کہتے ہیں کس ناشے
جو تھکے حسابِ اشعار ہو پڑھے اب

پہلے تو ازراہ الفت گھر بلایا آپ نے
یا ہمارے ملنے والوں کی یقیناً بڑی تھی یاد
یا ہر عالم ہماری غوری منظور مکتی
میں پیٹے بے تکلف پاس بھٹلایا اور آہ
یا تو بن بن اپنا عالم ہلو دکھلاتے تھے آپ
یا عمارادھیان رہتا تھا تھا رہے چت چڑھا
یا ہمارے پاس پہرون بیٹھتے تھے آکے آپ
یا ترقی پر تھا راد مبدم احلاس تھا

اے یہ رواد کس کے روبرو کیجیہ بیان
چوڑے بیٹے تب ملاقات آپ بھی جڑا کی ہے
ہیں دیکھے سے وہ جیتا تھا اور ہم اُس پر تھے
دو سوز دل تو بھرتا تھا اشک سرخ آنکھوں میں
بیان ہم وصل پر کرتے جو در پھر سے مرنا

بن دیکھے اوسکے گھر کو پھر آئے تو کیسا کہین
 میکشی کا شغل تھا سجا میسر لہ سے
 کیا مضطرب اوہر کے اوہر ہم پھرا کئے
 خون کی آتی ہے بواب دان درد و یار سے
 گمہ جنون حشوق سے پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے
 گر کون میں جان لب ہون خوشی ہوں میں
 چشم سے طوفان اشک ٹھٹھا ہے جب تابیاد
 عاشقی میں ہو امید زندگی جزا عیش
 شب خواب میں اس شوق کی آنکھوں پہ قدم رکھ
 کیا تھے جوانی میں یہ سیکھیں ہیں ادائیں
 تار و شمار اسکا ہونہ سے شمار آہ
 صد شکر کہ بے فکر ہوا مر کے میں جزا
 کما تک اپنے منہ سے خاک کوئی بار کوئی لے
 لکھیں ہیں یہ تمناے قدسوی میں کھایتیں
 کمان اب وہ کہو بگو میں بھی اس گل آئینے
 جو ملک بھی دست قدرت پائے ہمدیکے لکھ پڑ
 ہم آغوشی میسر گر زمین ہو جاو جزا
 وہ غصہ میں جو کچھ کچھ کھینچ کر ٹھٹھا ہوئے ہے
 دوانہ ہوں ولیکن بلبل نقویرون گویا
 زہر ہے انجن میں اپنی رسوائی کے خطرہ سے
 فغان سنکر جو دے ہے کالیانہ میں بھٹا ہوا
 وہ جب کرتا ہے باتیں مجھ سے میں حیران ہوا ہوں
 مبالغہ گلشن میں جو آئی نزاران کی کیا خبر لائی
 کروں کچھ اس سو میں باتیں تو کیا بھنجا لکھتا ہے
 تماشا ہے کہ میرے حق میں بیٹھے بیٹھے وہ کچھ کہہ

کیا مضطرب اوہر کے اوہر ہم پھرا کئے
 خون کی آتی ہے بواب دان درد و یار سے
 گاہ تکے چار سورہ جلتے ہیں لاچار سے
 تو کئے چتون میں وہ بھگوری پیرا سے
 وہ بھٹانا اسکا ادا نکھیں ملانا پیار سے
 کوئی بھی جانے خواہ آہ اس آزار سے
 پھر کچھ جو کھل گئی تو عجب سوچ میں ہم تھے
 کچھ تم تو لو کہیں میں بھی ایجان ستم تھے
 مت پوچھ شب ہجر میں جو بھیبہلم تھے
 مٹی زندگی جب تک تو ہزار دن جو غم تھے
 کبھی تو یارب ان ہاتھوں سے اس خسار کوئی لے
 زبا پاؤں تے اس دفتر استعار کوئی لے
 ہزار اب عطر فتنہ کا درد و یوار پر سیلے
 تو یوہین خند کے کیا کف دلدار کو سیلے
 تو کیا کیا کچھ گئے سے پھر لگا کر یار کو سیلے
 یہ میرے قتل ہو نیو مری تقدیر بولے ہے
 نہ غل میری زبان پر ہے نہ کچھ زنجیر بولے ہے
 وہ کیا کیا دیکھ میرا رنگ رو تغیر بولے ہے
 یہ میری آہ بے تاثیر کی تاثیر بولے ہے
 کہ گویا خوبصورت منہ سے ایک نقویرون ہے
 کوئی پوچھے تو بلبل آج کیوں دلگیر بولے ہے
 یہ میرے درد کیوں واجب التحذیر بولے ہے
 بنا غصہ کی سی آواز بے تقصیر بولے ہے

پڑا ہے کچھ عجب صورت کی تھی بچہ آنکھیں
 گور و نیکا آرا برابر افلاک سے بانٹھے
 دکھوئے تو ذرا آنکھیں وہ دلیکے بولے ہے
 پر شرط نہ اس دیدہ عنناک سے باز ہے
 گراؤن ترو تو سن چالاک سے باز ہے
 کریم نہ جسکو کوئی فزاک سے باز ہے
 جہ دل میرے طرح سے سو طرح دار و کا ہے
 ایک بار آزار مجھکو لاکھ آزار دن کا ہے
 لیچلو مجھکو وہیں دران ان آزار دن کا ہے
 فرقہ عشاق بھی فرقہ گنہگار دن کا ہے
 وہ محلہ نہیں مشو بیار و کا ہے
 ہونے نہ کر بھی نواب محبت خان کے
 آہیں بھرا کیا ہے گھڑیاں گنا کیا ہے
 آہیں ایسا جھگڑا اکشر مو کیا ہے
 جو کچھ ہے جی میں ہمارے وہی زبان پر ہے
 کھڑا ہے اور کوئی بیتاب زردبان پر ہے
 جو کچھ ہے آج زینیر کب آسمان پر ہے
 رد اکسین بھی یہ بیدار و میمان پر ہے
 دل تو چاہے ہے کہ خبثت سے لپٹ کے سوئے
 اپنی ہٹ تو رکھ چکے نواب تو ہٹ کے سوئے
 شام سے لے تا سحر کیا کیا چٹ کے سوئے
 لوزر منہ سے دوپٹہ کو آٹ کے سوئے
 تو زبان بہر خدا اب یہ لپٹ کے سوئے
 نہ ہوش ٹھکانے ہیں نہ دوسان ہمارے
 خط پہنچے نہ وہاں تک کسی عنوان ہمارے

پڑا ہے کچھ عجب صورت کی تھی بچہ آنکھیں
 گور و نیکا آرا برابر افلاک سے بانٹھے
 دکھوئے تو ذرا آنکھیں وہ دلیکے بولے ہے
 پر شرط نہ اس دیدہ عنناک سے باز ہے
 گراؤن ترو تو سن چالاک سے باز ہے
 کریم نہ جسکو کوئی فزاک سے باز ہے
 جہ دل میرے طرح سے سو طرح دار و کا ہے
 ایک بار آزار مجھکو لاکھ آزار دن کا ہے
 لیچلو مجھکو وہیں دران ان آزار دن کا ہے
 فرقہ عشاق بھی فرقہ گنہگار دن کا ہے
 وہ محلہ نہیں مشو بیار و کا ہے
 ہونے نہ کر بھی نواب محبت خان کے
 آہیں بھرا کیا ہے گھڑیاں گنا کیا ہے
 آہیں ایسا جھگڑا اکشر مو کیا ہے
 جو کچھ ہے جی میں ہمارے وہی زبان پر ہے
 کھڑا ہے اور کوئی بیتاب زردبان پر ہے
 جو کچھ ہے آج زینیر کب آسمان پر ہے
 رد اکسین بھی یہ بیدار و میمان پر ہے
 دل تو چاہے ہے کہ خبثت سے لپٹ کے سوئے
 اپنی ہٹ تو رکھ چکے نواب تو ہٹ کے سوئے
 شام سے لے تا سحر کیا کیا چٹ کے سوئے
 لوزر منہ سے دوپٹہ کو آٹ کے سوئے
 تو زبان بہر خدا اب یہ لپٹ کے سوئے
 نہ ہوش ٹھکانے ہیں نہ دوسان ہمارے
 خط پہنچے نہ وہاں تک کسی عنوان ہمارے

تم وعدہ پہ خوب آئے کہ شب صبح ملک جان
 یار کیا نہ اور جان چلی تن سے تو یار د
 اب چین پرورد غزل کیسے دہ جرات
 قاتل جو زیدار جو تم جان ہمارے
 کچھ لطف محبت نہیں ملبل کی فغان پر
 حسرت ہی رہی دلمین ولیکن نہ ربا وہ
 منظوم جو حال دل گم گشتہ کیا آہ
 دیا عشق کے ہنسنے مکان اجارے لیے
 جو شب کو بزم میں چمکنے کی ہتی غیروں سے
 پوچھو مجھ سے کہ سائے بد نکا تھا کیا حال
 کہیں ہیں وہ دیکھ کے اُس رخ پر داغ چمکے گ
 پشگل گوہر دریا ہو گویں جرات خلق
 جو خواہش اُس کو اکھو نہیں کردن نظر لانی
 دلا جو شمع ہے یہ بات آفت سر پہ لائے کی
 گئے ہو جب تم یہاں سے نہیں شد بدہ ہمیں پکار
 دہی لیل و نہار در ہے زمین اور آسمان وہی
 خوشا حال ادنکا جو خم خانہ ہستی میں کھینچ
 کہ شکل زخم سم آفت رسیدون کی یہ صورت
 یہ جی میں ہے کہ جرات ک غزل اور ایسی کیے پیچھے
 دم آخر نہ پوچھو وضع اُس بدن کے آنے کی
 برا لگتا ہے کیوں آٹھینا میرا میں حیران ہوں
 دل دشتی کو خواہش جو تھا ہے در پہ آنی
 جو در پردہ کو نہیں مہتر مہون تو وہ قاتل

دروازے کی آہٹ پہ رہے کان ہمارے
 کیا قبر میں نکلیں گے اب ارمان ہمارے
 جس سے کہ خندان ہوں ناخوان ہمارے
 سب زخم بدن پر ہیں مسکد ان ہمارے
 اسے گل ترے ہنسنے سے کھلے کان ہمارے
 اک آن بھی گھر آن کے ہمان ہمارے
 گم ہو گئے جرات کئی دیوان ہمارے
 یہ جو کھون سر پہ اٹھائی فقط تھا ہے لیے
 سوچپ کے ہنسنے بھی وہ دیکھ سب تھارے
 ذرہ جو ہاتھوں ہاتھ اُس کے پایہ پیاو لیے
 طلسم دیکھو کہ ہے منہ پہ ماہ تارے لیے
 سخن کے واسطے ہم اور چون ہمارے
 تو کہتے ہیں بنائی تو نے کیوں صورت یو انکی
 کہ اس بزم جاہنیں جاہنیں ہو سر اٹھانے کی
 نہ جینے کی نہ مرنے کی نہ آنی نہ جانے کی
 بر اُس بن ہو گئی کچھ اور ہے صورت زمانے کی
 بزرگ شیشہ سے کیفیت آنسو بہانے کی
 نہ رویکا خزا ہے کچھ نہ لذت مسکرانے کی
 کہ حبیب بات بکلی شورش کے شوخی تباہی کی
 کہ وقت نزع آئنے لگا خوبی بہانے کی
 بھلا ختم کیوں ڈالی تھی ماہل خوش بھانگی
 درانا ہے ولیکن بات کہتا ہے ٹھکانگی
 کہانی کہنے لگتا ہے کسی کے لئے جاہنگی

بیان جا بیٹھے ہوں نہیں لگتا سناں جزا
 کب تک کرے غم دل کو مرے آنکھ کڑے
 کہو اتواٹھائی کیفیت کچھ دل لگانے کی
 لگیا مری چھاتی سو تو اد جان کے ٹکڑے
 آخر دل گم گشتہ کے سب ڈھونڈ لکھ لے
 نوبت جو مرے قتل کی آئی تو وہ بولا
 خوب نہ کروں کیونکہ دل اپنا نہ قصد
 کر تھم حال دل صد چاک تو لکھو
 سو خرابی جو ہم ہمارے دہ تک پہنچے
 خوف آتا ہے یہی ذکر ہے اس قاتل کے
 کہ نہ باتو نہیں سخن تیغ و سپر تک پہنچے
 جو ہر دم سو اسی شاخ و شجر تک پہنچے
 آشیان بیل بکس لکھ چسپ کیوں تیغ
 کیا بیان کیجے جزا کے نہ آنے کا سبب
 کوئی بتایا نہ کیونکر ترے دہ تک پہنچے
 شام سے قصد کر رہا تو حرکت نہ پنے
 ہے یہ حال اسکا کہ بستر پہ چڑھ کر
 یوں وہ آنکھ نہیں کسے جبکہ دنا ہے کوئی
 اس کے خزان کا تصور کیونکہ مابہ ہوں کیا کو
 جس نے ذکر اسکا سنا مجھ سے تو یوں دکر کہا
 اس کے مہیا یہ جو ہوں تو اڑ گیا آنکھوں سے خواہ
 جزا گرہ کی ناک اندھوین ہو یہ نگ
 میں جان بلب ہوں ثنابی سو اسکو لاؤ کوئی
 اودھائے بیٹھا ہوں جس بن میں نہ گئی کوئی
 بغیر اس کے پڑا ہے خراب کشور دل
 فقط میں اس کی کون سادگی کا کیا عالم
 نہیں جو مجھ میں تو جزا کے جاؤ کوئی
 پہلی ایسی گیا ہے سو پتہ وہ گلو مجھے
 اتناک تو بات میں لغزش نہیں آئی مرے
 کہو اتواٹھائی کیفیت کچھ دل لگانے کی
 لگیا مری چھاتی سو تو اد جان کے ٹکڑے
 کو چے کی ترے خاک کو میں چھانے ٹکڑے
 ایسے کو کرے کسی بلا آن کے ٹکڑے
 یہ چاند کے ٹکڑے ہیں ہر جان کے ٹکڑے
 ہو جائیگے جزا کے ترے دیوان کے ٹکڑے
 دہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہنچے
 کہ نہ باتو نہیں سخن تیغ و سپر تک پہنچے
 جو ہر دم سو اسی شاخ و شجر تک پہنچے
 کوئی بتایا نہ کیونکر ترے دہ تک پہنچے
 شام سے قصد کر رہا تو حرکت نہ پنے
 پھوٹ پھوٹ اتنا دہ نام ہوتا ہے کوئی
 بڑھپاں سی دو دنوں آنکھوں میں گڑوا ہو کوئی
 ایسی جا عاشق اے کجخت ہو گیا ہے کوئی
 ہے خیال اب یہ پس یوں سو تا ہے کوئی
 پوچھے سو آنسو کوئی دہن کو دھوا ہو کوئی
 خدا کے واسطے یا رہے جسلاؤ کوئی
 کسی طرح اسے مجھ پاس لا بٹھاؤ کوئی
 ثواب ہو گا یہ جزا اگر سب او کوئی
 لگے نہ لاکھ طرح سے جسے بناؤ کوئی
 مگر جیسے ہو بدیر تو بناؤ کوئی
 کل نہیں پڑتی کسی کوٹ کسی پہلو مجھے
 کیوں کیا چاہے رہو اسقاری تو سب مجھے

زخم ایک شمشیر کا سادل پہ لگھا تاہے آہ
ہینے سوار کہا جن کے بلانے کے لیے
جب قریب کے وہ بیٹھے تھے تو ہم کس شکل
ہدف ناوک مرگان مرے دل کو کر کے
یاد آجاتی ہے جب وہ جنبش ابرو مجھے
سو وہ لب سوچتے ہیں اپنے بٹھانے کیلئے
لوٹنے لگتے ہیں ٹمک ہاتھ لگانے کے لیے
وہ نگرہ ڈھونڈ رہے تھے کچھ اور نہانے کے لیے
اتنی خاطر کہ اب بھی پھر آنے کے لیے
تم بھی آفت ہو کوئی بات بنانے کے لیے
ایک فسانہ پر درد زلزلے کے لیے

ابو ہریرات پر آزدگی آنے لگی
یہ نہ کہ یاد آئی کس کی جو کلیجہ پر مرے
جی کے لگجانے کا کچھ پایا دلاتو نے مزہ
سوزش پر داند ہوتی اس طرح کسے بیان
بقیاری کو لگا کیا جرات اٹھنے بیٹھنے
آنکھ اپنی روتے روتے نہ شب تاحسرت لگی
اپنے سین بھی بھول گئے ہیں ہم اندون
وہ جس طرف سے آن نکلتا تھا گاہ گاہ
تھا وصل جن دونوں میں تو کہتے تھے دین ہم
سو خواہیں بھی اب نظر آتے ہیں وہ عیش
آزردہ پھر پھر آنے کی جرات کے تو نہو

کیا جانے وصل یار میں کس کی نظر لگی
اک تیری یاد دہتی ہے اسے عشوہ گر لگی
رہتی ہے اپنی آنکھ اُدھر سبب تیر لگی
صحبت ہمارے چرخ کو بھی خوش مگر لگی
افسوس ہے ہماری ہی ہسکو نظر لگی
ہوتی برسی ہمارے بت بیدا گر لگی

ہو میں مضطرب سے ہو ہوئے چار سو دیکھتا ہوں درد کے
ناچا اُسکو چھوڑ دین کیونکر جسکو یاد جان کھوکھوکے
ازخو نہیں کچھ اشک میں آنکھوں سے نکالے
قشقہ جو وہ کھینچنے تو کھینچی جائے اُدھر ماہان
ہیوش سا محفل میں مجھے دیکھ وہ کیا کیا
دیکھیں کیا آنکھ کھوکھو اس بن رات دن کاٹنے میں ہو سکے
گو بلائے نہ ہو وہ جرات جاتے ہیں بغیر ہر ہو کے
یہ بحر محبت کے ہسا کرتے ہیں ناسے
اور چھوڑ دے زلفوں کو تو بس ماری ڈالے
ڈرتا ہے کہ ایسا نو کچھ منہ سے نکالے

سوزا نہ کرشمہ سے وہ دامن کو سنبھالے
گرمی سے پڑے پاؤں میں اُسکے کئی چھالے
کستا ہو جو کوئی کہ خدایا تو اٹھالے
ہلک نہ وہ ان بیٹھے پائے تھے کہ اٹھائے گئے
گرچہ سو ڈھب سے ہم آج اُسکے حضور لگائے
رہا وہ اخلاص کو ہر اُسکے وہ سبائے گئے
گرچہ سو بار ہم اُس گھر سے نکلائے گئے

بند آنکھوں پر بھی وہ دیتا ہے دکھلائی بھی
کچھ نہ لائی ہے سر بازار رسوائی بھی
جب سے سمجھا ہے وہ شوخ پانائیاں بھی
جب سے ایک تصویر سی صورت نظر آئی بھی
کن بری آنکھوں سے دیکھتے ہیں سودا بھی

کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے بھی
جون جون میں اوسکو بڑھاؤں گے گھٹاتا ہے بھی
ہلک ہنساتا ہے تو پھر خوب دلاتا ہے بھی

جون مست نے کوئی دم رفتار گر پڑے
ہم جا کے اُسکے پاؤں پہ لاچار گر پڑے
بے اختیار جبہ حزیار گر پڑے
بجلی کسی پہ جیسے کہ کیسا گر پڑے
کیسا رات شک چشم سے دو چار گر پڑے
آواز سننے سی پس پیار گر پڑے

پر مہین محبوبان بے اختیاری لائے ہیں
اُسکے دروازہ پہ جب کوئی سواری لائے ہے

دو چار قدم فرش پہ گل کے جو پھرا گل
اندھ نہی زراکت کہ وہیں آتش گل کی
اُس بزم میں جرات اُس کو جٹ کھینچا
بقیاری کسی ہم اُس بزم میں کیوں ہائے گئے
یا قل مل رہے تھے یاد لی آنکھ بھی آہ
بے اجل ہسکو تو مائے ہے اسی بات کا سوچ
نہ وہاداری سے دریا کا چھوڑا جرات

دی تصور نے کسی کے اندر مینائی بھی
گھر میں کیا بیٹھا ہے ظالم آنا تو بھی دیکھ
دیکے کیا کیا دلغ حسرت جھکوڑا پائے آہ
کچھ نظر آتا نہیں یہ جو حیرانی ہون میں
دیکھو جرات اُسکو تو کستا ہو یہ منہ پھر کچھ

یہ تو میں کیوں کہ کون کچھ نہیں بھاتا ہے بھی
صحبت اب یار میں اور کچھ میں ہے جون شولہ میں
زخم تازہ کی طرح چرخ کن لے جرات

یوں در سے ترے اٹھتے ہی ہم یار گر پڑے
روٹھے یہ اُس نے جب نہ منایا تو آپ ہی
حقا کہ تو وہ جس میں ہے باز حسن میں
یہ حال دل کیا نگہ یار نے اب آہ
نکلا تھا اور کچھ دم زحمت زبان سے پر
جرات کمان جو دیکھتے در پر سے کہ ہم

سچ ہے کب خاطر میں تو الفت ہماری لائی ہے
وہ ہیں بس گھر سے مہین بھی بقیاری لائی ہے

شکل برق اکھ ٹھہرا ہی نہیں وہ شوخ آہ
اپنے بیگانوں کے کچھ عجب کو خبر دیتی نہیں
لیکے رہ جاتا ہے سنہ اپنا صاحب منہ پر کوئی
جبکہ دل ہوتا ہے بے دیکھے تھارے بقرار
وہ تو رکھتا ہے یہ جزا کیا کریں جو ہیں

جو کیا ان مست سے عشق تباہ رہتا ہے
اُسکے آنے کی جو سنتا ہوں تو بس کیا کہوں کہ
بیقرار کیوں کیا دل کی نہ پوچھو یا رو
دیکھ رستے میں اسے پیچھے ہے اکہل یکس دل
گرچہ مدت میں گیا پاس میں اُسکے تو بھی

درد و غم کا نہ رہا نام ترے آنے سے
شکر صد شکر کہ برزیا اے ساقی
سحر حید غل جس سے ہوا اہلقتا
شکر اندہ کہ چلے آتے ہیں ہر دم ہسم کو
غمِ وقت نے تو راہی تھا جزا تو گھر

دیکھ دل جان بھی بیٹے ہی بنے	اب وہ بچہ کے لئے ہی ہے	دیکھ رہے ہیں اسکو ترستے	ایسی آنکھ کو تو سنے ہی بنے
اُسکے آنے کے لئے دل تیار	جس طرح دیکھتے ہی بنے	خیر سان اس خوش ہے	آپنا ہوا ہے ہی بنے
تو وہ آہ جان ہے او کا فر	کہ لگے سے لگایے ہی بنے	رہوں جوا کہیں نہ سنا	اسکو یاں اٹھا دیے ہی بنے
اس گہری ہے بے طرح جزا	اس گہری ہے بے طرح جزا	فلک بے سکاٹھ کیے ہی بنے	

جی حلائے وہ جسے لاگ لگے	غرض اس عاشقی کو آگ لگے	کچھ بہت کرنے تم سہاگ لگے	
تیز رد اسقد ہے تو سب عمر	باتہ جکی کہیں باگ لگے	اس کے اسے بھی بھاگ لگے	
سکے حرات کا وہ ترانہ غم	دوانوں کو کیا اس لگے	لے ترے چاہنے کو آگ لگے	

کل جو بیٹھا پاس میں کیا ترے ہم نام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

ہے وہ جس گھر میں تصور باندھ کر مانتے ہیں ہم
 اپنے منہ سے کس فریسی لیتو ہو تم ہینا نام
 جو کر دے ظلم تم ہم سب سینکے کیا کریں
 پختہ مغران جنوں میں آپکو کتاب ہے تو
 آج جو منہ سے مرے نکلے ہے سو بات نئی
 گھر بلا دلخ کن پر مرے دلخ اور دیے
 دلخ دل چکے ہے جون ماہ شب بھر نہیں
 کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی مٹنا کبھی چپ
 کتنہ مشاق و اور تازہ گرفتار ہے آہ
 کیا کیا وہ خفا مجھے ہوا گھر سے نکل کے
 یان بادہ کشی میں ہو مصروف نہ کر دیر
 اُس شوخ سے پوچھی جو خبر دل کی تو اُنے
 یچھلے اگر کوچہ دلبر سے اٹھا کر
 اب میرے تو آنے کی سنادی نہیں کرتا
 دم ہونٹو نہ بیا رحمت کا ہے تیرے
 آجائے ہے جرات کو بکھرنا تو بہیات
 تری گریبان جو رقیب ہو مجھے لوگ لکے سا گئے
 غم جھرسے ہمیں نور گزینہ میں شام تلے سحر
 نہ کوئی چو دوست نہ جہان شفیق نہ رفیق یان
 یہی جلی جیسے مٹی انگڑا کر جلائی تم سے ہو کھجو
 کون کم نفسی میں اپنی کیا کر جنوں کے ہو جانکا
 رہی تن میں تاج تو ان کمان کو دن میں لٹک لٹکا
 مجھے جرات ابنین کچھ خبر گئے عقل و ہوش خود

صدقے اُس صحن درود و اور وقفہ بام کے
 یجو پھر اکبار میں صدقے گیا اس نام کے
 تم بنے اُس کام کے اور ہم بنے اس کام کے
 ہم تو دیوانے ہیں جرات اس خیال عام کے
 یہ ہوئی ہوش رہا کس سے ملاقات نئی
 سو چو بہر خدا ہے یہ مدامات نئی
 تو نے دکھائی یہ اسے چرخ کمن ات نئی
 آج کل اور دنوں سے ہے کچھ اوقات نئی
 اسلئے سوچے ہے جرات کتنے نئی
 جب میں نے پکا مانسے آواز بدل کے
 دان جام ہے لبر ز مباد اکمین جھلکے
 اک غنچہ دل بھینکیا یا تھ سے مل کے
 سو جا پہ گرے ہے دل بتیاب چل کے
 پر آپ وہ جا بیٹھے ہے گھر سے کمین ٹل کے
 اے مست نے ناز و رادیکھ تو چل کے
 کیا رونے لگے ہے کفن افسوس کو مل کے
 تو سلب رہا تھا جو دل مرا سے اور لگ گئے
 مریا پس بیٹھے جو انکو تو عجب ہی مطن اٹھائے
 کریں کس کو ہم غم دل بیان جو سخن کے تھے تنوائے
 جو گئے تو ایسے کہ وہ ہمیں ہی نہ شکل نی دکھائے
 تو وہ دل صحت نقش بن گئے خاک ہی میں لٹائے
 یہ بگر لکے جیسے تم لے میان مری شکل کسی بنا گئے
 یہ سر پا بر نہ کر گئے کیا پیام سنا گئے

کس کس لو اسے اس نے دلو بھالیا ہے
یہ رنگ رو کا میرے نقشہ اڑا لیا ہے
خوابی انجن میں یہ آزاد لیا ہے
دل دے کے ہنسنے اُسکا کیا جانے کیا لیا ہے
البت سے پاس مٹھکوا اپنے بٹھا لیا ہے
جب سب طرح سے دلو بھالے اوٹھالیا ہے

سب نے یان لوٹن مبارین اور ہم دیکھا کئے
کیا کہیں ہم تھکوا کیا درد و غم دیکھا کئے
بلبل و گل کی جو ہم صحبت ہم دیکھا کئے
سرزاد و شام سے تا صبح ہم دیکھا کئے
دمدم حیرت اُسکے منہ کو ہم دیکھا کئے
سب پیچھے چمن کے فراموش ہو گئے
ہم تو تمام صورت آغوش ہو گئے
ہم ایسے اُسکے دل سے فراموش ہو گئے
بس ہم سحر کے ہوتے ہی خاموش ہو گئے
آمد ہی اُسکی دیکھ کے بیوش ہو گئے

غمر دے روتے تڑپتے سر ٹپکتے رہ گئے
بوسہ کی خواہش میں اُس لب پر ٹپکتے رہ گئے
نوک فرکان سے مرے آنسو ٹپکتے رہ گئے
گرد کے مانند صحرا میں ٹپکتے رہ گئے
اور ہم جرات پلک نی بھینکتے رہ گئے

کسی در پر جو بھٹکوا سکا نوکر دیکھ لیتا ہے
مرے منہ کو وہ کیا کیا غور کر دیکھ لیتا ہے
تو کسا سر سودا ہر نظر تر کر دیکھ لیتا ہے

آنکھیں اڑا کے پہلے پھر منہ چھپا لیا ہے
رنگ حنا جو تیرے ماتھون کا چلا ہے
ظاہر میں گوند بولے وہ شوخ لیک ہے
آزردگی ہے ناحق اور بے سبب جو بخش
غصہ ہوا اٹھ گیا ہے بس وہ بین جیسا کہینے
بیٹھے ہیں اُنکے جرات تباہ پر پار کے ہم

جوش گل چاک شمس سے دمدم دیکھا کئے
جب تنک دیکھا نہ تھکوا تب تک کا ارم جان
خون دل جاری رہا آنکھوں سے تجھ میں نہیں
صبح سے روتے اُسے دیکھا کئے تا شام ہم
کچھ نہ بولا ہم سے روز و صبح بھی آدھ ٹپکتے

ہم کچھ ایسے ہوتے ہی خاموش ہو گئے
مثل ہلال عید ہم آغوشی کو ترے
غیبت سے بھی ہیں نہیں کرا کبھی نہ آیا
لکھو فسانہ سو ذل اپنے کا شمع سان
جرات ہمیشہ کہتے تھے دھینگے ہم سے

تو کیا اور ہم تری صورت کو تکتے رہ گئے
عاشقوں کے دل بلاق یا کے موتی کی طرح
تو نے میرا حال پوچھا اور تیرے خوف سے
کاروان جانا رہا اب اور ہم گم کوہ راہ
جو گیا غائب نظر سے برق کے مانند

چلا جاتا ہوں کتا اُس سے کچھ کچھ ٹھٹھک اُس کے
اُٹھے مغل سکوئی خبر تو بدگمانی سے

بیوکا ہے کوئی تصویر گر اٹھ اسکی آتی ہے
 زبں سمجھی ہوئے ہے خوب وہ حالت مر جرات
 کیونکہ بہلاب اسکی شکل آٹھ پیر نہ کیئے
 خوبی حسن باریان حلوہ نہا ہے چار سو
 مہر سے تو کیجئے بیان کسکا ہی خون مہربان
 جرات زار رشک سے بزم مین دیکھا اپنا جان
 غم نیچے نانو ان رکنا ہے عشق ہی اک نشان آگئے رات کو مین کوئی آیا تھا
 شوق شے کا ہی دوسن آکر درد دکا بیان رکنا ہے جن سلامت رکے اے اپنا جو کوئی مہربان رکنا ہے
 اپنی جرات کو گھڑی تو تک آ بسکی ظالم ان رکنا ہے کتبک ہجر مین مرے دورو یہ بچارہ ہی جان رکنا ہے
 لبلیا مفت دل میرا تو نے ہائے ظالم کیا کیا تو نے ہم بہلا دکر انراے ظالم کہہ چمک کس کی دفا تو نے
 چکے رہے خوش ہو خوش رہے پکڑا خوش بہت کیا تو نے روز گستا تو کی جرات ہم کو سید کیا خفا تو نے
 ہر گھڑی وہ ڈوڈو آنا ہے اسقدر چوڑی سیا تو نے اب جو چاؤ پیگ تیرے کوچے پیر نہ آؤ پیگے ہم متا تو نے
 کن حسرتوں سے دیکھتے ہیں ہم ڈرے ڈرے وہ ابھری ابھری گات وہ بازو ہرے ہرے
 تب ہو باروان ہو کڑا وہ بستی پوش جیسا کہ کھیت مہون لب و دیا ہرے ہرے
 کیا یاد آئے ہے لگے جانا وہ اپنا آہ اور مسکرا کے اُسکا یہ کتنا پرے پرے
 تہا جسے اختلاط سواب دل آئے ہے کرتے ہیں بات بھی تو قیامت ڈرے ڈرے
 جرات بلند مرتبہ عشق ہے بہت ہم پیت پیت سے ابھی ہیں درے درے
 لے کر گ تیرے باعث یہ ناتوان اُسٹے ہے دل داری گلی سے وہ نہ کسان اُسٹے
 تاشا ہے کہ جو ہوتا ہے برہم میرے آسنے سے چلا جاتا ہوں اُسکے پاس مین کس کس رہا پیہ
 ذرا آنکھ مین ملایا کچھ نکل مین ہے ہی بنین چوری کرا لگا کوئی آنکھ مین چورائے سے
 د اُس یر جم کے ہی دلوں داند ہو کہو یارب کیا اُس گھڑین جیسے بند ہو آئے تہا سے
 کبکے گھر مین پڑ جاؤ گیکام اتم نہ کئے تم گئے کیون سیجنا کردہ شادی کے بہانے سے
 غزل اور اس مین مین پڑھو انداز کی جرات بہلا کیا تا نہ ہے شتر لیے نہ کے لاتے سے

محبت ہی گئی جو رہ گئے تم بائے آنے سے
 نگاہ لطف چوری سے تو ہو جا یا کرے گا ہے
 چلو کچھ تو کہو اب نیچے نیچے دیکھ کر منہ سے
 چلو اب صلح کی بھڑے نہ اوپر آنکھ اٹھاؤ گلا
 کیا یہ آپ کے نا آشنا ہونے نے جرات سے
 دو صلو سانس ہی لیتا ہوں میں دشواری سے
 بعد مرنے کے مری خاک بھی اُس کو چے میں
 دیکھتا تو ہی اگر شیخ تو مائل ہوتا
 ہر دم پرہیز سے دشمن جان سیکڑوں ٹان
 دل لگا بیٹھے جو جھاسے میں اک دلبر سے
 بھر میں اُسکے گزرتے ہیں کیا کیا مجھے دھیا
 اپنے کو چے میں وہ عیار سنا کر یہ مجھے
 رات سننے ہیں کہ لوگوں نے اُسے مار لیا
 حیف حدیث کہ تو جا کے ملے غیروں سے
 فلک نے باز رکھا ہے یہ وان کے جانے سے
 پیاسہ کا جو آنا وہ یاد آتا ہے
 نہ دیکو دھستے ہی ملاقات کا نہ شب کو آہ
 نہ درمیان رہے جب رسم نامہ و پیغام
 یہ بیٹھے کہتے ہیں ہم کینچ غم میں اسے جرات
 کہ زلفگان راہ عدم کا نشان ملے
 ہے یہ ہوس کہ رخصت پرواز ایک بار
 یہ ہی نہو سکے تو ہلا عجب اسیر کو
 تھا چین یہ کہ جہ سے کر جا بیگا وہ شوخ

وگرنہ دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے
 دکھائی اور کچھ دیتا جو گر فطرس ملانے سے
 ملائی آنکھ کہ لازم نہیں ہے مجھ دینا سے
 لڑائی سو جھتی ہے تلو گر آنکھیں لڑانے سے
 کہ اتے ہیں نظراب اسکو اپنی ہی بگیا نے سے
 حال یہ کچھ ہر عاشق کی بیماری سے
 رہ گئی ہونے کو یہ باد و فاداری سے
 آج آپا ہتا وہ ایسی ہی طہاری سے
 جرات اس کو چے میں جان تو خبرداری سے
 تو فلک بکرو اٹھانے ہی لگا اُس گھر سے
 گلوں میں جب دور کے آتا ہے کوئی باہر سے
 کل کسی شخص سے کہتا تھا کھل کر گھر سے
 لگ رہا تھا جو کوئی شخص کسی کے دے سے
 اور یہ جرات ہے بہات پڑا یوں تر سے
 کہ اتوں نہیں سکتے کسی بہانے سے
 تو دوڑے جاتے ہیں کہ یاد رنگ دہانے سے
 گئے وہ چوری چھپے کے ہی آنے جانے سے
 تو دلو چین ہو کیا خاک تملانے سے
 کہ موت آتی تو چٹ جاتے دکھ اٹھانے سے
 بانگ جوس نہیں ہے جو یہ کارروان ملے
 معن چین میں جھمکو ہی ایو باغبان ملے
 اکرم قفس میں رخصت آہ و فغان ملے
 میں نے کہا کہ غیر سے پھر تم میان ملے

پر کیا کہوں کہ اپنا سامنہ لیکے رہ گیا
 اسے راہِ دروغِ دینِ تجارت کی لہجہ
 اس آنکھ کے لٹنے سے نہ کہو نہ حذر آئے
 سرِ دماغ کے عیب اُس میں نکالے ہیں یہ خرابان
 وہ ربط وہ اخلاص کہاں اب جو شبِ دروز
 یہ فکر ہے اب تو کہ کسی شکل ہماری
 جراتِ غزلِ اک درد کی بڑھاد کہ جس سے
 اُس پر وہ نشین سے کوئی گس نکسل بر آوے
 گر ہر تماشا وہ لبِ بام پر آوے
 سو نہ آتے ہیں اُس کو چوتھی آنکھ کے ہیں لوگ
 بس سوزِ محبت کہیں جی تن سے ہوا ہو
 جی کہتے ہیں جرات نے دیا یا اسکے درد پر
 کوئی کسی کی باتیں ایسی سنا گیا ہے
 محروم ہیں اگرچہ دیدار سے یہ آنکھیں
 وہ گرمیاں ابھی تو دیکھی ہیں اُس کی
 ہے جبین اڑکے پونچھیں اُس کی کیا کہیں ہم
 پہر اُس پر شعرِ خوانی کہہ اُس کی جیسے جرات
 طبیعت اپنی جواب مبتلا کسی پر ہے
 وہ آج آئینہ دیکھے ہے دیکھو کوئی
 نہ! بے لاشِ گلستان میں تھا ہنرِ پڑھا
 جو خوب کچھ تو کارِ درانِ صبر و ترار
 رطے ہو مصلحتی غیر سے بت پرُ فنی
 جگرِ مریضِ محبت کی لے بہ ہنسائی

آنکھیں ملا کے جو یہ کہا اُس نے ہاں ملے
 حسرت زدوں کا ٹکڑا جو جان کا دردِ دان
 خوابِ بدہ جسے دیکھتے فتنہ کو فدا آوے
 دلِ باتوں میں لینے کا نہ حب کو ہنر آوے
 ہم بارے گھر جا تین ہمارے وہ گھر آوے
 کچھ اُس کو خبر چاہئے کچھ اُس کی خبر آوے
 اندازِ سخن کا ہمیں جلوہ نظر آوے
 جو اب میں بھی آوے تو نہ ٹوٹا تک کر آوے
 نو سازیِ خدائی کا تاں شانِ نظر آوے
 جیسے کوئی مردے کے تین دنِ کرا آوے
 ہر روز کے جلنے کو کہاں سے جگر آوے
 سمجھے یہ دی بات جو افقت میں در آوے
 چٹیک لگا کے دلوں وحشی بت گیا ہے
 پر حسن کا کرشمہ دلیں سا گیا ہے
 پر شکے اچلا ہٹ دل تمل گیا ہے
 کن کن خوابوں سے اب تک رہ گیا ہے
 پناہ مہر تو معنوں سارے ہلا گیا ہے
 نہ دل کے میں ہے نہ اختیارِ جی پر ہے
 عجیب خزانے سے جگہ اُس کی آری پر ہے
 کراہ تپ سحرِ لاج اپنا عاشقی پر ہے
 کسی کے جانے سے کیسا وارادہ ہی پر ہے
 مزاجِ نامِ خدا جب زورِ گری پر ہے
 کہ مکی ہی افین اُس کی بیکسی پر ہے

ادھر کو دیکھو اندر سے ترا جہلوہ
تھام خوبی کو نین کس پہ ہے جرات

زہر جی کو دمان لکھو خواب چشم پر آب میں ہے
بہ کیو کو اکبر اٹھا کے اوپر غضب میں وہ بھی نمی نظریں
قیامت اسکا ہونگ روا درستم ہے تسرہ اچلا ہٹ
کھلا سسے اگر نہ کیا ہو بلغ دربا میں تو یہ دیکھے
تیرو سینے کی بو کا عالم بیان کر نیسے بخودی ہو
کہیں ہے کا قہ کہیں قلم کی کہیں دولت تیرے چہ جرات
آخر اسکی بزم شمع سان اٹھ جائیں گے
چہ تر جانوں میں جب اسکو تہ وہ کہتا ہے ہی
مت خواہو اکدم یاں بیٹھنے سے اسقدر
ہم بھی اس باغ جہان میں شب کی شب جہان میں
جب تعلق عشق کا سودا تیر جرات کو جب

نہ ایسا حور پہ عالم ہے نہ پری پر ہے
مگر یہ ختم نبی پر ہے اور علی پر ہے
غم جدائی سے جان میری عجب طے کھٹے غلاب میں ہے
بڑی ہو جہنم وہ اسکی کا ذکر لاکھ خوشی عجاب میں ہے
یہ پردہ ابر میں ہے کلی کا سکا کھڑا نقاب میں ہے
کس خڑے سے ہر ایک مگر طاغی کا چشم پر آب میں ہے
دلطف یہ پوسے عطر میں ہے زیہ طافٹ گلاب میں
کسی کا حظ اسکو ایسا آیا اسکے مست شد جواب میں
صبح تک جتوہیں ہرگز نہ کہناں اٹھ جائیں گے
پاس سے ہم ترے ان باتوں سے ہاں اٹھ جائینگے
ملک بہتین ہیں دیکھ کر اسے ہر اں اٹھ جائینگے
مثل شبنم جھکو گریہ کہناں اٹھ جائینگے
دوسے سودو زینے سب میان اٹھ جائینگے

جن ایوید اور گرم ہی چلیں گے
کر گیا تو جہاں تین آرائی تو ان میں ہر دم ہی چلیں گے
کسی یہ وقت رخصت شمع نے بات کہو انوسم ہم ہی چلیں گے
اگر دشمن تیر ہیں اس گلی میں تو اچھوت اندر ہم ہی چلیں گے
فصل گل میں گل و بلبل تو کئی بار لے
یون ترے کو پے میں ہم اور دل زار لے
بہتہ سوا آہ کسی سے نہ ملا دل اپنا
آج اسطرح سے جہڑا کہ پھر اس سے جا کر
ایک دن خواب کی صورت نہ کہی دیکھی آہ
یار کا آستان پایا ہے زور دل نہ مکان پایا ہے

دل و جان کہتو ہیں تیر کہ شمع کی رو بہ منہ ہم ہی چلیں گے
نہ تھا جا بواے شمع ہرگز جہنم کو نہ خیر ہم ہی چلیں گے
جو نہ جھلکے ملک عدم کو تو دن اپنے ہم ہم ہی چلیں گے
ہیں اس سے نہیں کہ کام ہرگز نہ ہی خاطر سے ہم ہی چلیں گے
پر کبھی ہمسے نہ تم ان کے اے یار لے
جون دل انگار سے اک تازہ دل انگار لے
گر چہ اپنے تین لاکھوں ہی طرہ مدار لے
کچھ ہی خیرت ہو جو دل کو تو نہ زہنار لے
ایسے جرات ہیں یہ دیدہ بیدار لے
بہل کس طرح نہیں عجب سمجھنے وہ کا رواں پایا ہے

معدن میں تے ہو سو کہتا ہے	جھکو کیا ہے زبان پایا ہو	رنگ آتا ہر جگہ ہو کوئی	ہے اک قدر دان پایا ہے
ہے تو آج تک کوئی شفیق	نہ کوئی مہربان پایا ہے	رو پر ترے ہو کو جرات	یار کیا اس نے جان پایا ہے

غضب طرز ستم میرا ستم ایجاد جانے ہے	کہ جسکو فتنہ اُیام بھی اُستاد جانے ہے
کیا آزاد سب کو اک بھی کو دام میں رکھا	نہیں معلوم خوبی مجھ میں کیا صیا د جانے ہے
نصیبو نے سمجھ بھی ہو گئی کچھ اور اُس بت کی	میں اپنا درد دل کتنا ہوں وہ فریاد جانے ہے
کسی نے تیری خاطر خانہ ویران کر دیا اپنا	بھلا تو بھی اُسے اے خانان آباد جانے ہے
فقط اُسرت کو اور جرات میں شاو نہیں تھے	ہر اک ہل سخن اُنکے تئیں اُسا د جانے ہے

جو کہا میں نے کہ مضطر ہے تاکے کوئی	تو عجب ناز سے مجھ بھلا کے کہا ہے کوئی
یارب اس عشق و محبت کہ کہیں آگ لگے	روز و شب جی کے جلانے کے ہو درجے کوئی
جکے بن دیکھے کسی شکل سے بڑتی نہیں کل	حق تو یہ بات ہے وہ بھی جو عجب شے کوئی
لگ چلا میں جو شب وصل میں تو بہت کے کہا	جھاکنار و زن در سے ہو ہے ہے کوئی
کیفیت ہو جو ہم اور وہ ہوں اک لاکر میں	اور بہانے سے بلا دیو جو اُسے کوئی

کہاں ہے گل میں صفائی ترے بدن کی سی	جبری شہاگ کی تسپر یہ بود وطن کی سی
بدشت غار اب اپنے قدم کی برکت سے	قدم قدم پر بہارین میں سو چہمن کی سی
جناؤں درد و محبت تو کس ادا سے کے	کرو نہ مجھ سے یہ باتیں دیوانہ بن کی سی
ہزار رنگ کے گو کشتان پہ ہوں تارے	چمک کہاں ترے بازو کے نور تن کی سی
وہ ایک تو جو بھجو کا ساتھ ہو جرات	اکو لکڑ بھی قیامت ہو بانگین کی سی

کیا کہوں کیا خبر و نظریں ملا کرے گئے	دل سے موش کو مرے مجھ سے جدا کرے گئے
کیا بگڑ بیٹھے جو تم مجھ سے تو بدنامی گئی	جا بجا لوگ اس کے افسانے بنا کرے گئے
کا جل آنکھو میں دیوانی کا لگا اوتھے کیا	سیکڑوں کو وہ جو نظر و بین لگا کرے گئے
سچے رہنے ساحل پہ ہم مانند موج	اور اختیار اُسکو کشتی میں بٹھا کرے گئے
نو گرفتار و نگو گھر میں جب کہ لیجائے گئے	تو وہ پہلے دور سے جھکو دکھا کرے گئے
دن کو دیکھا جھانکے اُسکو تو بتیابی سے رات	روزین دیوار کا پوسہ ہم آکرے گئے

ہم آسان غم کو کتنے نہیں نہ ٹوٹے
ست پوچھ اٹنگ میرے پوچھی ہے قس
بیٹھے ہے چہ وہ ہے یہ دعا کہ یارب
بترے دل خراشی یعنی جو ہوئے کسہ
جیران ہوین کہ کیونکر تو دلکو توڑتا ہے
پڑھ کر غزل بسح قطع کلام کیجئے

کتنے نہیں دلا ہم سرا جبین نہ ٹوٹے
جہ جان لب کو پھیکا دور اُس نے اتنی خاطر
دیکھ اُسے وہ پہرے یوں کیسے اٹھا اٹھا
لے لیں جو میں بلاین رخس کا کوہ ٹوٹا
ہے بہتہ میں یہ تراکت گزرفش گل پہ دوڑے
عاشق ہے تو توجرات رکھ پاس راغت

لطف بڑا رہیں سیر گلستان کب دے
آکھ جس سے ہو لگی وہ ہی ہوا بس تو پھر
دلکی تاوانی ہے جو پند ہمیں دیتا ہے
جہ سادہ و زجو اُس نرم طرب تک پہنچے
اور بعد منت ذرا دی ہو دان ہمیں تو پھر
جرات اب بند ہے تنخواہ تو کتنی ہیں یم

تا صبح بجلی ہی رہی شام سے بجے
ناصح ہمیں ہمیں دل وحشی کو دون جو پند
تراپا جو ہمیں اسیریا ننگ کہ سیر بارغ
رہ اسید نا تو ان ہوں کہ آخر سمجھ کے کہہ
کوئی اس کا نام پوچھے تو بولون نہ فرم

پرا ختر محبت اسے ہر جبین نہ ٹوٹے
یہ بار مویون کا اسے آستین نہ ٹوٹے
اٹا خانہ جان ہے وہ شہ نشین نہ ٹوٹے
قیمت ہو اور افزون قدر نگین نہ ٹوٹے
جب برگ گل بھی کہتے سے اسے نارین نہ ٹوٹے
سرشتہ سخن کا رشتہ کہیں نہ ٹوٹے

دلیر ہو دوائے ان کی کہیں نہ ٹوٹے
یعنی کہ دم بھی اسکا اپنے قسربن نہ ٹوٹے
انگ اسکی ٹوٹے یارب لیکن نہیں نہ ٹوٹے
کبخت ہاتھ میرے کیوں ہنشین نہ ٹوٹے
تو گل کی ایک پتی اسے نارین نہ ٹوٹے
نازک ہو یہ قیامت رشتہ کہیں نہ ٹوٹے

دیکھئے دیدہ گریان گل خندان کب دے
رنگ آنکھوں میں فضاے چستان کب دے
ورنہ عالم کو بسن طفل دبستان کب دے
پاس تو آنے وہ یا حال پریشان کب دے
آکھ اٹھانے بجے وہ غمرہ خوابان کب دے
کہ خدا دیوے نہ جینک تو سلیمان کب دے

بہتہ بن کئی نہ ایک شب آرام سے بجے
کیا کام ہے کیسے بہلا کام سے بجے
آئی نظر قفس کے درو یام سے بجے
صدا دے بھی چوڑ دیا دام سے بجے
جرات حجاب کون ہے یہ اُس نام سے بجے

ہوا برنجل دیدہ گریان کے آگے
یار اپنے سے یار جو ہوا وصل کسی کو
جاتا تھا کہین جسد پر آیا جو نظر میں
اس طرحے بیتاب کہاں جا ہو ایدل
حسرت کہ ہیں وہ شعر کہ جرات کوئی شاہو

خدا شاہ ہے پس اپنی تو افسر جان نکلے و
خدا حافظ ہے وان ہم بلا کر جانیا لو نکا
گلی قاتل کی ہے او پس گنہگاروں کا مجمع ہے
یہی ہم چلے چلے بھوکا ہیں کتے ہیں جرات
خدا کے واسطے لگ جا گئے سے آنکر جلدی

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے
کرو منع ناصح کو جسے نہ بولے
ہوا چشم مردم سے آرام نہاں
ترے دور میں سوچتے ہیں یہ خوابی
مرے تخت دل دیکھ ایتک روان ہیں
کے گز کوئی اُس سے ملے کہ جرات
تو کہتا ہے وہ اندرہ وطن دان جی

پڑے ہے بنم میں جس شخص پر نگاہ تری
کہا جو میں نے کہ ہو دجلوئی آہ اک برق
سمجھ کے گھر سے نکلیو تو اسے بہت گمراہ
وہ آنکھ کہتے ہی برہم ہوا یہ کچھ نا شیر
گدا جو ہو تو ایسے کے درگاہ جرات
گر کسی ڈہب سے کوئی کجگو ہنسا دیتا ہے

دم مارے نہ رعد اس دل نالائکے آگے
کیوں کہتے ہو اک تشنہ بھرانکے آگے
ہرگز نہ بڑھا وہ مجھے پہچان کے آگے
کچھ بات تو کہہ مجھے ذرا آن کے آگے
سرسبز نہوا ایسے غل خوان کے آگے

کہ جس میں اُس بیت فرکی ہی کچھ لیں نکلے ہے
کہ جس گھر سے اُنسا کر زلیتن ہماں نکلے ہے
بھوکا دین کہے ہو دیکھیں کیا فرمان نکلے ہے
بہسہو کا سا کہی وہ اس طرف جاکن نکلے ہے
مسون دلوکوب تک ہا کا فرمان نکلے ہو

یہ دل کیا مزے دار پیدا ہوا ہے
کہاں کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہے
وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
غضب اک طرف دار پیدا ہوا ہے
یہ دریا میں گلزار پیدا ہوا ہے
تمہارا طلبگار پیدا ہوا ہے

یہی تو خسریدار پیدا ہوا ہے

وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہے اف پناہ تری
تو بول اٹھا وہ جی پر پڑی آہ تری
کہ راہ دیکھتے ہیں کب سے داد خواہ تری
عجب طرح کی تھی اسے نالاء بگاہ تری
کہ کچھ سمجھ کے کرین قدیا دشاہ تری
غم فرقت و ہیں کچھ یاد دلا دیتا ہے

برگ گل جون کوئی دریا میں بہا دیتا ہو
دل بیتاب و بین کجگو جتا دیتا ہے
سنتے سنتے مجھے سو بار رولا دیتا ہے
اک تصور ہے کہ وہ دیہان بٹا دیتا ہے
روئے اس میں تو رونا ہی مرادیتا ہے
نہیں معلوم مجھے کون بتا دیتا ہے
جس جا قدم پڑے ہے اٹھانا محال ہے
اب اس لگی کا دل کی بجھانا محال ہو
اُس مہر و ش سے آنکھ ملانا محال ہے
روٹھا جو وہ تو اُسکا منانا محال ہے
رونا ہے یونہی تو بہل لانا محال ہے

کہتا تھا پھر وہ آپ ہی خوبی برابری کی
تو کیا کہو نہیں خوبی او کی سنگری کی
دل برسے ہتے لے کر کیا خوب لہری کی
ناز و ادا کی چالیں طرزین سنگری کی
سجدہ کریں اُسی میں مسجد جو بری کی
کعبت پھر لگا مجھے نظر و عین بہا بننے
اچھا غرض سلوک کیا ہم سے آپ نے
لگتا ہے کہو کے عقل زمین دان کی ناپنے
جرات لگو ہے تو سن فکر تیا پنے
سویاتین سناٹیں مجھے منہ پہیر کسی نے
دیکھا ہو بھلا یہ کہیں اندھیر کسی نے
اکدم میں دو عالم زبر و زیر کسی نے

لخت دل کی مری یہ اشک ان میں ہو بہا
تصدیقل سے وہ اٹھنے کا کرے ہو جھوٹ
وصل ہوتا ہو کہہو اُس سے تو باتو نہیں و شوع
ہفتیشیں منت ہو جھا گرنہ سنوں بات تری
لذت درد و غم عشق ہے ایسا کہ اگر
گھر سے وہ جا کجاں ہیں ہی و بین ہوں موجود
جاتے ہیں اس کے در سے پہ چانا محال ہو
رونے سے اور راتش الفت بھڑک اُٹھی
کیا تاب ہے جو دیکھے کوئی اُسکو بھر لظ
روٹھے تو ہیں ہم اُس سے ولیکن کیا نہ خوب
جرات بہا وہ اشک کہ جبین اثر ہو کچھ

منہ سے ملا کے اپنے تصویر اک بری کی
کل حال بد چا پنا جا کر اُس سے دکھایا
ملے ہی آنکھ نظرین کستی تہیں اسکی دیکھا
اس فتنہ گر کے دل سے کیا کیا اچھتیاں ہر
از بیکہ دل سے جرات بند رہن جن کے ہم
دکھوں تو یوں وہ کہکے لگے منہ کو ڈا بننے
دل خاک میں ملا تھا رے ملا پنے
داناے وقت جائے ہے جو کوئی یار میں
خالی زمین شعر نظر آئے ہے تو بس
میرے جو اشارہ سے رکھا گیر کسی نے
لو خاک ہوئے بھر بھی اڑا تا ہے وہ ہکو
دپریش ابھی دیکھئے کیا ہو کہ کیا ہے

عصہ نہیں کچھ جانکے جانے میں اب وراہ
جرات یہ غزل سنکے یہ تغیر قوافی
آنے میں لگائی ہے بڑی دیر کسی نے
تکلیف سخن گوئی کی دی پہ کسی نے
وہ پاس موت ہی کیا دور کسی نے
کیا منہ کا ترے چہن لیا نور کسی نے
اچھا یہ سکھایا تھیں دستور کسی نے
دی گھر میں دکھا روشنی طور کسی نے
دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے
کیا دخل جو پایا ہو یہ مقدور کسی نے

پیری سا جو کھڑا دکھا کر چلے	مجھے تم دیوانہ بنا کر چلے	دکھا اپنا جلوہ ہر شکل پر	تم اک لگ لہین لگا کر چلے
جو گزری پس اندر گرتے چلے	تو دامن کو اپنے اٹھا کر چلے	تھا ہر بیانکے ہی شکل پر	چلے ساتھ تو نہ چپا کر چلے
اٹھ پاس سے تم تو دھج چلا	ادھر دیکھو جی یہ کیا کر چلے	ہوئی اور بیان سے جرات کی	اک تر تم کو نہ کھنکھ کر چلے

کیونکر کوئی سلامت اُسکے مکان سے نکلے
عاری تھے قافلے سب فریاد سے ہماری
شب بزم یار میں ہم بیٹھے تو تھے پرامنی
ہوں ناتوان یہاں تک اگر بعد مرگ کوئی
اس نغمہ میں جرات سب کا میاب کر
اک چاند کی جھلک سی جو یہ پٹ کی اوٹ ہو
کیا میرے کہ آپ تو ہنستے ہیں بام پر
جرات ہوں میں کہا کہ جل بیٹھے ہیں ہم
اٹھ کے گھر جاتا ہے وہ تو کس کڑ کا جائز ہے
بیقراری سے کسی صورت سنبھلنا ہی نہیں
تاڑ لی نظر دینیں اوسنے چاہ تو حالت مری
جس طرف کو جائے وہ تو بہ دل بیتاب بھی

جب نخل ہو بریدہ تب گلستان سے نکلے
بتیا بیوں کے مارے ہم کار و اس نکلے
چتون سے تہا یہ ظاہر یہ شخص ٹاٹے نکلے
کھولے کفن نہ ہرگز کچھ درمیان سے نکلے
حسرت بھر پر ارمان اک ہم دہانے نکلے
کیونکر اوہ ہر نہ دیکھوں کہ دل لوٹ پوٹ ہے
اور سلطان عشق کی کوچہ میں لوٹ ہے
تو بھی حجاب عشق کی آپس میں اوٹ ہو
نام میں چانیکاسنا ہوں تو غش آباؤ ہے
دکھو جوں جوں روکنا ہوں اور پھلا جائز ہے
یہ ہونی جیسے کہ کوئی چور پھانے سے
پچھے پچھے اُسکے یتانی سے دھڑکا ہے

دل دے دے دت ہوئی ہر بات ملک لیکن مزاج
 چپے ہوں تو اور ہی درگا لیونچا لیاں
 کیا کہوں کس تند خو سے لگ گیا ہر دل میرا
 اس سے بہتر اُس میں میں ٹھہر غزل جرات ادا
 دین کیا کیا آئے ہر بات اور کیا کیا جاوے
 بزم میں آنکھوں تلے پھر جاوے جب کسی شکل
 چھپنے کو محسوس نہ آزدہ وہ ہوتا نہیں
 کس کے آنے کی خبر آئی جو ایسا پیکار شک
 کیا ہجوم بدگمانی گھیر لیتا ہے مجھے
 بس دل عاشق پر بجلی سی پڑ جاتی ہے آہ
 اشک خونی دیکھ کر ہے پر کر بولا وہ شوخ
 ملاؤں آنکھ ملک اس کے تو سترن ہو جدا ہو کر
 نہیں پھر ترا ہو گھر میں بے تکلف اتنی خاطر وہ
 لب اس سے ملتا ہوں تو بس دین آتا ہو
 جدائی کے کیسی جان ہی پر ابھی سچ ہے
 بہت خوشوقت ہم ہوتے ہیں تو حالت ہوتی ہو
 بچے کیا دیکھتے ہو ہر مول ملک اُسکو تو دیکھو
 لگا جاتا ہے جرات اُس بیت خوار سر سج ہو
 کس سے کہوں میں آہ ہر ائی نصیب کی
 برہم ہوا وہ آتے ہی یارب کہاں کی یہ
 کچھ کا تب ازل نے نہ گردش سوا لکھا
 بے پال و پر ہو تو چھٹا میں یہ چرخ نے
 جرات ہر اس کے جا کے جو پایا نہ اُسکو

اُس بت کافر کا کس کافر سے سمجھا جائے ہے
 میری خاموشی سے شاید بات کچھ نہ باجائے ہے
 فریاد سنا ہوں اُسکو اور نہ روٹھا جاؤ ہو
 دیکھیں پھر نضوں پیدا کیونکر ہونا جائے ہے
 کان میں آواز اُس کی ہی جو ہیں آجاؤ ہے
 آنکھ بھر کر پھر کسو سے کسکو دیکھا جائے ہے
 وقت بخش تو پہلا کیوں مسکرتا جاؤ ہے
 پیش قدمی کے لئے آنکھوں سے دھڑا جائے ہے
 جب یستنا ہوں کہیں گھر وہ تنہا جاؤ ہو
 جب سمنڈاز کو اپنے وہ چمکا جائے ہے
 دن بدن رنگ تبوجرات کا چمکتا جاؤ ہے
 کہاں لاکر پھنسا یا اور ترے دل کا بل بوتے
 مبادا روزن دیوار سے کوئی جہانکتا ہو کر
 جولدنا اُسکو بھی بچاؤ کچھ تو کیا مزا ہو کر
 جئے وہ کیونکہ اُس بن جس سے جکا دل لگا ہو
 کہ جیسے کوئی اپنی زندگانی سے خفا ہو کر
 دل اُسپر کیوں نہ لوٹے جسکی یہ کافرا داپہو کر
 وہی دم عشق کا مار جو ایسا پھلا ہو کر
 دل لگتے ہی فلک نے جدائی نصیب کی
 دن وصل کے دہری ہی تو ائی نصیب کی
 باری جو مجھ غریب کے آئی نصیب کی
 بدتر اسیر یوں سے ربانی نصیب کی
 قسمت کا پھر ہے یہ ربانی نصیب کی

نہ آیا یہ کہہ بود لیں کہ گھر سے تو نکل آئے
 رہے گو مصفیروا شب ہم پرواز کے لایق
 مجھے تو اضطراب دل سے یہ معلوم ہوتا ہو
 اٹھیں شعلے نہ دلسے کیونکہ شتا تو کو در پہ
 رو لایا تھا مجھے اُس شوخ نے جرات ترقی بھی
 آپ کے گھر رہ گئے یہ امنوس ہم کرتے رہے
 کیا اکیلے ترے بن جائے اور سو رہے
 بزم میں بیٹھے ہو کیا رات چلی جاتی ہے
 پائنتی بیٹھ کے تلون کو خوسلاؤں میں
 جا گئے ہیں بس اسی فکر میں ہیں تو دل ات
 تم تو روٹے ہی رہے اور چلی وصل کی رات
 نیندا لکھوں میں یہ ہے کہتے ہیں ہم اور حیرت
 اب کیونکہ ملنے پاؤں میں ناتوان تم سے
 بیٹھ آو صل میں مک لطف اٹھاؤ در مجھے
 مجھ سے پوچھے ہو بڑا کروہ حقیقت میری
 مکمل کی باندھتے سے بات نہ کھل جائے کہیں
 اور بھی وار لگاتے اُسے کیا لگتا ہے
 انگلیاں پاؤں کی اب اپنی وہ دوائے ہے
 تو بھی پھر دھو جو بستر ات سبب حیرانی
 سامنے ہو جو چشم پر حجاب نرگسی
 چشم بدور انکو نسبت چشم آہو سی کیا
 ہے یہ عالم چشم ساتی پر کہ وقت بخوری
 ناز کی کا چشم خوانی کی جہان مذکور ہے

اسی حسرت میں مرتے دم سے آنسو نکل آئے
 ولے باہر نفس سے مار کر بازو نکل آئے
 کہ شاید کوئی دن کو پھاڑ کر پہلو نکل آئے
 بہ بہو کا سا جو دروازے کا فر تو نکل آئے
 سنایا اُس کو قصہ کہیں آنسو نکل آئے
 سب سے تم ڈرتے رہے اور تم دم سے تم رہے
 تو نہو پاس تو کچھ کھائے اور سو رہے
 لوہین اب کہیں سلوایے اور سو رہے
 اتنا منہ سے مجھے فرمایے اور سو رہے
 کیونکہ گھر میں اُسے لے آئے اور سو رہے
 لوگ نہ بخشے مل جائے اور سو رہے
 پاؤں اس کو چے میں پہلایے اور سو رہے
 گرویدہ ہو گیا ہے سارا جہان تم سے
 اے تمہے پاؤں پڑوں ہاتھ لگانے دے مجھے
 کچھ تو لے یخزدی بات بنانے دے مجھے
 حیرت میں پلک تک تو بلانے دے مجھے
 جو کہ زخمیوں پہ نہ مریم ہی لگانے دے مجھے
 کچھ تو اے پاس ادب ہاتھ بڑھانے دے مجھے
 پہلے آئینہ ذرا اسکو دکھاؤ دے مجھے
 سز کا عالم بھی ہے گویا کہ خواب نرگسی
 قہر میں وہ دیدہ خانہ خراب نرگسی
 چشم بینا حق سے چاہے ہو کیا نرگسی
 سنگ سے وان سخت تر ہے آج تاب نرگسی

سو طرح کا سوچ ہے حرات مجھے حیران لیا
 مجھے جب مشتاق تب ملنے کو ترسان لگے
 جب گنگا جی دوڑنے تم پر مر اے اختیاریار
 بار بار انیکا دلمین بندھ گیا جب اپنے وہ بیان
 پاس سے اٹھنے میں جب ہمیر خلق ہونے لگا
 مصلحت جب اپنی یہ ٹھہری کہ مر شے پھین
 ہاتھ اٹھا بیٹھے تمہارے واسطے جب رستے ہم
 ہر چکا شیریں ربانی سے تمہارے جب سیر
 جب تمہارے عشق میں جاتی رہی فحید
 کیا غضب سے میخوری کا جبکہ چسکا پڑ گیا
 حرات اور دل جب ہو چمنوں تب کی تو ہیں آپ
 گل لائے ہزاروں ہی شجر اور غریبی
 یا گہری میں رہتے تھے شب ہم اور وہ
 یا ہوتے تھے برن میں ہی اکدم نہ جدا ہم
 یا تھا جو کوئی برین تو ٹھنڈا تھا کھلجہ
 یا لاگ دلوں کی تھی ہم دمدم افزوں
 چھینے بیخون سے جو کل آپ لڑے پائیگی
 در تلک آنے وہ دلخواہ نہیں دیتا ہے
 بیٹھے آستے گراں ہم میں پہنچے تو وہاں
 اب جو ملنا نہیں قسمت سن تو وہاں جانیکو
 عندلیب چمن اب بلبل تصویر ہے آہ
 صنم پر وہ نہیں نے ہمیں مارا حرات
 یہ بولادہ حرات اکی میں ہم ناگاہ بول اٹھو

دیکھو اس شعور کی چشم پر آب نرگسی
 چمکی لگ جاتی ہے گھوڑاڑے تم جانے لگے
 تب کہیں چپ بچہ کو تم مجھ کو دھڑانے لگے
 تو کہیں تم دمدم گہر سے چلے جانے لگے
 تب ہمارے بیٹھنے سے آپ گھبرانے لگے
 مشورت تب اور کچھ تم دلمین ٹھہرانے لگے
 تب کسی کو پاس لے تم اپنے ٹھکانے لگے
 تب مجھے تم قصہ فرماؤ سنوانے لگے
 تب ہمیں درپردہ کچھ کچھ آپ سمجھانے لگے
 جام دکھلاؤ رستے تب مجھ کو ڈھکانے لگے
 میرے پیچھے یا آئی کیوں یہ دیوانے لگے
 تنگ کچھو گدڑ باد بہاری تو ادھر ہی
 یا دیکھ نہیں سکتے ہیں اب جانب دربی
 یا اب نہیں مل بیٹھے دو چار رہ رہی
 یا دل کی طیش کے ہی سوا سوز جگر ہی
 یا جی کی رکاوٹ ہے ادھر اور ادھر ہی
 پڑ گئے سیکڑوں بس ہمہ گھرے پانی کے
 گھر میں دل چین ہمیں آہ نہیں دیتا ہے
 بیٹھنے نالہ جا لگاہ نہیں دیتا ہے
 استخارہ بھی ہمیں راہ نہیں دیتا ہے
 باخیاں خضت یک آہ نہیں دیتا ہے
 اب کھائی ہی وہ واٹر نہیں دیتا
 مجھے بہانی نہیں گری یہ تم ہی واہ لول اٹھے

خدا جانے یہ ہم کیا بخودی مین آہ بول اٹھے
 گدگدیا منہ سے یہ تصویر ابھی واللہ بول اٹھے
 کٹے حلقہ سے سو بار بسم اللہ بول اٹھے
 یہ کیا بیسے بٹھائے پینے کی جواہ بول اٹھے
 جو واقف ہو کوئی تو جستہ اللہ بول اٹھے
 زلیخا سے کہو اب کسی ہو جاہ بول اٹھے

جیسے پھرتے ہیں بگرد شمع پروانے کئی
 چوڑ بیٹھے جن کی خاطر ہم پر سچا نے کئی
 کیوں نکل آئے ہتیلی مین مرے دانے کئی
 شہر آجڑ کر ہو گئے آیا د ویرانے کئی
 اپنی حالت پر کھ افسوس بیگانے کئی
 اور چہنئے کو پلائے اُسے پیانے کئی
 شعرا ہی تو اور ہی ہیں تجسے پڑ ہوئے کئی
 مر گئے بسترِ بچم کے مار کر شانے کئی
 تھے جو خاکِ کستربہ پائے شمع پروانے کئی
 صبح سے ہم شام تک سنتے ہیں افسانہ کئی
 بھکے غیور کو دے جب لسنے پیمانے کئی
 ہو گئے بس جا بجا رستوں مین میخانے کئی
 مضطرب جوں گنجِ زندان مین ہوں دیوانہ کئی
 مار ڈالے ہیں یونین اس جوشِ سودا کئی
 جس سے کر سکتے تھیں بات ہی مار ڈالے کئی
 آپ ہشیار بنے مجھ کو دیوانا کر کے کئی
 جیسے جی چین نہیں بھنے یہ جانا کر کے کئی

مکدر ہو کے اب جو صاف اُسے یونیا چوڑا
 مصروف نے جو کینیا اُسکا نقشہ تو یہ نکلے ہے
 بوقتِ ذبح اُسکا پانوں نغز ش کھار تو حاشی
 ہوئے آذا دستِ غاموش رہ کر ہم قفل اپنے
 عزیز و کل سے بیکل کر کے وہ بھگو گیا کس جا
 ملا تصویرِ یوسف مٹے کون کتا ہر وہ جہا

اُس پر ہی کے یون بلا گردان ہیں دیوانہ کئی
 روز وہ کرتے ہیں پیدا ہیسے دیوانے کئی
 دلیں گے سوزش نہیں تو رہتے ہی مینہ پاتھ
 جوشِ سودا جبکہ ترے و حینون کے سرخ پاتھ
 ذکر اُس نا آشنا کا سنتے ہی ملنے لگے
 لسنے سے سگی بھکی جو بھگو شیشہ سان
 ایک ہی ٹیکر نزلِ حرات ہوا کو کیوں غموش
 جانِ بلب اس زلف کے قیدی ہیں تو اُگے کئی
 اُسے عہداً مجھ کو دکھلائے قریم صبحِ رات
 قصہ غم اُس کو کون اپنا سنا آیا کہ آہ
 رو کے دل خالی کیا بس مہرِ جونِ یگانہ کئی
 گھر سے مستانے جو بھگے چشمِ کفی کب ترے
 اس طرح اب گھر مین ہیں ہم اور دل و حشرِ رزق
 ہے جو ن عشق اے جراتِ خدا حافظِ رزق
 ہمتو پائید محبت ہیں ہم اس دلبر کے
 لیکے دل کہتے ہو ملنے مین ہر سوانی واہ
 کسی بید رو پہ جو کوئی کہ مرنا ہے اُسے

مضطرب کے دل اس شوخ کا بھی دھڑکے ہو
 خیر اے کے جو گھر میں تو لیں یہ حرات
 بولے منہ نہ کچھ لیس جی میں یہ بات آئی ہو
 سینہ کوئی کے سوا کچھ اور بن آتا نہیں
 گھر ملا کے مجھ کو تم دیتے ہو نا حق کا لیاں
 بادۂ الفت نے کبھی کر دیا ایسا ہمیں
 صدیہ ایام سحران کیا کروں جرات بیان
 کب تک ایام جدائی سے رہوں من مارو
 بیقراری ہمیں جون موج نیکو نکر ہو کہ جب
 ایسی سیج دھج کا جہان میں ہو کوئی گج بھلا
 کیا غضب ہو کہ جو تک جگو نکالے تو وہاں
 صبح اٹھ گھر کو چلے وہ تو مجھے جرات آہ
 جب چلے حسرت بھر کو چہ سے اس لدار کے
 کیا کہا پیغامِ مہر یہ ترے مشاق سے
 دیکھ جرات اُسکو کہتا ہے دل مضطرب ہی یہ
 گروہ ماتھے آئے تو زانو پہ بٹھائے رکھئے
 جگو ڈر ہے کہ کرے حشر نہ برپا یہ کہیں
 بیٹھیں کیا دور کہ چاہے ہو ہی کثرتِ شوق
 جب وہ بیٹے ہو تو کہتے ہیں ہی ناز و غور
 ہووے نخل میں جو وہ تو ہی جی چلے ہو
 بس میں یہ پردہ نشین ان کو گھر جائے تو لیں
 اور بخت اپنے جو پیدا ہوں تو آٹھ بہر
 کچھ لگاوٹ کا سبب از زمین ہر جرات

آگے بیٹھے ہے کبھی پاس جو مجھ مضطر کے
 سنے ہی صبر کیا جہاں پہ پتھر دھڑکے
 یاد جب ہو کو وہ دھڑکے کی ملاقات آئی ہو
 یاد جب ہو کو وہ کچھ بھری ہوئی نکات آئے ہو
 حق تو یہ ہے خوب تم کو ہی مدار آئے ہو
 جس طرف دیکھیں نظر ہو کو خرابات آئے ہو
 رات کے بد ترون اور نئے زلون راکھ آئے ہو
 اس سے لے کاش وہ اگر مجھے گولن مارے
 لہر دریا کی طرح یار کا جو بن مارے
 حق خوبی پہ نہ کیوں لاف وہ تنہا مارے
 آنکھ ہر ایک سے نخل میں وہ پر فن مارے
 جون چراغ سحری جنبش دہن مارے
 روئے کیا کیا ہم گلے لگ لگ درو دیوار کے
 مر گیا بس وہ جو سینے پر دہرے تھمار کے
 ایسے کھڑے پر سے جگو پھینک دو تو وار کے
 لب لب سینہ کو سینہ کو ملائے رکھئے
 زیر پا اس دل مضطرب کو دبائے رکھئے
 آپ کے زانو سے زانو کو بھرائے رکھئے
 منہ بنائے ہوئے تیوری کو چڑھائے رکھئے
 روز و شب بس یونہی صحبت کو جھانکے رکھئے
 کچھ خلوت میں اُسے سب چپائے رکھئے
 کیا ہی لپٹائے گلے ساتھ سلائے رکھئے
 یہ چاہے کہ اسکو بھی گلے رکھئے

ملکہ پر جہا جاتے ہیں جانان نے لگائی
 یاد آیا شب ماہ میں جہدم وہ پہنچو کا
 سرکشہ سودا کے خریدار چلے آئین
 جاتے ہی جو دان کو چہ عبرت میں گھوہم
 شب آنیکا پیغام جو پہنچا کے پھل لوانے
 مجھ پر منتظر وعدہ دیدار کے دل میں
 جرات غزل اک اور ملا تو کہیں سب
 زنجیر شب اس در پہ جو دربان نے لگائی
 جامہ ترے وحشی کو کسی نے جو پہنچایا
 افسوس کہ آج آنے کا تھا وعدہ جانان
 اک آن پلک سے نہیں لگی پلک دیوے
 ہر سو نظر آتی ہیں کٹری نالوں کی چڑیاں
 شور و خفاں ہی پس اپنی زبان کہلتی ہے
 حسیل اپنے نہ پڑھ شعر یہ کہتا ہو وہ شوخ
 شکل تصویر ہیں ہم نپشت بدیوار کھڑے
 اُسکے بس آتے ہی غش سامجے آجاتا ہر
 ہکلام اتنا نہ جرات سے ہو تم رکے کہ کر
 بال سلیمان ترا انگلی سے دل الہا ڈھے
 شرح دورے دیکھ گیا ہی جال میں پھنسا ہر
 رنگ پر چرے کے ہے کیا ہی جوانی چل
 سر سے لیکر پاؤں تک آفت لے تو اوری
 غش میں ہو جاتا ہر جی بھڑکی بوباس پر
 جی جلا کر دلیں ہے حدت تمہارے چاہیے

سادہ کی جڑی دیدہ گریاں نے لگائی
 اک آگ سی دل میں مہ تابان نے لگائی
 دوکان مرے چاک گر بیان نے لگائی
 چسکی سی عجب شہر خوشان نے لگائی
 تاخیر سی اس غیرت خوبان نے لگائی
 کیا پیڑ سی اک حدت و حرمان نے لگائی
 کب ایسی گرہ اور غزلوان نے لگائی
 کیا آہوں کی دہونی دل مالان نے لگائی
 قچی و بہن گردن میں گریبان نے لگائی
 پر بند کٹاری سی بہ باران نے لگائی
 بیتابی یہ عجب کوتری نرکان نے لگائی
 کیا میدان جرات دل مالان نے لگائی
 آنکھ کجست یہ سوتے میں جہان کہلتی ہے
 اس سے ظاہر ہے کہ اک خر نہاں کہلتی ہے
 پر اب اس بام کی کھڑکی وہ کہاں کہلتی ہے
 دکھلے ہیں مری آنکھیں زبان کہلتی ہے
 بات اس بات کو کچھ اور بیان کہلتی ہے
 اور کبھی دیکھ کر بس جی ہی کبیرا جاسے ہے
 نکلیں ہیں کیا کیا ادھین جگہ تو شرکے ہے
 اور بھرے گالونپہ جی بوسے کو کیا لچائے ہے
 ہو قیامت ناز کے گھوڑ کو جب چکائے ہے
 جھٹ کر جرات کے گلے جب کر تو لگجائے ہے
 آسین گور سوائی ہو یا جی سے مارے جاتے

پھر ہی آنا ہے تو یا سنے اک کنارے جائے
ہم سے آنکھوں میں لگے ہونے اشارے جائے
پھر ہین اُسے بلا پہ جا رہے بارے جائے
آپ ہر صحبت کے نقشے کو سنوارے جائے
پیغام اجسل لایا پیغام گر فزاری
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گر فزاری
یاں صبح ندامت ہو اور شام گر فزاری
مر جا بیٹھے اک دم میں ہنگام گر فزاری
پتے ہیں بعد رغبت اک عالم گر فزاری

تاثری محفل میں سب سے سخت رسوائی ہوئی
یہ اسی کجبت کی ہے آگ بھڑکائی ہوئی
چاندنی میں ایک صورت چمکی چمکائی ہوئی
پر وہ نکلا اجنبی تو سخت رسوائی ہوئی
یہ غزل تیر کی یاروں کی کہوائی ہوئی
جس پہ بڑتی ہے ہر اک کی آنکھ لگائی ہوئی
صبر نے بحر کیا رخصت شکیبائی ہوئی
بارے اب تو کچھ بہت انہیں تو نائی ہوئی
اس بچارے کی طبیعت تیر سے آئی ہوئی

خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو میں ہے
کہ چاک چاک میں ہے اور رورور میں ہے
ربودگی کیسی غطر کی بھی بوج میں ہے
جو شش جبت میں نہیں ہے سو لکھنویں ہے
کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

دیکھئے غمِ نرم میں محکوم یہ آنکھوں میں کیا
کیا کسی نے کی یہ سرگوشی کہ بس کیا رہی
بعد مدت دلیں کیا جانے کیا لہر آگئی
گو بہر صورت مہمانِ حیات بگاڑ دیتے وہ
مرنا ہی نظر آیا افسام گر فزاری
کیوں دام میں گہرے صیاد کو گہرے
وان شام لطافت ہے اور صبح حبیب ہے
باقی نہیں کچھ ہم میں ہیں اور ہی عالم میں
مردوشِ عمر کلفت پس ہو گئے ہم حرات
چاہ کی چتون مری آنکھ اوس کی شرمائی ہوئی

اُداس دل کی لگی چشمت گریبان کیوں
شک کہ جو اپنے مقابل ہو گئی ماما آہ
اُنکے دھوکے سے کیا ہنہ لپٹ جائیگا قصد
حسبِ حال شہکار کو اپنے اب حرات کچھ اور
ہے غضب اپنی طبیعت اوس پہ آئی ہوئی
کون رخصت ہو کے یہ ہمے گیا یارب جو آہ
نا تو ان دیکھا جو محکوم تو یہ ہنکر بول اُسے
دوڑ دوڑانے سے حرات کی کومت کیا کرو

بھری جو حسرت و باس اپنی گفتگو میں ہو
بہ حال ہے ترے جتنی کی جیب و دامن کا
سنگھارن کو کہا کس مزے سے چتون میں
تمہارے جلوہ سے رشکِ جہان ہوا یہ دیار
حجابِ چشم کو حرات نے دی بصارت ہو

غم سے میں سنگد لون کے جو کیا دل باری
 میں نظر و نہیں سبک ہوں کہ دم گردہ شوخ
 دست بوسی کا ارادہ تھے مگر بوج کا تھا
 دل بگڑا اب محبت ہے گرا نہاری سے
 دل پہ تاجت در ہے کوہ فراق اور جرات
 اُسکی محرم یہ کہتی ہے بنت ترگس کی
 کیا غضب ہے کہ وہ الفت کو کھنچا ہی نہیں
 ہووے کس منہ سے بیان کہ دم بوس کنار
 اب یہ نقشہ ہے کہ بستر پہ وہ بنو دے پڑا
 خود دیدار اب سکا ہو نہیں جرات ہو ہو
 حیرت ہے کہ کل اُسنے ہی کان میں اپنے
 کیا دلی خبر پوچھے ہے اور شوخ کا نثار
 کیا سیٹھ پر داغ سے نسبت ہے چین کو
 خود شیدائیں صبح قیامت کا دکھایا
 اب جی میں ہے اشعار کہیں اس کی جرات
 یار کو ہر بار نہ کچھ کان میں اپنے
 افسوس کہ وہ جان جہاں پاس تب آیا
 دیکھ اُسکا تبسم نہوں کیوں بے مسلمان
 دل آپے کیوں وصل کے وعدہ پہ لیا تھا
 موقوف ہوا فارسی فکر ہے جرات
 لعل لب پر جو ہیں بس اُسنے جانی مسی
 آئینہ ہاتھ سے اکدم نہیں ہوتا ہے جدا
 جی میں آنا ہے کہ ہونٹوں سے لگا دیجے نہوٹ

تو پس مرگ بھی چاتی ہے اک بل باری
 ہنس کو چھڑے ہو کہ بوس نکرو دل باری
 دست و پا ہو گئے لیکن دم بوس باری
 کشتی پہونچی نہ مری تالاب ساحل باری
 جی میں ہے مارے اب سر پہ کھنسا بل باری
 دیکھے کوئی نہ لگی آنکھیں ہیں یاں کس کی
 مارے ڈالے ہے ہمیں آہ محبت جس کی
 کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہر سسکی
 نہ شے ہر کسی ہمد کی نہ کچھ مونس کی
 جو کہے ہو مجھے بہاتی نہیں صورت اسکی
 وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی وہاں میں اپنے
 سرخی سی لگی دیکھ لے سیکان میں اپنے
 گل اور روش کے ہیں گلستان میں اپنے
 رکھتے تکرار لعل اُسنے گریبان میں اپنے
 ایسی نہ غزل ہو کوئی دیوان میں اپنے
 کیا جانیں کہ ہم بیٹھے ہیں کس ہرماں میں اپنے
 جب کچھ ہی طاقت نہ دل جان میں اپنے
 بجلی سے پڑی خرمن سامان میں اپنے
 رکھنا جو ہیں تھا ہیں رازاں میں اپنے
 شکار گئے جب سے کہ زبان میں اپنے
 شفق ستارے سے بہتر ملائی میں اپنے
 اللہ اللہ اسے کیا آئینہ نہ آئی میں
 کیا دھواں دھار یہ کافر نے لگا میں اپنے

در دندلک سے تھل ہووے صفائی گوہر
 ہم یہ بخت نہ کیوں رشک سے ٹپیں پیاک
 جو سن سودا نے عجب رنگ دکھایا جرات
 قدر ہے قیامت اور غضب گات آپ کی
 وزدیدہ اک نگہ سے ہیں دل سیکڑن خواب
 چوٹے سے اک مکان میں عیان لطف دوجہا
 اب تم تو پاکستیدہ ہو ہم ہاتھ ملے ہیں
 کیا عالم آپ کے ہے میان حرات اندون
 پھرتے ہیں دیکو کو بگڑدے ہوشب کراہتے
 یاد کس گل کی تھی یارب سحر تن سے لگی
 دانی تھ سے کہاں آنکھ ملا سکتی ہے
 رنگ یہ لانی کہ حسرت و پیا جا رہو دل
 غیر ریا سے جو پھینکی تو کھجے بہ مرے
 پہلک گیا تن طیش دل جو حسرتی غیر کی مین
 اپنے سینہ پہ رکھا ہاتھ مین اٹکا تو کھسا
 ہاتھ مل کے موڈ ذوق مین جن باؤں کے
 سوز لب کیوں مسی آلودہ؟ تم نے دکھائے
 تھوڑی تھوڑی ہوئی جاتی تھی وہ کیا اجرات
 نہ تنادل خرام ماز پر ہر آن لوٹے ہے
 گیا سچ پھر کر تو جس کو اسے آبادی عالم
 کرے ہے چاندنی کی سیر چہ وہ بیٹھ کشتی مین
 چھپا رہے گل ترس سے تو جو اپنے کھرے کو
 حفا ہے نہ ہو گروٹ جاؤں ترے قدویر

تو نے پیارے یہ لگائی یہ صفائے شہی
 نہ کرے جب ترے ہونٹوں سے جڑائی شہی
 اسکے ہونٹوں کی جہن یاد جو آئی مستی
 جرات ہے سوہر ہے کیا بات آپ کی
 اور ایک شخص میر نہ کھلی بات آپ کی
 گویا ہے بزم عیش طلسمات آپ کی
 یوں طبع مجھے پھر گئی بہات آپ کی
 عالم سے چٹ گئی جو لگات آپ کی
 سستے یہ کیوں خرابان گرنے کسی کو چاہتے
 آگ ہی دہلیج جو سیر گل و گلشن سے لگی
 وہ تو پردے مین کنارہ کو رد امن سے لگی
 اسکے قدموں نے خوابائے عجب فن سے لگی
 چوٹ چوٹ کس کس وشن میں پھونکی سحر سے لگی
 آگ گھر کو میرے خاندان دشمن سے لگی
 چوڑ کبخت، ہتیلی مرے گلخن سے لگی
 خاک بھی ان کی کیسی آکے نہ دامن سے لگی
 بلبل اب آنکھ جڑانے گل و موسن سے لگی
 شمع شرنانے جو شہب اُس مد وشن سے لگی
 مراد امن ہی قدموں پر ترے ایجان لوٹے ہو
 وہ مضطر کیا درون خانہ ویران لوٹے ہو
 تو کیا کہا موج پر عکس مہ تابان لوٹے ہے
 تری اسبات پر کیا کیا ترا حیران لوٹے ہے
 کرو نہیں کیا کہہ تجھ پر دل مرا ایجان لوٹے ہے

کرے گا کام آخواب وہ پا جامہ تمامی کا
 کہ اشعار تیبائی کے توڑ ایسے کجرات
 تنہا نہ اُسکا شعلہ رخسار گرم ہے
 ملتا ہوں شعلہ سان کھٹ افسوس میں بغیر
 ہم دل جلوں کی خاک ہی بعد از فنا صبا
 کیا زلیبت ہو کہ ایک تو اپنا مزاج حار
 کہ جرات ایک دفعہ زلزلہ کہ سب کہیں
 خود ایک تو وہ شعلہ رخسار گرم ہے
 کس دجلے کے سینہ کو غزال کو دیا
 یعنی کہ مثل تیر شہاب اب ہر ایک تیر
 تیرے مریض کو یہ تب عشق تہی کہ آہ
 جو لان و اس زمین میں جرات ایک لڑکی
 یوں اب بخار غم سے تن زار گرم ہے
 پھبتی سنا جو چاہئے تو آتشِ خونین جا
 یارب لکھ یہ روگ، ہمیں کیا کہ جسم زار
 مجھ دل جلے کی چاتی سے لگے و تشنگ
 جرات خریدید لہجہ پسں امیر آفتاب
 گر حرکت ہی کان دہر کے سنے بات لومری
 حسرت ہے ایفلاک ہوئی ایک مہین صبح
 گالی کسی کو دیکھے وہ کہنا تھا مجھے یہ
 جرات خوش آنے پر تھے کہ عاشقانہ سیر
 بیکس ہوں وہ کہنگی نہ حسرت کہ لومری
 تک لگ گیا گٹے سے جو وہ گل تو اچھے
 کہ اک بجلی سے چلنے میں نہ داماں لٹے ہو
 کہ ٹپٹھ کر ہر خندان اب تیرا دیوانہ لڑو
 بجلی سے بھی فزون نگہ یار گرم ہے
 سرتا قدم جو شوخ طر حد ار گرم ہے
 لگ چلیو تک سمجھ کے خبر دار گرم ہے
 اور تسپہ سوز عشق کا آزار گرم ہے
 لکھنے سے اُسکے دفتر شعرا گرم ہو
 تسپہ بلا ہے زلف دھوان دہار گرم ہو
 جس کا ہویہ شوخ کما ہزار گرم ہے
 پیکان سے لے کے تالہ رخسار گرم ہے
 لوح مزار بعد فنا یار گرم ہے
 شہدِ یزید طبع اچھے برقرار گرم ہو
 جون شمع تا بیرشتہ جان تار گرم ہے
 اے دل غضب یہ فرقہ اشرا گرم ہے
 سو بار دم میں سرد ہے سو بار گرم ہے
 پوچھی ہے کیا گٹے کا مرے ہار گرم ہے
 آتشِ رخون کے صبح کا مازار گرم ہو
 اسوقت آکے دیکھے کوئی گفت لومری
 مافی جبائیں نے بات اصد آرزو مری
 میں کیا کروں کہ تو نے بگاڑی ہو تو مری
 پر درو سن غزال بلیک اور لومری
 رو دی بلی بعد مرگ مجھے آرزو مری
 ہوں بو گل کر رہے ز خود رفتہ بو مری

یارب یہ کسکے گھر دے میں نکلا کہ خلق میں
 جلاد مجھ پہ پاک محبت کا جسم م ہے
 شفقت کا اگر باندھوں ہلا کیا خیال
 دل اب ایسا کہیں آیا ہے کہ جی جانے ہے
 دل کہیں اور اب اوسکا جو گناہ تھے ہمیں
 یوں ہی آپس میں ذرا سے جو ہوئی تھی بخش
 روٹھے اُس شمع سترگ سے تو اُسے ہکو
 اک پر نیا دے یو جو بگڑ جانے نے
 کھوئے جاتے ہیں ہم اب دیکھ کے اُسکو حرکا
 آنکھ اُس شمع ذرا ہر اک سوا اجرات
 جی کل جائے جو بندہ نہ ترامند دیکھے
 بس چلے کچھ بھی جو تجھ ترے عاشق کا تو بس
 ایسے عاشق کے کہاں طالع بیدار جو آہ
 کیا مرا ہے کہ وہ باتیں کر دیا غیار سے بیٹھ
 کچھ نہ کچھ کیجئے کھڑے سے حمایت پیارے
 دیکھے چوری سے جو دیکھے دل شرمندہ اُسے
 ذہل کیا ہے جو ہم اودل اُس پر دیکھ سکین
 ہو غل گلشن میں ہوں ہم نرم جانان تو سی
 تیری آمد سے چلا اے صبح دان وہ چھڑا
 تھے تو دل لے کے جسے کی غموشی اختیار
 اتھان عشق کہتا ہے تو قاتل مسیح تیغ
 عود بلا لپٹا جیسا کر دیا تو نے مجھے
 قتل سے کب تاملان فتنہ گر خالی ہوئے

ہے داستان در بدر کو بکومری
 گردن نیکیہ تن سے جدا ہے و صومری
 حرات خفا ہے شکل سوجا ہومری
 یہ خلق ہنے اٹھایا ہے کہ جی جانے ہے
 ایسا بہتان لگایا ہے کہ جی جانے ہے
 اس قدر اُسکو بڑایا ہے کہ جی جانے ہے
 ان ڈھڑکوں سے منایا ہے کہ جی جانے ہے
 ایسا دیوانہ بنایا ہے کہ جی جانے ہے
 ہنے محبوب وہ پایا ہے کہ جی جانے ہے
 ہکو سے یہ لڑایا ہے کہ جی جانے ہے
 منہ نہ دکھائے تو میرا تو موامند دیکھے
 سامنے اپنے تجھے ہر دن ٹھامند دیکھے
 اُسکا سوتے میں دوپٹہ کو اوٹھامند دیکھے
 اور محبت کوئی کجخت کھڑا منہ دیکھے
 شبنم کر کے کوئی تاکجا منہ دیکھے
 یہ تو کیا منہ ہے کہ منہ اپنا دیکھا منہ دیکھے
 وقت رخصت جو وہ تیور کو پڑا منہ دیکھے
 خار ہو کہ بھی نہ چوڑوں اسکا دامان تو سی
 میری وحشت سے پچھے تیرا گریہ بان تو سی
 جا بساؤں میں ابھی شہر خوشان تو سی
 فوج ہو کر ہی ترے ہو جاؤں قربان تو سی
 میں ہی حرات ہو گردن تو بکج حرات تو سی
 بھر گیا شہر خوشان گھر کے گھر خالی ہوئے

غارت دل سے اٹھایا تھنا کے دستبرد
 سنیہ عشاق اب کے مفت بہر خالی ہوئے
 ابودونون میں نظر آتا نہیں اک قطر خون
 یہ فشار دست غم سے دل جگر خالی ہوئے
 چھٹ گئے صیاد مرگتے جو مرغان اسیر
 لے نفس تیرے اب اسے بیدار خالی ہوئے
 یاد میں ساتی کے جرات ساغر و کی طرح
 گہر ہوئے لبریز گاہے چشم تر خالی ہوئے
 کر خون بہا دیا سب کیوں جوش خون نشانی
 کی دل کی چشم تر نے کیا خوب پاسبانی
 اکدم میں الم دل ہفت آسمان ہلا دے
 فرمایش فغان پر گر وہ زبان ہلا دے
 لوگ سب کہتے ہیں اس بیمار غم کو کیا ہوا
 جانتے ہم بھی نہیں ہیں پر کہ ہمسگو کیا ہوا
 محیط غم میں ہکو آڑو سے یارے ڈوبی
 یہ خواہش زور قیاس بھی کیا بارے ڈوبی
 کچھ داغ جوانی میں نہیں عشق کا چمکا
 طلحہ میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا
 ہے شوق کا مار زلف کالا کافر
 حلقہ مارے ہے تپہ بالا کافر
 اس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی ہم نے کہا
 جادو برحق ہے کرنے والا کافر
 حامل نہ دون کے آہ کچھ کام ہوئے
 موقوف وہ دوستی کے پیغام ہوئے
 اے شہر و حسن و عشق تیرا ہو برا
 ہم دونوں کے نام مفت بدنام ہوئے
 دل سے جبکہ عشق کا انکار کر سکتے نہیں
 پر وہ پوچھے ہے تو ہم اقرار کر سکتے نہیں
 مری اوقات کی کچھ ادھی تھنابل س بن ہیں
 نہ وہ چرچا نہ وہ باتیں نہ وہ راتیں نہ وہ ہیں
 جو عید سے ہی ہکو بیلے لگتے ہیں
 عید کو بھی وہ کہاں آکے گلے لگتی ہیں
 کئی دن بعد جاتے پر دز اس کو کالفت ہو
 غضب ہوا اسکا یہ کہنا کہ کتنے بے مروت ہو
 شب بھران نہیں بلا ہے یہ
 صبح ہوتی نہیں ہے کیا ہے یہ
 اسکی بے رحمی پہ آتسو جو مری بہتے تھے
 لوگ کہتے تھے کہ کیوں ہم نہ بچے کہتے تھے
 کیوں فلک یہ بھی نہ تو دیکھ سکا ہے ظالم
 گو نہ ملتے تھے پر اک شہر میں تو رہتے تھے
 شب فرقت کی حقیقت کو ہی کیا جانے ہے
 جس خرابی سے کٹی رات خدا جانے ہے
 کسی شوق کا یہ خط ہے جسکیوں چپا تھا ہے
 کہ جوں جوں اسکو تو کوں روہ لپٹا ہی جاتا ہو
 حذر سے افزون چشم غم کی خون نشانی ہو چکی
 گر یہی روزا ہے تو میں زندگانی ہو چکی

تو نے جو خبر لی نہ مرے حالِ دیوان کی
 کیا بات کسو نے یہ ترے کان میں پہونکی
 اس شعلہ خوکے منہ کی کچھ بات پسندی
 پیٹا مرنے آ کر اک آگ کا لگا دی
 یاد آتا ہے تو کیا پھرتا ہوں گہرا یا ہوا
 چینی رنگ اور بدن آسکا وہ گلاب سا
 بات ہی اول تو وہ کرتا نہیں مجھے کہی
 او جو بولے ہے کچھ منہ سے تو شہر پایا ہوا
 بے سبب جو مجھے، وہ شعلہ خوکے گرم جنگ
 میں تو حیران ہوں کہ یکسکائی بھڑکایا ہوا
 نوکِ نرگان پر بدل پڑ مردہ دیونِ نرنگوں
 شاخ سے جھکے ہے جن پولِ حویا ہوا
 حکمِ پارلیس اب حرات کو بھی ہو جاو و جی
 یہ بچار اکب سے دروازی پہ ہے کیا ہوا
 دیکھا جیکل اسنے میرے جی کا کوئی
 اور کینچ کے آہ سرور ہر دم رونا
 منہ پیر کے مسکاکے چپکے سے کہا
 آسان نہیں کسی پہ عاشق ہونا
 ہلکونہ کوئی سنائے اوسکا جانا
 ہے اپنی تو موت لے اوسکا جانا
 آمد ہی پر جس کے جی چلا جاتا تھا
 اب دیکھئے کیا دکھائے اوسکا جانا
 جونِ برق ہے تو جگر جلا نیوالا
 روتوں کو ہے اور بھی رولا نیوالا
 رہ جا رہ جا برس نہ لے ایرسیاہ
 رہ جائے گا ورنہ کوئی آنے والا
 خاصہ سے پیام کچھ سنایا نگیا
 یا خوف سے اوسکے پاس جایا نگیا
 اک بات بنا کے یوں ہی جھکوتا صبح
 بے چین کما نہ کوئی آیا نہ گیا
 سمجھے نہ امیر انکو کوئی نہ وزیر
 انگریزوں کے ہاتھ اک قفس میں پڑیں میر
 جو کچھ وہ پڑ پڑتین سو یہ منہ سے بولیں
 بنگالے کی مینا ہیں یہ پورب کے امیر
 افسوس کیا ہلاک الفت نے ہیں
 کہو یا دنیا سے اس محبت نے ہمیں
 بدنامِ اجل کو کیا کریں ہم حرات
 مارا ہے تعلقِ طبیعت نے ہمیں
 رفتار میں یہ کسی کی انداز کہاں
 باتوں میں کیسی الٹی آواز کہاں
 خوبی ہے متین پہ ختمِ جھوٹی کی
 یہ عشوہ کہاں کسی میں یہ ناز کہاں
 ہم دردِ فراق سے جو گہرا تے ہیں
 گہرے روتے ہیں گاہ سر کو ٹکراتے ہیں
 دمِ پابر کا ب ہے ہمارا پیارے
 آنا ہے تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہیں

۱
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 انتخابِ یوان غصنفرشاگرد رشید حیرات

نزع بن ہی کچھ نہ آنے کا اٹا کر گیا
 داغ دل اس حسن سے چمکا کہ جس کی رات
 حال دل کہنے کی ہی طاقت نہیں اب بچو
 ایک مجھے ہوئے ناخوش اٹھ گیا تھل سے وہ
 کیا کہوں کیا جی پہ گزری پھر رخصت جب شیخ
 جان بلب عاشق کو تنہا چھوڑ کر ظالم گیا
 تھی معتدراُسکی آمد شد کبھی گھوٹیں ترے
 رات تک پر دے میں تھا اپنا اور اُسکا ارتباب
 جی سے جو ایسوں گزرا ہے اسی اُسید پر
 نام سے جس مریدو اُسے کہتے ہیں اب تک
 تھی زبان بیار کی تیرے جو وقت نزع بند
 کچھ غصنفرش کی نہانی بات اُس بیدار نے
 دل لیکے ذات تم بھی رکھو دھیان کیسی کا
 آغاز محبت ہی میں دنیا سے اُسٹھے ہم
 حیرت کہ اس ڈھب میں رہے سیکڑوں ہشیار
 لطف اُسکا نہ کچھ دھجھو کہ قائل ہوئے پُر رات
 اس خانہ نشینی کے عرصہ میں چرخ سیمکار
 جی تن سے ہزاروں کے تری کوچے میں نکلے
 ہم گھر میں جو اک دم کے ہیں ہمارے غصنفرش
 ممکن ہی نہیں وصال اس کا

صاف وہ بیدار آخبر کو کنار کر گیا
 دُور سے آکر زیارت ہر ستار کر گیا
 کیا کہیں کیا حال وہ ظالم ہمارا کر گیا
 اور جو تھے کچھ نہ کچھ سب سے ہمارا کر گیا
 جاتے جاتے اک گھوڑے کو دوبار کر گیا
 اپنے پیچھے سے کا وہ کچھ بھی نہ چار کر گیا
 یہ جو حسرت سے ترے در کا نظار کر گیا
 آج دن کو اُس کے سب میں آستکار کر گیا
 قبر پر اُسکی نہ تو گاہ ہے گزار کر گیا
 سچ تو یہ ہے نام وہ سب میں ہمارا کر گیا
 تو دم و دن کچھ آنکھوں میں اشار کر گیا
 منتیں کیا کیا نہ آکر وہ پتھر ہر گریہ
 جاو گیا نہیں ہفت میں جی جان کیسی کا
 صد شکر اٹھایا نہ کچھ احسان کیسی کا
 لیکن ہوا وہ بیت نادان کیسی کا
 کیا قہر تھا ہوتا وہ پشیمان کیسی کا
 لے کاش کہ کرتا جیہن در بان کیسی کا
 پر دل سے نہ نکلا کوئی ارمان کیسی کا
 شاید کہ ہوا آج وہ ہمارا کیسی کا
 میں چھوڑ دلا حیا لاس کیسی کا

کیا تھر ہے جس سے لگ گیا دل
 جیسی نے دیا جواب تو کیا
 جس عشق کی ابتدا غضب ہے
 کس حال میں ہے ترا غنفر

قبر پر تم گہو بے گاہ گزارا کرنا
 چل گیا آج وہ بھٹی جس سے رکاوٹ شکو
 دم رخصت وہ جو کچھ گزری سو گزری لیکن
 شب تنہائی میں روؤ گے چون دل کے حضور
 یاد کر لیجو اس اپنے بلا گردان کو
 دیکھنے کو ترے بیار کے لوگ آئے ہین
 اس پر سی سے جو کما بزم میں آنکھ ملا
 تو کسی اور سے ہو کر وہ محنا طبع لا
 جاتے جاتے یثلی کو مری مر کے کسا
 بتر غم پر پڑے منہ کو پیسے چپکے
 کل لکے کتنے غنفر مجھے بدنام نہ کر

بعد مرنے کے تو کہنا یہ ہمارا کرنا
 اب کھلے بندوں ہر اک جا پہ سدھارا کرنا
 تھر تھا مرنے لگا اس کا دوا کرنا
 شام سے صبح تک ذکر بہتارا کرنا
 سر سے اپنے کبھی صدقہ جو اتارا کرنا
 ایسے ہیں آگے ذرا تو بھی نظر اکرنا
 کو نظر میں ہے یہ ایسا ادا کرنا
 ایسے دیوانے سے لازم ہے کنا کرنا
 یوں شب بھر میں اوقات گزارا کرنا
 کر کے بند آنکھوں کو بس دہیان ہارا کرنا
 چھوڑ دے نام مرا لیکے چکا راکرنا

شکو اگر وہ آہ کیا کیا
 بگڑی جو نہی رات اسکی چوں
 ہے اپنی غرض اسے مقدم
 سو باتیں لپیٹ میں وہ بولا
 کل ان سے کسی نے اتفاقاً
 تو بولے وہ کس ادا سے سُکر
 پڑا اور غزل وہ اسے غنفر

کوئی نہیں آشنا کیا
 کچھ حال عجب بنا کیا
 گوشت ہو مدعا کیا
 قاصد نے جو حظ دیا کیا
 مذکور جو نہی کیا کیا
 غم کھائے مری بلا کیا
 ہر جس میں کہاجرا کیا
 کچھ پرشش تھا بجا کیا

ذکر جو رات بھٹا کیا

جی تن سے جدا ہو تو ہووے
افزون ہوئی اور بیکراہی
وان ہووے گذرتا تو پیغام
صدے سے فراق کے تھارے
ابھی نہیں آہ اس قدر مہٹ
محتاج کی کو اے غصنف

پریار نہ ہو جدا کی کا
غرم آنے کا جو سنا کی کا
یہ کہی تو اے صبا کی کا
ہے حال بہت بُرا کی کا
مانا ہی کرو کہا کی کا
ہرگز نہ کرے خدا کی کا

شب کو تم پاس مناسب نہیں رہنا میرا
رات تکرار سخن پر وہ عجب ناز کے ساتھ
کچھ سمجھ کر وہ ہوا دل میں قیامت نادم
شب خفا ہو کے مری دست درازی سے کہا
جس سے کی دوستی وہ دشمن جانی نکلا
تادم زبیت نہ اس شوخ کا در چھوڑ دھکا
زار غفرت دیئے جاتے ہو تو اچھا جاؤ
جب تک اُسکے بھی دو چار نہ آسویں
در پہ وحشت مری دیکھ اُسے کہا ہو کے جنگ
یون تو چھوڑو نگاہ میں آہ و فغان اے ناصح
دیکھو کا بھے اُسکے تو غصنف وہ گیا
بنگیا یا رکے جاتے ہی یہ گھر کا نقشا
بستر غم پہ گزر جائے ہے مرنے کا خیال
جون چلا جائے کوئی آتش سوزان کے قریب
کیسے گھر سے کہ گھر جانے کو سنا رہوئے
فوج غم نے مرے دل کا کیا آتے ہی یہ رنگ
دیکھو کہ تیرے میں منہ بولے وہ میا خستہ یون

دن کو بہتر ہے اگر مان لو کہنا میرا
مجھے کہتا تھا بہتین مان لو کہنا میرا
راہیگان تو نہ گیا نطلم کا سہنا میرا
تو ہی اب گوندھ بھی توڑا ہے جو گستا میرا
لے غصنف ہے عجب وضع کا لہنا میرا
آخر اک روز میں اپنا اُسے کر چھوڑ دھکا
میں کیجے سے لگا کر اُسے دھر چھوڑ دھکا
آہ زمانہ میں اُسے دیدہ تر چھوڑ دھکا
اُسکے ہاتھوں میں اک روز یہ گھر چھوڑ دھکا
کر کے عالم کے تین زیر و زبر چھوڑ دھکا
کیا میں نادان ہوں جو یوں بار در چھوڑ دھکا
کنظر آگیا گھر بیٹھے سفر کا نقشا
باد آتے جب اُس راہ گزر کا نقشا
ہے یہ اب دلی حرارت سے جگر کا نقشا
دیکھا بیڈل جو اس دیدہ تر کا نقشا
جو ہومت میں کسی را گہڑہ کا نقشا
اُسے خوش کیوں نہ کہ عجب لاکھو تھر کا نقشا

آہ و نالے کا مرتع تو ہے الٹا بالکل
 ظالم اگر ہی آئی ہے اب اپنی کجواہ
 ضعف سے بیٹھو ہین لاچار خستہ حیران
 بیٹھے ہین عید کو سب یار نفل میں لیکر
 کشتہ باز فقط اس پر ہین نازان جی میں
 سو خرابی سے اٹھا کر ترے مہیا کو آہ
 روئے ہم اسکی تنہا ہے ہم آغوشی میں
 بگمائی سے ہین بیٹھے اٹھتے ہے یہ سوچ
 نے الفت کی ترنگ آئی تو آیا دوڑا
 کو بکو خانہ نشینی کا ہوا سکی چرچا
 شب تنہائی میں سو رہتے ہین مشتاق تڑپ
 سکے ہم جو چین اسکو خستہ آئے
 جاہنن سکے کہیں اُس سے کنار ا کھینچکر
 یوں مصور سے کہا تصویر یوسف اُسے دیکھ
 اُس سے اب کیا پاؤں پھیلاتی ہو جو بیٹھا ہے آہ
 دل نے افشا کر دیا راز نہان یہ کیا کیا
 کھینچتا پھرتا تھا آہن گرچہ گرد اُس گھوڑا
 دل کی حسرت بھی نکالو لو کہ سنے لموار کی
 زور سی بیتابی دل میں تو قائل ہوں ترا
 جنس دل دان یوں گزرا کہ اُسے ہم حسرت زد
 کوئے قائل میں نصا ہی اپنی لکھی تھی مگر
 آج تو تم سب لا دعویٰ کہ روز حشر کو
 دیکھے ہے کن حسرتوں سے تھکے تری دبان کا

پروکھائی نہ آیا کوئی اثر کا نقشا
 نظر آتا نہیں تصویر سحر کا نقشا
 ہے تصور میں جو اس راہگزر کا نقشا
 بیٹھے ہم کیا دل مہیا نفل میں لیکر
 کہ نکلتا ہے وہ تلوار نفل میں لیکر
 سرنگون بیٹھے ہین غوار نفل میں لیکر
 دل مایوس کو ناچار نفل میں لیکر
 بیٹھے ہو گئے اُسے اغیار نفل میں لیکر
 شیشہ لے کر وہ تلوار نفل میں لیکر
 بیٹھے جو پھیلا طر حدار نفل میں لیکر
 یہ تصور سمجھ کر ہر بار نفل میں لیکر
 دل پُر داغ سے گلزار نفل میں لیکر
 کاش خیر مارے اک دلپر وہ پیارا کھینچکر
 خوب تم لائے ہو یہ نقشہ ہمارا کھینچکر
 ہاتھ اپنی زندگانی سے بچا رہا کھینچکر
 بخود میں آو سرداک آسٹہ کارا کھینچکر
 سنگدل نے ایک پتھر بھی نہ مارا کھینچکر
 دسدم کرتے ہو مجھ پر کیا اشار کھینچکر
 کیسے آئی اُسے گھر سے دوبار کھینچکر
 جیسے آوے کوئی سوداگر خارا کھینچکر
 لائی ہے قسمت جو بیان ہو کو قصدا کھینچکر
 ہونہ فریادی کوئی دامن ہمارا کھینچکر
 اپنے بچپن میں دلت اک بچا رہا کھینچکر

ہے غنغفر اتویہ عالم کہ چین آئی ہے
 جہاں کسی نے در سے جو گردن ٹکا لکر
 بیٹھ رہے سارے عالم کو کنار کھینچ کر
 ششدر سارہ گویا میں کلیجہ سنبھال کر
 اس بات کا تو اور کسی سے سوال کر
 دلیں شب وصال کا ہر دم خیال کر
 ہر رات ہاتھ باری کی گردن میں ڈال کر
 تھمتے میں درج اپنے بچھ سب حال کر
 چیرٹا ہے اُسے کیا کیا دہ سجھ کر عاشق
 سب یہ کہتے ہیں کہ میں ہے یہ فخر عاشق
 چین سے گھر میں نہ بیٹھ رہ نہ باہر عاشق
 کیوں عجب جان پہ کھیلے ہے تو ہو کر عاشق
 مر گیا چپکے سے اک مار کے خنجر عاشق
 کوئی پیدا تو کر دیکھ کر برابر عاشق
 اڑیاں دگر دین ہیں یاں تھے ہتر عاشق
 اتک بھلا میں غنغفر جیسے سنکر عاشق
 آپ اپنے پہ ہوا کیا وہ ستر عاشق
 یعنی سب جانیں کہیں ہے یہ ستر عاشق
 تھا تھارا نہ کوئی کسیرے برابر عاشق
 گئے گئے تھا ہے شب جو میں اختر عاشق
 مثل سیاب رہے کیونکہ نہ مضطر عاشق
 ہے کسی رنک پر ہی پر یہ غنغفر عاشق
 جاتے ہیں وہاں سے گر کہیں ہم
 صد حیف کہ کچھ مہکسی میں
 خاموشی کی مسر ہے وہاں پر
 ہر چہرے پھر آتے ہیں وہاں ہم
 کوئی نہیں اور، ہیں چین ہم
 ہیں حلقہ غم میں جو نگین ہم

کیا کیا کھینچیں ہیں آپ کو دور
دیکھ آئینہ ہنسے پوچھے تے یوں
آیائے وہ شوخ اور گئے آہ
تکتے رہے جانبِ دے دے دے
منت میں تو جبر ہے غم

کیا کہیں دردِ محبت کسی غمِ آرزو سے ہم
اُسکے ہمارے جو ملتا ہیں رہنے کو نکالی
مرضِ عشق لے بسے کئی مارے ہدم
آئینہ دیکھ کے کہتا ہے وہ مغزور یہ بات
باتِ طلب کی وہ فی الفور سمجھ جاتا ہے
انکے عاشق کو جو سولی لگے دینے تو کہا
قصہ جانے کا کیا بار نے جب بزم سے آہ
کر کے آئے کا جو وعدہ نہ آیا شب کو
وعدہ وصل نئے سرے وہ دیکھ کر بولا
جی میں ہے اور غزل سنے لے غمِ غم
کتنے ہیں بہر تلی یہ دلِ زار سے ہم
کس پری کے یہ بھیڑتے ہیں اب آئے ہیں کہ
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے اب اپنا آزار
مرنے دم ہی نظر آئی نہ وہ صورت ہے ہر
بوسہ مانگوں تو سمجھ کر مجھے سودائی سا
بیٹھا تھا وہ کہی جس سے لگا کر کہیہ
صبح اس کو چہ میں اک بار پڑا تھا باکی
سے پلانے پہ مصر ہونے کا موجب جو کہی

ملک بیٹھیں جو یار کے قرین ہم
ہر کبیر کہیے ہیں حسین ہم
صورت ہی بھرے تے زین ہم
مرطوب کے وقت داپسین ہم
اب وہ ہے تو آپ میں منین ہم

سبھی کہتے ہیں کہ مرنے ہیں اس آزار سے ہم
کبھی آواز تو سننے پس دیوار سے ہم
آہ جانے نہیں ہونے کے اس آزار سے ہم
واقعی خوب ہیں ہر ایک طرف آزار سے ہم
گو کہ پردے میں کہیں اُس بت بھیا سے ہم
ٹھہر ونگ پوچھ لین کچھ اپنے گنگا سے ہم
نک کے ہر ایک کا منہ رہ گئے ناچار سے ہم
صبح بد عہدی کے شکاری ہوئے اُس یار سے ہم
ابکے بھرنے کے نہیں اپنے اس اقرار سے ہم
بکہ غمِ غم ہونے ہیں ترے اشعار سے ہم
لے ملاوتے ہیں اب بھگوان سے یار سے ہم
چلتے ہیں جھکے ہوئے سایہ دیوار سے ہم
ہیں تو چنگے بھلے پر لگتے ہیں بزار سے ہم
یونہی محسوس چلے یار کے دیدار سے ہم
شہسب کے گزرتے ہیں رنگا دیوینکے بازار سے ہم
سر کو ٹکراتے ہیں ہر دن اُسی دیوار سے ہم
دیکھ ایک آنکھ لگائے رہے اُس یار سے ہم
پوچھتے لگتے ہیں اُس کیفی سرشار سے ہم

یہ کہتا ہے غرض اور تو کیا ہے ہم کو
 ہجر کی رات بلا سی نظر آتی ہے اک آہ
 صبح محشر سے درے اُنکی ہنودے گی مگر
 ہجر کا اپنے غصہ نظر آوے تب روپ
 پہلے دم کا ہر وسا نہیں ہیشیا رہو تم
 مگر حضرت دل یار کی ترسندی ہے منظور
 ظاہر ہے دعا جینے کی مانگے ہیں غنوار
 اس شوخ کے کوچے میں یہ پھرتی ہے منادی
 کچھ تو مرے غنواروں کو اس رات ہی کھٹکا
 میں نے جو کہا گریہ کنان کو چے میں ہوں ہم
 تو بولے وہ کیا ناز سے پردا ہین کیا ہے
 ہر چند عیادت کو نہ وہ آئے رخصت
 بے توخ ہوئے اذلیک ہر اک بات سے ہم
 جام خالی ہین دو غیر کو لیریز مشراب
 جو جو مذکور کیا کرتے ہین صاحب گھسین
 وہ ملاقات گلی کوچے کی بھی اتو چھٹی
 دل و جان صبر و توان عقل و روان دین یا
 چو پند اسین کرین آپ سو ہے آپ کی نذر
 اتو یوں بیٹھے ہین خاموش خضفہ گوا
 نقدین ہو اُس سے دو بدو ہم
 شب ہجران میں بیتابی کے مارے
 گیا آپ وہ گر بیان ہی کہ جس کے
 کبھی دیکھی جو کل نقویر محبتوں

پر بجد ہوتے ہین اب ایسی ہی تکرار سے ہم
 دمسدم دیکھتے ہین چسپخ کو لاچار سے ہم
 پہلے ہی سمجھتے تھے اس رات کے آثار سے ہم
 پابین فرصت جو زمانے کی ٹٹکا نکار سے ہم
 اے بخیر ان اس سے خبردار ہو تم
 جب کہ جبوزیت سے بیزار ہو تم
 یسین کہ اذیت میں گرفتار ہو تم
 لے بیگنہاں مرنے کو تیار ہو تم
 آپسین جو کہتے ہین کہ سیدار ہو تم
 اور چین سے سو بام بے یون یاد ہو تم
 پزار سے روتے پس و یوار ہو تم
 لیکن اسی امید میں بیار ہو تم
 دست ہر وار ہین اب سبکی ملاقات سے ہم
 کیفیت پابین سو گیا ایسی مدارات سے ہم
 جان لیتے ہین وہ سب دلی کرامات سے ہم
 کیونکہ بیزار ہنوں موسم برسات سے ہم
 تھے منکر ہین ہونے کے کسی بات سے ہم
 تا بقدرت چو کین کے ملاقات سے ہم
 آتھے ہی نہیں حرف و حکایات سے ہم
 کیا کرتے ہین ہمدون گفتگو ہم
 تر مپتے لوٹے ہین چار سو ہم
 سدا رہتے تھے مشتاقِ رنو ہم
 تو گویا بیٹھے تھے بس ہو ہو ہم

نہ آیا مرتے دم ہی وہ غصنفر — چلے دنیا سے کیا پڑ آرزو ہم
 نہ کاٹے کٹین اور نہ مارے مرین — ہمیں پر یہ عاشق تھا مارے مرین
 مرینوں کا تیرے ہے چارہ ہی — چپٹین دکھ سے گریہ بچارے مرین
 اتنی رہیں مرتے دم چشم وا — جو فرقت میں ہم غم کے مارے مرین
 کرتا ہو زبان بند ہی تو بھلا (ن) — کچھ آنکھوں میں کر کے اشارے مرین
 غصنفر کہا ترع میں اُسے آپ — مرے سامنے سے کنارے مرین
 کہا میں یار کے منہ سے ملا منہ — کہو تو لیلون بوسہ بولے کیا منہ
 گھنٹا اپنا کوئی اس وقت دیکھے — لگا دے یار جب ہم کو ذرا منہ
 جلا جاوے گا دوڑا میں دو انا — جدہ کو ابکی وحشت میں اٹھا منہ
 کھلے بندوں وہ ڈیڑھی میں کھڑا — اور اُس کا اتفاقا کھٹا کھٹا منہ
 نظر آیا جو میں اُس کو تو ہنس کر — دوپٹے میں لیا اُسے چھپا منہ
 غصنفر کہہ جواب اپنا تو آپ ہی — کہ بھیا کہہ سکے کوئی سو کیا منہ
 یہ وقت خواب وہ بولے بھپرا منہ — اچھی رکھے تفاوت سے ذرا منہ
 لڑے ہی بزم میں ہی اُسکی چوں — کہ تو نے اس طرف کو کیوں کیا منہ
 ابھی کھل جائیں عقدے اپنی دیکے — تب تم میں جو ہو جس گل کا واسنہ
 میں اس بگڑی ہوئی چوں کے عقدے — بنا اچھر دو ہیں ہو کر خفا منہ
 جو بوسہ مانگا تو کہتے ہیں، اپنا — تم آئیے میں دیکھو تو ذرا منہ
 کہا غیروں نے جو کچھ منہ میں آیا — ولیکن میں تہسا را کر گیا منہ
 غصنفر قدر دان کوئی نہیں ہے — نہیں بھڑکے جاہر سے ترا منہ
 میں نے مانا تو مجھے کام نہ کہ — پر مجھے ماثقون میں نام نہ کہ
 قاصدا جو کہا ہو سو کہدے — اُسکا بات کوئی پیام نہ کہ
 نا تو انی سے اُس گلی میں جوین — گر پڑوں ہمیشہ تو تھا م نہ کہ
 قابل اک اور وار کر مجھ پیر — کام میرا تو نامت ام نہ کہ

وہ تو لڑکا ہے اس سے ہے مجبور
 اسے غمزدانوں کی ہے قید و لا
 کام آتا نہیں کسی کے کوئی
 کسے کسی سے وہ کیا صلح جو ہوا سے لڑے
 کھلا کسی پہ نہ احوال انکی رنجش کا
 میں دو ٹھٹھا ہوں جو ان سے تو دل یہ کہتا
 جرات کے مجھے وہ ناحق جو کائے شرم سو آنکھ
 دلا تو لڑنے کو تیار کیوں ہوا سہمے
 وہ لڑنے کو بھی چائے تو خواب میں آئے
 شب وصال میں رنجش جو آگئی باہم
 کسی نے اس سے منانے کو پھر کہا تو کس
 گلی سے اسکی مختصر سحر جو آئی نسیم
 عیب حسن جدا بد و مبدوم جب بڑھاؤ ہے
 مجھے تباہ دے تو رہتا ہے کون اس گھر میں
 اڑان گمان کیونکر جن نہ مبتلا دے
 اُنہا کے آنکھ کے دیکھنے کی تاب ہے آہ
 ہم اسکی نرم کی حسرت میں ہاتھ ملتے ہیں
 نہ پوچھو بگر محبت میں کسہ ہمارا حال
 مختصر اس سے تو کرب جو عرض حال اپنا
 سوزناشر اقا یار میں خواب و حیا ہے
 اپنا طلق تو تھا ہی پہ میثابی سے تری
 مجھ نا تو ان وزرا کی حالت نہ پوچھئے
 جو بسے مرگ کو تیرے ہے مرستہ دم پہ غم

گرد نہ نکلتے تو اسکا نام نہ رکھ
 کہ قدم در پہ صبح و شام نہ رکھ
 اے مختصر کسی سے کام نہ رکھ
 ہوا میں آئے وہ کافر تو پھر خدا سے لڑے
 وہ روز و صبح عجب شرم سے خیا لڑے
 وہ آشا نہیں جو اپنے آشا سے لڑے
 یہ جنگو ہے نظر اسکی نسبت پا سے لڑے
 ترے لیے تو ہم اس شخص بی وفا سے لڑے
 میں ان کی کیا کہوں عیاری کسی فغا لڑے
 قصاے کار ہم اس شہر بی وفا سے لڑے
 بلا منافی ہے میری مری بلا سے لڑے
 بھری دامن میں یہ جو کہ ہم ہوا سے لڑے
 چلا ہے گھر سے اڑتا بڑے ہی تاؤ پہ ہے
 کہ جھکے کوٹھے سے کوٹھارا لگاؤ پہ ہے
 کہ ہم میں اسکے ہوا خواہ اور وہ باؤ پہ ہے
 نشست یا اگر چہ بڑے و کماؤ پہ ہے
 یہ جن جن سننے میں مجلس بڑے ہماؤ پہ ہے
 جو کچھ ہے آفت دریا سوا پتی تاؤ پہ ہے
 اہی نہ بولی کہ غصے میں ہے وہ تاؤ پہ ہے
 حجب دل لگا تو دیکھ کا لگنا محال ہے
 اے بیقرار دل ہین ایہ اکمال ہے
 جی کل سے بھی کچھ آق زیادہ ٹھال ہے
 یعنی تجھے بھی مرگ کا اس کے ملال ہے

میں اور فراق میں ترے حیات ہوں غلام
 عاشق کا خونِ حش کی لہر میں واقعی
 کیوں انکار ہی تو فصل کا تامل میسر
 کئی آواز سے سب اس کی منتقل غریبی
 کھلے سرِ آواز پہ عاشق کے یہ پوچھے وہ شوخ
 گو تو تیرے لیکن میں بھی کو دیتا
 میری آواز کے چور تھا ہے وہ دھپے دلِ رات
 بارے صد شکر جو سن نکلی مرے انہوں کی
 جیب دو امان سے سرو کار نہ تھا صبحِ ملک
 کہوں اک اور غزل ایسی غنچہ جس سے
 پوچھے سانسے نہ کر کے وہ قائل میسر
 میں نے سوتے میں چو چڑیا تو یہ اچھٹ کر بولے
 ہے یا اگر کہ دن عید کے بولی پوشاک
 دیکھ کر آئینہ ماہ یہ کہتا ہے وہ شوخ
 کر کے قائل انہیں پوچھے جو غنچہ کوئی
 مالدو شہر و خان تھا آہ و زاری رات تھی
 بیکلی سے کل نہ تھی کل شام سے لے تا عصر
 فکر و نیا و غم دین دونوں بھولے تھے اُسے
 تاروں کے کانڈا صاحبِ ملک ڈانڈ دم
 بیٹھا اٹھنا نہ دینا گوشا سر بیٹھا
 تیرے آنے کی توقع تھی جو دلوں کے درگ
 اسکا اک تہہ بیان تھے غنچہ نے کیا
 جیسے تری طلب ہو اُس جیتو کے صدقے

لے بیگانہ یہ کیا بچے ناسد حیاں ہے
 معشوق اگر کرے تو غنچہ حلال ہے
 خسر کے دل جو کرین تب کو متامل میسر
 گو کہ پردے تھے کئی بیچ میں حائل میسر
 چرخ کو تم ہوئے کس واسطے مائل میسر
 ہوتے پہلو میں ہی ان لاکھ اگر دل میسر
 کچھ تو اسکو بھی سنا ہے سے ہے حائل میسر
 سو رہے ہر کے وہ ایک روز جو مثال میسر
 اُسکی گردن میں جو تے ہاتھ حائل میسر
 سارے شاعر چون ادا بندی کے قائل میسر
 کیوں جی کچھ موقع سے میں چہرہ یہ تامل میسر
 میں نہ سوؤ بگناہ تم سوؤ گے مثال میسر
 لگ گیا وہ جو گلے سے کہیں فاصل میسر
 حق بجانب ہے انہوں کے جو ہیں مائل میسر
 تو یہ کہتے ہیں کہ دشمن ہوئے قائل میسر
 کچھ تنہائی میں کیا کیا بیستہ رازی رات تھی
 ایک سی حالت دل مضطر کی ساری رات تھی
 اک خطا دلوں کو تہا ری یا دگاری رات تھی
 شدتِ غم سے یہ حالت مجھ پہ طاری رات تھی
 اضطرابِ دل سے یہ حالت چہاڑی رات تھی
 نا اُمیدی میں عجب اُمیدواری رات تھی
 جس مصیبت اُجی اُس نے گزاری رات تھی
 ہو جہاں ذکر تیرا اُس گفتگو کے صدقے

جائیے وان تو کمین کو بچہ دلبر والے
جانب بام بھسرت نگران ہے کوئی
ذیب و زینت سے تیرا ہے سدھر کا حسن
دعویٰ دل کمین کر چڑھ نہ جو بیکر کوئی
تم بھی لوگو میں کہو جھک و غضنفر میرا
جس کے بن دیکھے تین زینت کا اسلوب کوئی
باؤں پر پڑے ہر کس سے بن ہی پوچھوں ہون
ساتھ خیر دل کے نہائی کو تو دربا میں نہ جا
ویر آنے میں سفر سے جو گئی تھی تو بھلا
دیکھوں گریہ کی نظروں کے تو نظروں میں
چو کہتے تھے کیوں ہے تم اکثر نہیں ملے
شکوہ و جزو ملنے کا کیا میں تو وہ بولے
انسان کو کچھ حفظ مراتب ہی ہے لازم
مطلوب نہ ہاں آئے تو طالب کی ہے حاجی
یوسف کے سے بھائی تو میں لا کون ہی بھلا
قاصد سے کہا پڑھو کے خطا شوق ہمارا
بے دیدہ میں کیا ملک عدم کے ہی سافر
حالت مرے دلی اُنہیں معلوم ہے بالکل
ملنے کا جو میں عید کے دن اُن سے کیا قصد
کہنے لگے ہم تجھ سے غضنفر نہیں ملے
قاصد اگر نہیں مشاق وہ دلبر میرا
پیش چشمی سوچو دمری قتل پہ تم
بارا بچے کسی ہلائے کہتے تھے وہ یہ

اصطرن راہ بین اور دل مضطر والے
نیچی نظروں سے ذرا دیکھ لے اور پڑا
سادگی برتری صد کے لئے زیور والے
کھول مت جوئے کو اور لطف معشر والے
جیسے کئی چہن تہین لوگ غضنفر والے

بد تو کیا اُسکو کہوں ہر وہ غرض خوب کوئی
اُس کے ملنے کا بہا دو مجھے اسلوب کوئی
وقت میں جا لیا اک روز میان ڈو کوئی
تم اتنی ہی کو لکھ بیٹھے مکتوب کوئی
اُن سے نہ غضنفر نہیں مجدوب کوئی
اب اُنکے درست اپنے سے تو رہ نہیں ملے
کیا ہم چہن اچھی آپ کے تو کو رہ نہیں ملے
صاحب کس و ناکس سے برا رہ نہیں ملے
دکھیں تو بھلا ہے وہ کیوں نہ نہیں ملے
پر لا کون میں بہ سفت سے برا رہ نہیں ملے
مشاق وہ کیسے ہیں کہ اگر نہیں ملے
جانے میں تو برسوں میں پھر اگر نہیں ملے
یہ ان کی ڈھٹائی ہے جو اسپر نہیں ملے

ملنے کا جو میں عید کے دن اُن سے کیا قصد
کہنے لگے ہم تجھ سے غضنفر نہیں ملے
قاصد اگر نہیں مشاق وہ دلبر میرا
پیش چشمی سوچو دمری قتل پہ تم
بارا بچے کسی ہلائے کہتے تھے وہ یہ

بیشم حسن الخیر

انتخاب دیوان رضا

جس روز سے طالبِ محبتِ مین غو بانِ بیک
منظور ترا دید ہے نے دیدستان کا
سبے داغ مرے دل پہ تری عشق کا ہر دم
عاشق نہیں زہارِ مین ان لالہ رخاں کا
جو گل ہے سو ہے عشق میں تیرے وہ بچا
بلبل کے ہی موجبِ ہی آہ و نفساں کا
گر چاشنی در در تری بننے نہ لذت
ہو ذائقہ شیرینِ ذلب و کام و دہان کا
ہر خستہ گل کو ہے مدد ذات سے تیری
ہے مونس و غوار تو ہی خسرو گان کا
چتا ہے رضا ایک نقطہ نام کو تیرے
ورنہ جسے دیکھا سو وہ جو ہے نشان کا
جبے دل کے لیے کارِ مان لیا
کیا مین نے تجھ پر سے قسربان لیا
لگا بیٹھا بہتے جوئے تیر قاتل
کہا مین نے آؤ پنا پکان لیا
وہن ناز سے آکے ٹھوکر لگائی
کہا دیکھ جی مین نہ ارمان لیا
عجلا اب چلا ہے جان سے رضا تو
دم واپسین ہی یہ احسان لیا
گر اُس کلی مین ہو سے قاصد گزار تیرا
کہیو کہ جانِ لب ہے اک معیتِ ازیں
پتہ تلک نہ پایا تجھ داغ سے تو حسانی
ہر رنگ کے ہے دلیں خفی شہرِ ازیں
سو بار اپنے جی کو بھیر نہ شاکر دے
تنہا جلوہ گر ہے انسان مین نور تیرا
سب صورتوں مین ہننے پایا ظہور تیرا
بہل کو خونِ گل مین نالوں سے مین لداؤ
نہا رضا کے گھر ہو گر ایک بار ستیرا
اک روز ڈرتے ڈرتے مین نے کہا کہ ظالم
کچھ لگا کر مَن ہی ہم پاس کیا کی ہے
لے رشک گلِ تنوگر پاس حضور تیرا
کب ہے تیرا سادہن غنچہ بہتانی کا
یو بگا جی کو میرے آخرِ عندِ در تیرا
لے اہ ترا کر کے فلک پر سے نظارا
ہر و وفا مین شامِ ہوگا حضور تیرا
زنگِ تجھ لب سا کہاں لعلِ بخشانی کا
بھلے ہے پڑا نکمہ کو ہر ایک ستارا
بھلے ہے پڑا نکمہ کو ہر ایک ستارا

انتخاب دیوان رقت ۹۲

آہ میری ہے نہ تو بلسم اللہ کا
 واسے لبے برگی ہمیں ہر راہ زاد و راہ
 جو گدا اسکی گلی کا پوچھے اسے خاکسار
 ہم گداؤں سے ملے اگر کوئی گس واسطے
 جمع میں رکھتے تھے اک دل سو تو کو دیکھے
 جو شیرازہ حلقہ محمد نہ ہوتا
 احوال کو نہ بچا نہ کوئی ہرگز
 سلطان نہ ہا نہ سے دامن بھڑ جانے لگا
 آج اسکی بزم میں کچھ اور شاید گل کھلا
 بن بلائے لاکھ باری آپ آتا تھا جو بیان
 پوش کی اپنی خبر لے تھک رقت کیا ہوا
 یہ ہے رقت میں تیری زور و ہمچر ناتوانی کا
 بہر صورت اُسے ہم داستان اپنی شادی
 مجھے تو اسے شکر وعدہ فردا پٹا ہے
 معتبر نے ازل کے فکر سے کھینچا ترانہ
 بغیر از شمع سے دل جلون کی قبر پر آگ
 ہاتھ اکدن اسپہن اذراہ شیان رکھ دیا
 جدوت کے ہو ہے یان گزارا یا رکا
 ہو کے جیران میں نے دیکھا اسطون اور اسطر
 مرنے مرنے اپنی آنکھیں دم بدم جھبک گیا
 چرائی میں ہتھاری دکی وحشت ڈوب گھیرا
 کبھی صحران میں جانکا کسی گلیوں میں پھرا
 بس ہے اس شیرازہ دیوان کو رشتہ ہوکا
 اور سفر دریش آپو تچا عدم کی راہ کا
 کیا حجب گو کرے پیدا وہ رتبہ شاہ کا
 جبکو دیکھا ہتھ سو طالع مال و جاہ کا
 اب جو رقت پاس ڈھونڈ نام ہے اللہ کا
 تو دیوان عالم محبت نہ ہوتا
 اگر در میان ہم احمد نہ ہوتا
 اسطون چاکر گریبان پانوں پھیلانے لگا
 دلا کا غنچہ جوڑے سینے میں مرجھانے لگا
 کیا غضب حجاب وہ بکھرا وہ دکھلانے لگا
 اُسے جانتے ہی تھے کیوں غش غش آنے لگا
 کہ پہلو مارے ہے پیری سے اب عالم جوانی کا
 ہمیں ہے شوق برآس کو کسی تھے کہانی کا
 پھر سا ایاں ہمیں ہے آج کی ہی زندگی کا
 نری تصویر کھینچے یہ کمان مقدورانی کا
 کرے ہے کون رور و کرارہ گل نشانی کا
 بدگمان لوگوں نے کیا کیا عجب بتان کدیا
 اشک ہم جاین قوم کر لین نظر ایا رکا
 بزم میں لے نام کوئی جب بکا ریا رکا
 نزع میں یاد آ رقت کو اسٹار ایا رکا
 کبھی صحران میں جانکا کسی گلیوں میں پھرا

لگا آئے وہ میرے دیکر کل اشک ٹھکڑو
 ذرا دیکھو یہ دیوانہ تو اور ہی رنگ کچھ لایا
 پسیمال آج کچھ کہتا پھرے ہے چار سو بی بی
 مگر کیا یہ ہی پاتی چشمہ الفت سے پی آیا
 یہ رقت کا سخن کہد بھیجیو اُس آئینہ رو کو
 کہ ہے خاکساروں بھی نے عالم تھک چکا یا
 اکیلا کیا کر دن جھکو نہیں وہ مجھ میں ملتا
 جو اتنا اُس سے کہدوں چاہئے والا نہیں ملتا
 نہ لگتی چٹھی و پتی قبر سے روز قیامت تک
 قیامت ہمہ تنی گردہ نہ وقت واپسین ملتا
 ملا یا خاک میں فرقت نے تیری جیت رقت کو
 بھلا اسے سنگدل تو کیلے اُس سے نہیں ملتا
 سو پٹ کر تو تک سے خانہ خواب آجکی رات
 بات رہ جائیگی جو جائیگی خواب آجکی رات
 صبح گھر جائیو کیا اتنی ہے جلدی صاحب
 دم مرے بیسے میں ہے پا برکاب آجکی رات
 مان لو کہنے کو رقت کے نہیں آخر کار
 بات رہ جائیگی جو جائیگی خواب آجکی رات
 ٹیل کو کہے گل سے کیا خلش آج
 ہر خار کرے ہے سر ز نش آج
 دامن نہیں آستین کھینچو ن
 نکلے جدو میرزا منش آج
 بے خزان ہے بہار فیض آباد
 بتر از گل ہے خار فیض آباد
 لا لہ اسان دلچہ نفع ہے پیسہ
 کہ چھٹا گلخدا ر فیض آباد
 یہ وصیت ہے جب مرے رقت
 گاڑیو تم کتار فیض آباد
 اُٹھو بھائی تیرے کوچے سے دامن کو ہار کر
 جہیز لگا جا کہیں میں گر بیان کو ہیا لک
 جانے میکشون کی گلی میں تو زرا خدا
 ایسا نہو پلاوے کوئی سے چھپاڑ کر
 رقت نہ جمع کیجیو اسباب و نیوی
 کیا فائدہ ہے جانگ سب چوڑ چھاڑ کر
 آتا ہے ہی میں بیٹھے سارے ہاں کو چوڑ
 اُٹھے نہ مرے دم تین اُس آستان کو چوڑ
 اُس مرغ پر عیان ہے ترا ظلم باغبان
 خصل بہار میں جو گیا آستیاں کو چھوڑ
 آہ و فغان سے تیرے سبھی ہو گئے جنگ
 رقت خدا کے واسطے آہ و فغان کو چھوڑ
 یا تو وہ دن تے کہ ہم وہ بیٹھے تھے پاس پا
 یا اب اُس گھر کے نہیں اپنے میں پھرنے آس پاس
 عجب کو دکھلاتا : کا ستر پر خدا رکاش
 اُسکے پے اک لگا تیا بچے ملوار کا کش
 آخو اٹھو آتا ہی جنے کیا اتنا عجب کو قتل
 لاش اُٹھوانے مری آئے نہ ہوتے یار کا کش

بد مرنے کے مرے آیا تو یوں بولا وہ شوخ
 آج کے دن اور بھی مرنا نہ یہ بیمار کاش
 چہر کیان کیونکر اٹھاؤں، اب وہ ہنر ہو گیا
 پہلے رقت کو کیا ہوتا نہ تھے بیمار کاش
 ذکر گھنڈہ رقیب اُس سے گزرا احلاص
 کسی زمانے میں بسے ہی ہوئی تھا اخلاص
 ہمیں کہو تو کوئی کس سلوک پر دل دے
 یہ بیمار اور یہ محبت یہ آپ کا اخلاص
 تمام خلق سے ہو دیگی دشمنی عجب کو
 کر سیکے آپ اگر وہ نہیں جا بجا اخلاص
 دیا ایک ہوسہ نہ جان اُسے ہکورات دیکر دل
 سوچ بھی یہ سمجھتے ہیں حساب دوستانہ دل
 بھلی کل بھیجی تھی میں آئی میرے اسے رقت (ق)
 کن آؤںی ذرا چلا گیا مجھے نہ دل کر دل
 گیا جو کچھ دلبر میں دان اٹھکنا تھا
 بڑے تھے سیکڑوں اُس جا چاکنوں میں دل پر دل
 لگا کر تھے جس میں تو دکھا ایک گوشے میں
 پڑا تھیکا بھد غرت مرا بھی زار و مقطر دل
 لگا حشر، عجب کو دیکھنے وہ اور میں اُس کو
 دلی ماگر یہ پر ماگر دو ماہم گر ہیا برول
 تیری تیا جی سے اسے دل بکرا آما لکش نہیں
 میں مرے سینے میں بھائی تری گنجائش نہیں
 ایک دل رکھتا تھا میں سو نہ تیری کر چکا
 دلی کہہ سینے میں میرے روز پیدا لکش نہیں
 سیدہ پرداغ سے یہ گھسہ تا شا گاہ ہے
 دو ستون قصہ دل مجھے کہا جائے کہاں
 کیونکہ قاصد کہ اُس میں حال نہیں
 ایلچی کے سین زوال نہیں
 جنازے والو نیچے قدم اٹھائے چلو
 کلی ہے اُسکی ذرا کوئے ہائے چلو
 سکے تھا قیس کہ لے مرمان محل مار
 خدا کے واسطے مانگے تو کنگ بڑھائے چلو
 کہیں ہیں آج مرے پاؤں پٹکے حضرت دل
 گلی میں اُسکی اگر سر تک بھی جائے چلو
 کون میں کیونکہ اب اُس شہسوار کو یار
 کہتا تو ان ہون تا زہی کو یوں اڑے چلو
 ہمیں میں بولتا تھے بھلے تم آئے چلو
 تمام رات میں وعدے پہ بے تیار رہا
 تو منہ سے نکلتے ہے بے اختیار ہائے چلو
 کہے ہے جو کوئی چھوٹوں کہ چلتے ہو اُس پاس
 جو غم قتل ہے رقت کا آج سنگ لہو
 تو اپنی تیغ کو تم سنگ نبی چٹائے چلو
 ہی آتا ہے جی میں بہاڑا کر اپنے گریبان کو
 بار آورے نہ آوے ہم نکلیا میں تیا بان کو

دلِ نالان چو لب پر لیکہ اب نسو آتا ہے خدا جانے کہ کون اسوقت اسکو یاد آیا ہے
 خدا کے واسطے کوئی یہ اس سے جا کے اب کہیے ترسے کو چے مین کوئی خانمان برباد آیا ہے
 چو کچھ ہوئی جو سو ہوئے اس دل دینگر سے ر چو دل لینے کی خاطر وہ ستم ایجاد آیا ہے
 کمان گل اور کمان وہ اکھبایہ یاد بند ہی ہے جو لب اُسپے عاشق ہے تو اُسکی خود پسندی ہے
 نظر جن آن کوئی بے سرو سامان آتا ہے بجے یاد اپنا دل بے اختیار اُس آن آتا ہے
 جدائی مین تمہاری کیا کہین کیا کیا الم دیکھے غرض تھی زندگی اپنی جو پھر آ یہ قدم دیکھے
 دلا تو ساتھ اپنے لیکیا صبر و شکیبائی بیان مین یون اکیلا دھلیلے واسے تہائی
 پھاسما میرا نالہ دل تیرے رونے سے کھیل لے چشم تو نے اس برس برسات بھلائی
 بقول مصرع ہر کہت ترے بن دیکھ رقت کو کوئی کتاب ہے وحشی کوئی جی کوئی سودا جی

انتخاب دیوان رضوی

تم جو ن عید کے غیر دن کے گلے یار گلے ہم چہرے رونے برکات کی دلدو دیوار گلے
 مین تری تیغ تلے سر کو دہرے ہوں قاتل اور تو چاہے ہے کہ جلاد کی تلوار گلے
 وقت سرگوشتی اختیار جو مین آ پنہون تو بنائے وہین کچھ بات رہ عیار گلے
 پردہ شرم کو کر دود درامڑ کر دیکھ یہیچھ بھرتے ہیں ترے طالب دیدار گلے
 رنج راحت ہے اب اور درد ہے درماں میرا کیون نہ کا تو مجھے مرحسم زنگار گلے
 کہ سپرد اکو بھی تو دست جنون کے نامح بین گریبان مین ثابت جو کئی تار گلے
 اک غزل اور بھی پُر درد سی کیے رضوی اپنے توحی کو نہ آپ کے اشعار گلے
 منع مت کیجیو جب مجھے وہ تاتل لپٹے اس بہانے تو گلے سے تل لپٹے
 ہے بجا کیے اگر عفت برتیا ان کو یہیچھ بھرتے ہیں ترے طالب دیدار گلے
 چہرے سے نقاب دور کیجیو یہ شرم و حجاب دور کیجیو
 کھیلو کی اُسکے گھر مین جو تہائی بھری گئی شاید کہ اُسکے آج دیوالی بھری گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب یوان محنت شاگرد جرات ۲۲

اپنا تو دور و محنت سے میں کام ہو چکا
گر غم ہی ہے تو ہمیں آرام ہو چکا
کیا کیا مزے سے ربط ہوں باہم خدا کے
سمجھو وہ یکہ اب تو میں بدنام ہو چکا
ناج تو نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا
بک بک کے مرا سفر نہ کسا میں نہیں سنتا
کچھ ذکر میں ذکر اپا میں لایا تو بولا
بس بات کو اتنا نہ بڑھا میں نہیں سنتا
احوال مرادھیان سے سنتا تھا وہیکس
کچھ اتنا جو سمجھا تو کسا میں نہیں سنتا
شکوے سے بھی کرنا ہے جو کوئی اُس سے مراد کر
تو کس سے یہ کہتا ہے کہ گھر جاؤ لگا میں آج
اُس بت نہ جو غیروں پر کیا لطف تو یارو
بیاری غم سے کوئی عبتا ہے طیبو
تیرے تو ہمیں ہوش ٹھکانے ماری مائیں
کیوں پہلے نہ آنے کی خبر اُس نے سنادی
محنت کو ہے یہ صفت کہ کچھ اپنی حقیقت
کیا تیرے یہ تیرا جھکڑ لاکے ہنسنا
در سے اُٹھایا جھکڑ اور میں ہنسنا تو بولا
دھال دیکھ جھکڑ غیروں سے یہ کہے ہے
ہنسو کی ٹھکی حست نوری کی میں تب سے
کیا وصل میں حرکت ہے اُس تو غلے کہ جھکڑ
کیا ظلم ہے یہ گلو جھکڑ دکھا دکھا کر
جوں شمع غمزدون کو شادی و عہد کیا

پھر تیرے اے شکر یون کلکلا کے ہنسنا
ہے سخت بیجانی حق اُٹھا کے ہنسنا
ٹھکی سنے خدا کے اسکو لولا کے ہنسنا
اُسے کیا مقرر کھڑا چھپا کے ہنسنا
کچھ آکے چہرہ بڑا چہرہ جا کے ہنسنا
غیروں کیساتھ تیرا کہیں ملا کے ہنسنا
جب میرے ٹوٹا کو آنسو ہب کے ہنسنا

ہنسا اگر وہ دیکھے گلرو کو میرے محنت

تو گل کو بھول جاوے پھر کلکلا کے ہنسنا

سنتی ہی جبکہ جی مرا سن سے نکل گیا
جب دھوم بہا رچن سے نکل گیا
شرمندہ ہو کے شک ختن سے نکل گیا
شعلہ سا ایک تھا سو کفن سے نکل گیا
مدد شکر ہے کہ چاند گھن سے نکل گیا

مر جا کیلکے درد نہ ابھی دو چار تر چھہ کر
آغوش سے نکلا وہ طر حلاہ تر چھہ کر
اُچھلا دل بیتاب بھی اک بار تر چھہ کر
کڑا دل مجروح نے سوفا تر چھہ کر
مارا مجھے تو نے تو ستنگا تر چھہ کر
کہنچی جو میں اک آہ شرار تر چھہ کر
مر جائے نہ یہ محتضر جیسا تر چھہ کر

خوب سارو یامین گل کی شکل خندان دیکھ کر
کھڑے کھڑے بلخ میں گل کا گریبان دیکھ کر
رات کھڑے پر تری زلف پریشان دیکھ کر
رہ گئے آئینہ رو سب اُس کو صبر ان دیکھ کر
کاتب اُٹھے اُس کو سب گبر و سلمان دیکھ کر

آج اسے دُشک چین میں ترے سبب اُس کے چھل
سخت محبوب ہوئے ہم تو اُسے اُس کے چھل
ہیں یہ دامن میں مرے دیدہ خونبار کے چھل
لو کہ پر سرخ پردہ کوئی جو نثار کے چھل
موتیا کے تھے جو بالے میں شائیں یا لکھ چھل
بھل تو ہوتا ہے یہ دیکھ کوئی تلوار کے چھل

کیا حوت یارب اُسکے دہن سے نکل گیا
چھوڑا نفس سے جبہ میں میا د تو نے آہ
نکست جو اُسکی زلف کی وان لگی صبا
جبرے چلے بٹے کو رکھیں خاک متبرین
تحت جو خط تراشی کی اُس ماہر نے آہ

مست اپنا سا غم دل افکا تر چھہ کر
بھانے سے لگا یا تو کون کیا کس ادا سے
دریا جو بہا اشک کا تو صورت ماہی
بچنے سے مرے نیر کا پیکان جو گذرا
کیوں جان لیا پاس ہے دم لیتو دی ایل
پاؤں پر مرے گر پڑی بیتاب ہو بجلی
ہے دردِ جدائی دے اسے شربت دیدار

آگیا جو یاد کچھ سیر گلستان دیکھ کر
سیر گل کو وہ بھی آیا تھا ہوا محب کو نصین
ماہ چھپتا تھا زیر پردہ ابر سیاہ
ایسی ہی سج درج سے گل محفل میں وہ آیا کہیں
لے بہت کا فترے بن اب یہ ہے محنت کا حال

نہ پر اُسکی چڑھا اپنے بھی تک مار کے پھول
اگلا غش میں وہ افراطِ نزاکت کے سبب
باغبان کئے ترے بلخ کے توڑے گل سرخ
نحت دلی مرے یون لو کہ قرہ پر ہے بہار
اب تک جو سمر اکی مسطر سے نفع
نغم کیا محل سے کھلے ہیں ترے مروج کے نہا

میری نسر یا وہ غلطی دہن ہنسنے لگا
ہم تو بس مر ہی گئے ہائے ترجیح کر محنت
دل وہ اگلا ستر اے بت بیاںک بنیں
شوق دیدار ترادل سے بھلا جائے کمان
سائے دن کیون نہ پھر گھر میں وہ گھبرا یا
کان میں غیر کے جو تو نے کسا سمجھا میں
دے گیا وہ زبان مجھ سے دل انگار کے منہ میں
ایسا تھا وہ بکس کہ کسی نے دم آخسر
کیا جانے ہو کسا پاتیر نے تیرے
اس سے یہ روٹھنا میرا تسم لائے کہیں
آئینہ دیجی ترے آئینہ میں آخرت گل
سج بنا کر وہ بچھے ہے تو یہ سوچے ہے
ہونٹھ سو ہونٹھ ملانے کا نکال ہر من کھیل
نشہ ہے نہ دیکھ آئینہ لیک کر پیارے
ٹھکڑی اسکی طرف اسیلے میں باندھو ہر من
دم کسی شکل ٹھہرتا نہیں اب اے محنت

دیکھ لو نہیں تیرا دیدار کئی دن سے
ظاہر میں نہیں کچھ غم حیران ہوں میں اسے ہم
کیا اسکی کون حالت دشوار ہے اب محنت
حب ہو کھلو یا تب چین اٹھسین آیا
ہے سخت غم فرق مر جائے اے محنت
ہو رقیبوں سے ملاقات اُس بت گراو کی
الفت ہوئی ہے اُس بت مغرور سے مجھ
حالت، عجیب اپنی اسے یاد رکھی دین سے
کیون رہتی ہیں یہ آنکھیں خون بار کئی دن سے
خاموش ہے کچھ تیرا بھیار کئی دن سے
اس بات کے درپے تھے اغیار کئی دن سے
آنا ہے یہی جی میں سو بار کئی دن سے
اور ترستے ہم رہیں قدرت ہے یہ اللہ کی
پھیر ہے منہ چو دیکھتے ہی دور سے مجھ

سنتی ہی جیکے جی مرا سن سے نکل گیا
جب موسم بہار چین سے نکل گیا
شرمندہ ہو کے شک غن سے نکل گیا
شملہ سا ایک تھا سو کفن سے نکل گیا
صد شکر ہے کہ چاند گہن سے نکل گیا

مر جا کیلکے ود نہ ابی دو چار تر پھس کر
آخوش سے نکلا وہ طرح دار تر پھس کر
اُچھلا دل بیتاب بھی اک بار تر پھس کر
پکڑا دل مجروح نے سونا تر پھس کر
مارا سمجھے تو نے تو ستمگار تر پھس کر
کہنچی جو میں اک آہ شریر بار تر پھس کر
مر جائے نہ یہ مختصر سمیلا تر پھس کر
خوب سارو یامین گل کی شکل خندان دیکھ کر
کھڑے کھڑے بلغ میں گل کا گریبان دیکھ کر
رات کھڑے پر ترخی زلف پریشان دیکھ کر
رہ گئے آئینہ رو سب اس کو حیران دیکھ کر
کاتب آٹھے اس کو سب گرو سلمان دیکھ کر
آج اسے دشمن چین میں ترے مہیا رکھ چوں
سخت محبوب ہوئے ہم تو اُسے مار کے پھول
ہیں یہ دامن میں مرے دیدہ خوبار کے پھول
نوک پر سرخ پرو کوئی جون خار کے پھول
میرتیا کے تھے جو بالے میں شب اُس یا لکھ چوں
پھل تو ہوتا ہے یہ دیکھ کوئی تلوار کے پھول

کیا حوت یارب اُسکے دہن سے نکل گیا
چھوڑا نفس سے تبہیں صیاد تو نے آہ
نکلت جو اُسکی زلف کی دان نیگی صبا
پیرے چلے بے کور کھین خاک قبر میں
مختی جو خط تراشی کی اُس ماہر نے آہ

مت اپنا ساغم دل ڈنگا تر پھس کر
چھانی سے لگاؤ کہوں کیا کس ادا سے
دریا جو بہا اشک کا تو صورت ماہی
سمیٹے سے مرے نیر کا پیکان جو گزرا
کیوں جان لیا پاس ہے دم لیز دی ایدل
باؤن پر سے گر بیسی بیتاب ہر بجلی
ہے درد جدائی دے اسے شربت دیدار
آگیا جو یاد کچھ سیر گلستان دیکھ کر
سیر گل کو وہ بھی آیا تھا ہوا محب کو یقین
ادھپتا تھا بزم پر دہ ابر سیاہ
ایسی ہی سج درج سے گل محفل میں وہ آیا کہیں
لے بت کا زریں بن اب یہ ہے محنت کا حال
نہ پر اُسکی چڑھا اپنے بھی ملک ہمارے پھول
اگلا غن میں وہ انرا طرزا کت کے سبب
باغبان کئے ترے بلخ کے توڑے گل سرخ
نحت دلی مرے یوں نوک فرہ پر ہے بہار
اب تک بوسہ مرا انکی مسطر سے نفع
نغم کیا گل سے کھلے ہیں ترے مروج کے نا

میری سر یا دے وہ غلچہ دہن پہنے لگا
 ہم تو میں مر ہی گئے ہائے تریجہ کر محنت
 دل وہ اگلا سا ترا اے بت بیاگ بین
 شو ق دیدار ترا دل سے بھلا جائے کہاں
 ساکے دن کیوں نہ بھر گھر میں وہ گھیرا یا سا
 کان میں غیر کے جو تونے کہا سمجھا میں
 دے گیا وہ زبان مجھ سے دل اگلا کے منہ میں
 ایسا تھا وہ بیکس کو کسی نے دم آ حشر
 کیا جانے اہو کسکا پیا تیرے تیرے
 اس سے یہ روٹھنا میرا تہم لائے کہیں
 آئینہ دیجو ترے ہاتھ میں آئینہ بگ ل
 سچ بنا کر جو دہ بیٹھے ہے تو یہ سوچے ہے
 چونٹھ سو چونٹھ ملانے کا کالا ہی میں کھیل
 تہم ہی ہے نہ دیکھ آئینہ لبیک کیا یا
 ٹھٹکی اس کی طرف اسٹیل میں باندھ دیوں
 دم کسی شکل ٹھٹنا نہیں اب اسے تخت
 دیکھ بلو نہیں تیرا دیدار کئی دن سے
 ظاہر میں نہیں کچھ غم حیران ہوں میں اسے ہدم
 کیا اس کی کہوں حالت، دشوار ہے اب صحت
 جب بھوکھو ایا بت چین اٹھیں آیا
 ہے سخت غم فرقت مر جائے اسے محنت
 ہو رقیوں سے ملاقات اُس بت گمراہ کی
 الفت ہوتی ہے اُس بت مغرور سے مجھے
 داہ کیا خوب کھیلے آؤ شہر یار کے چول
 دیکھ کر کا نون پر اُس شوخ طرح دار کے چول
 ہکو تو دو ہی محبت ہے تجھے خاک نہیں
 تہا سے دلو تو آنکھوں سے رہا جائے کہاں
 ادھی راتوں کا تر بھیا یہ مرا جائے کہاں
 لے نہ گھبرا تری مصل سے اٹھا، بھھا میں
 ڈر ہے یہ پڑے بات نہ دو ہمارے کٹھن
 پانی نہ چو ایا ترے سبب ار کے منہ میں
 بوجہ یہ سرخی نہیں سونا رکے منہ میں
 کر دل اُس یار کا اختیار سے مل جائے کہیں
 پر یہ ڈر ہے کہ نہ تو تاتھ چلے کہیں
 کہ لپٹ جا گئی کر کے ناب ہے کہیں
 ہے مزا اسے جو دل اُسکا ہی آجا کہیں
 غرہ حسن تجھے اور نہ بھکا لے کہیں
 کہ دم تنوع مری آنکھ نہ بھر جائے کہیں
 تھہرے چنے کی جو ٹوکی وہ تھہرے کہیں
 حالت، عجیب اپنی اسے یار کئی دن سے
 کہوں رہتی ہیں یہ آنکھیں خون بار کئی دن سے
 خاموش ہے کچھ تیرا بھیا ر کئی دن سے
 اس بات کے در پے تھے اغیار کئی دن سے
 آتا ہے یہی جی میں سو بار کئی دن سے
 اور تر سے ہم رہیں قدرت ہے یہ اللہ کی
 پھیر ہے منہ جو دیکھتے ہی دور سے مجھے

عاشق نہیں تو پشم ہے دُرُ بار کس لیے
 کرتا نہیں تو منہ سے پھر اٹھا رکس لیے
 ہے بیکلی سے تھکوا سسرو کار کس لیے
 رہتی ہیں اکھڑیاں تری بیدار کس لیے
 جون شیخ آہ کھینچے ہے ہر بار کس لیے
 سرخی ہے اکھڑیوں میں نمودار کس لیے
 لے بیٹھے گالیاں مجھے دوچار کس لیے
 تنہائی ڈھونڈتے ہو تم اے یار کس لیے
 لوگ اپنے کو بناتے ہیں بیدار کس لیے
 پیارے تھیں ہوا ہے یہ آزار کس لیے
 محنت کے بیٹھو سنئے ہوا اشار کس لیے
 یہ بھی تو گھر ہے آپکا آرام کیجئے
 گرزلف پر نگاہ سرِ شام کیجئے
 مرجائے بس اور نہ کچھ کام کیجئے
 کیا لطف ہے کسیکو جو بدنام کیجئے
 بھلا کے پاؤں ذوق سے آرام کیجئے
 میرے مہمانے کی گویا وہ خبر دیتا ہے
 موتیوں سے ابھی دامان یہ عجب دیتا ہے
 اک داک بات نئی مجھ پر وہ دھرتیتا ہے
 کون دنیا میں مجھے لعل و گُردیتا ہے
 ایک پتھر مری چھاتی یہ وہ دھرتیتا ہے
 جیتے جی در سے تر سے ہم نہیں جانو والے
 آج کیا مر گئے گمراہ بجانے والے

تیرے گلے کا اشک ہوا بار کس لیے
 دردِ نہان ہے اشکِ درخ زرد سے عیان
 خونِ غنچہ تو نموش ہے کس گل کیواسے
 نرگس کی طرح کس کا تجھے انتظار ہے
 گرمی خدا نکروہ یہ پہنچی ہے دکو کیا
 کھینچا نہیں شرابِ محبت کا گر حصار
 وحشت نہیں مزاج میں پیدا ہوئی تو بہا
 گلتا نہیں ہے نرم میں کس کے بغیر جی
 میرے گراہنے پر تو کہتے تھے تم یہ بات
 کیوں دردِ دل سے اوڑنی میں منہ پر ہوا لیاں
 عاشق نہیں ہو تو پھر تم لگا کے دھیان
 ہے اکھڑیوں میں نیند تو اک کام کیجئے
 یہ صنف ہے کہ پہنچو تو اصبعِ رخِ تلک
 کل میں جو یہ کہا کہ کسی کے الم سے آہ
 تودہ سن کے تھکوا یہ کہتا ہے ایک سے
 اس زندگی سے کھینچو محنت گر اپنا ہاتھ
 اُسکے جائے سے جو آگہ مجھے کر دیتا ہے
 چشمِ کم سے زمرے دیدہ ترکو دیکھو
 میں آنے کی بات نہ پوچھو سر اُسکے دھر نخل میں
 واسے قسمت کہ بجز محنت دل و قطرہ اشک
 جبکہ ہاتھ آؤں میں غام کی طرح آئے محنت
 مت اٹھا کو جو ہیں ظلم اٹھانے والے
 کل شبہ صل میں کیا جلد کئی تھیں گھڑیاں

انتخاب دیوان نصرت شاکر و جرات ۲۱

نے جو رو ملک اور نہ انسان میں دیکھا
ہر برگ شجر کو ہٹ مرے نام کی تسبیح
اول تو تجھے کعبہ و تہما نے میں ڈھونڈھا
طلالت میں سنسنے لگے کہ ہے چننے حسیوان
تشبیہ میں اُس حسن کی دون کس سے کون نصرت
ہوس سیکو جو دیکھنے کی ہو موج برائہا کے دریا
حباب اکو نہ بچھو یا رویہ اٹھ کر پانی میں ہیں جو ہر دیا
درون گرداب اتوجا کر ہنسی ہے کتنی ہماری بارب
مرشک چشم اور آہ سوزان نے میرے سروا کیل میں
اٹھایا جگہ تک نہ نصرت تو دروہ عشق کی شفقت
کل کسی نے جو ترے آنے کا ذکر کیا
بات وہ حق کے سوا اور کچھ کتنا تھا
دید وادید جو رہتی تھی سودہ دن نہ رہے
اپنے بیمار کی آیا نہ عبادت کو کبھی
کوئی اُسکا نہیں ثانی ہے جہان میں نصرت
اٹھ گیا آغوش سے میرے جو وہ دلبر کہیں
بن ترے آسے پریشان ہیں بھی سامانِ عین
نہ گریبے مجھے خوش ہوں دل نہ تم ہے کہ آہ
اپنے کشتے کی خبر لے اتو ای قاتل کہ ہے
کاروان عشق سے بچھڑا میں اب جاؤں کدھر
بت ترا شی چھوڑ دے اودت سا بن بچھے وہ آپ
یا تو وہ گری تھی صحت کی کہ چکو روز و شب

جو نور تیرا چہرہ رخشان میں دیکھا
ہر رنگ میں عالم کو ترسے وہ جان میں کیا
دیکھا تو بھوکو خرو دل حیران میں دیکھا
سوچنے ترے جاہ زلفان میں دیکھا
ایسا کوئی کم عالم امکان میں دیکھا
تو آئے چشم کو دیکھی میری کہ یان سے ہے ابد ادیا
بدن کھلا جو کھینکا دیکھا کھلی ہنریہ دیدہ ہائے دیا
مرشک یاس اب بھی ہیں آگہوں سے کیا کہیں چرا دیا
ہرے جھلکے ہیں سرسبز اور کتنے گلے مگہا سے دریا
تو باتہ آؤ گیال کو نہ تیرے وہ گوہر بی ہائے دریا
بات کتنے دل غمیدہ کو کوسرور کیا
کیون سر دراپہ باقی ہے بنو ر کیا
ہے اب ترم و حیا نے اُسے ستور کیا
غورِ حق نے اب اُسے مغرور کیا
جرات اللہ نے جس شخص کو مشہور کیا
چین ہی باتا نہیں ہے یہ دلی مضطر کیا
سے کہیں مطرب کہیں سانی کہیں غم کہیں
خوار سے میرے تمہارا ہونہ امن تر کہیں
رہیں اودت کہیں بالین کہیں بستر کہیں
گم حیدر اے زنگی اور بل سے رہبر کہیں
دیکھ یا وہی اگر لفتا ترا آدر گم کہیں
پاس سے ہے جد کرتے تھے دم بیکر کہیں

یہ حالت ہے کوٹک مد پر قدم رکھیں تو آہ
مک دم آخر قول نصرت سے او جانان کہ تو

ہو صبر کو کیا تر اردل میں ہے ہم سے خواہ یار دل میں

کیا خواہش باغ ہو کہ حبس کو داغون سے ہے لالہ زار دل میں

حسد غم عشق گل خان آہ کھٹکے ہے بزرگ خار دل میں

جون گل کرین چاک ہم گریبان آہ آہ ہے ہزار بار دل میں

بوسے کی جو میں نے کی طلب آہ گزرا اُسے ناگوار دل میں

دیتا تھا وہ سیکڑون ہی دشنام دقا ہوتا میں شرمسار دل میں

نصرت جو ہے تجھ شکل عشق کر فکر زہر دل میں

جب کو غم عشق گل خان ہو کب اُس کو ہوائے بوستان ہو

وہ دوست جو ہر آن ہو کیا غم گو دشمن جان مرا جان ہو

مشاطہ کی کیا ہے اس کو حاجت جس شخص کا حسن جادو ان ہو

ہیں اُس منم سے جدا جو کئی جینے سے خدا ہی جانے ہے جیسے ہیں تنگ جینے سے

نہیں جو پاس وہ تھا جس سے خواب و خوش کا نرا تو دور بھاگے ہے دل اپنا کھانے پینے سے

ہمارے بتان اور خط سے جو اس رنگ بڑھی ہے صُن طلا جیسے سر سبز سے

خدا حیف کہ ہم دور سے کھڑے دیکھیں بھائے پاس تو اغیار کو ترینے سے

عتاب و جود تو نصرت شعارِ خواب ہے اٹھائے کیونکہ وہ پیر ہاتھ اپنے کینے سے

فرقت میں جو ہم بیٹھے ہیں دلگب کسی کی قسمت کی ہے خوبی نہیں نصیب کسی کی

چپ عینے ہوئے گل نے کیا چاک گریبان کی پیک مہمانے جو میں تقریر کسی کی

سمجھا تو ہیں گرامل مرا اسکے تین لوگ ستا ہی نہیں وہ بت بے پیر کسی کی

اور کوئی بہت جو کہے اُس سے تو بولے (ق) واللہ نہ بخشوں گا میں نصیب کسی کی

دنیا میں تو یوں اور بھی محبوب ہیں نصرت

اُس صُن کے آگے نہیں تو میر کسی کی

جو یارو اسکی اٹھکھیلی دم رفتار دیکھو گے
خمر اہر کو اسکے تیک رہا جب میں تو وہ قاتل
طبیون نے بود کیا تبین کو میری تو یہ بولے
ابھی تو حال دل نہان ہے اور سب مجھے روکین
صنم کھو لیکھا جسم طرہ عنبر فشان یارو
ذو گے شربت دیدار اگر حسیار کو اپنے
تو ہر اک چال میں اسکی نئے اطوار دیکھو گے
لگا کتنے کینچلی ایک دن تلوار دیکھو گے
یہ جاو لگا تھا ہے ہی کے ساتھ آزار دیکھو گے
عجب حوال ہوو لگا دم اظہار دیکھو گے
تو پھر لکھ لگا کیا کیا کوچہ و بازار دیکھو گے
تو ہی دیکھا تھا راطالپ دیدار دیکھو گے

خدا کے واسطے نصرت کہا یہ سوز کا ماز

لگا کر دلوں کا بہت آزار دیکھو گے

انتخاب پوان خان بہادر خان مرحوم مصروف بہرہ حافظ رحمت خان

قصہ کرتا ہوں ترے گھر سے جو میں جانے کا
شعشعہ گو تھکوا بھی ہے سوزِ محبت کی لگن
ناصحا دستِ جزن ہے یہ سلامت جب تک
نہیں معلوم مزا کیا ہے تجھے اے مصروف
یار ہی جسکا عزیز و در پے آزار ہو
ہے مثلِ حبابِ زندگانی
جتنے ہوں جو ہر بین تو ہم دم
مصروفِ جہان کے میکہ میں
کے دل سے گھر سے ہم تو کمان رہتا ہے
دل ہے غمش یار کی اس طرہ فراغِ موشی پر
احوالِ دردِ دل کوئی اظہار کیا کرے
مرہمِ تھارے لطف کا ہے غیر کے لیے
کھین ایک جا بھی غیظ و کمان کا مکان رہتا ہے
جب طہون ہوں تو وہ پوچھے ہے کمان رہتا ہے
بمیر ہو طہیب تو حسیار کیا کرے
نرنا ہے کہ یہ جگر اٹھا کر کیا کرے
اک نقشِ بر آبِ زندگانی
کرتی ہے عتابِ زندگانی
کی ہے شرابِ زندگانی

مصروف ایک بوسے پہ دل دیکھ چپے ہا

قیمت جو خوب پاوے سو کرار کیا کرے

سلسلہ انتخابیہ ان محبت خان محبت

دل مری جان کا وبال ہوا / آہ جینا مجھے محال ہوا
 انہی ہستی سے جب گزر گئے ہم / تب تری ذات سے وصال ہوا
 عشق میں نیرے جی دیا ہستی / تم کو کچھ بھی بھلا لال ہوا
 تو جو پہلو سے اٹھ گیا میرے / کیا کون میں جو دلکا مال ہوا
 ہم میں اور زینت میں جو بہا ہوا / تنہا سے تیری انقباض ہوا
 غیر کے گھر قدم رکھا تو نے / دل محبت کا پائال ہوا
 خادو ملین وہ جسم جلوہ فرمانے لگا / غنیمت تصور بھی خجالت سے مرجھانے لگا
 کیا کہے گا خاک دان جا کر مرے پیغام کو / تو تو قاصد نام اسکا سنگے گھبرانے لگا
 غم میں ہوتا ہے نشانی بخش جی کا فضل اشک / یہ خدا فی ہے کہ لڑکا ہم کو بھلانے لگا
 دماغ طراغ اس جسم کو سرد چراغان کر دیا / مہلک عشق اپنا تاشا آپ دکھلانے لگا
 کون محبت ہم نہ تو کہے کہ آگے ہی سمجھو / دیکھے دل اس بت کو اب کا ہیکو پھٹانے لگا
 تجھے تھا کون جو لعنت کا طلبگار نہ تھا / میں ہی پیاسے کچھ اکیلا تو گنہگار نہ تھا
 کیا کون ناوک مرگان کی حقیقت تیری / کونسا تیرا جو دیکھے مرے پار نہ تھا
 اب تو جزو درخشا اور نہیں کام ترا / آگے اے شوخ تو اتنا تو ستمگار نہ تھا
 آہ دے آتائیں بازار بہستان میں دو کو / ایک اس مجلس کا داں کوئی خریدار نہ تھا
 تجھے کل اُسے محبت جو کیا تھا سدا / دلیر ہی کر اداسی وہ کچھ استرار نہ تھا
 جو ہر دل بونہا رو دیا کرے گا / تو مہک کو اب نہ تب رگڑا کرے گا
 مجھے آہم آویگا اُسی مہم / تو راجب نیر دلین جا کرے گا
 بے ڈر ہے جو فضل اشک نکلا / تو دیکھے راز کو افشا کرے گا
 مہم گانہ جی لیو سے کا آخر / ملاؤ اور اے غم کب کرے گا
 بہت گھر و درپے ہے میرے / وہی ہو گا جو کچھ مولا کرے گا
 ناصحان کیونکہ ہوں اُس یار جانی سو خواہم / کب کوئی ہوتا ہے اپنی زندگانی سے خفت

نا صہا میں کیونکہ ہوں اُس بار جانی سے خفا
 کچھ تو کم ہو ہر زہ گردی و خستین کچھ تو گھٹتین
 دو دن کیساں ہیں تجھ کو یاد میں اب خوش نہیں
 کیا عجب قصہ جو وہ سن کر ترانا خوش ہوا
 کس توقع پر محبت خط میں حال دل لکھیں
 کوئی بھی ڈھب کچھ آتا ہے وفاداری کا
 اسکے کا کل میں تو جاتا ہے دلاؤ دوسرا
 عشق کا جھک ہے آزار شفا ہے دشوار
 ایک ہی جہز کی میں اسے یاد نہ کوئی بھڑا
 قید ہوتے ہی ہوا دونوں جہان سے آزاد
 یاں کہ کو قتل کا ڈھب ہے یاد اس طرح کا
 کہ نامیہ پھر چاک نفس بھی ظالم
 شادی کے نام سے بھی واقف نہیں جو یارو
 اب شاعری کے فن میں تبتنا ہے تو محبت
 جدا جس میں تو سرو قامت ہوا
 بلاؤں سے محفوظ تھا میں دلے
 میں حیران ہوں مجھے تو کس لیے
 محبت جتنا کی نہ میں نے کبھی ؟
 مگر اس سے مجبور ہوں کیا کروں
 بنے اُس بن ادھر ادھر دیکھا
 خاک ہونا چاہتین ہے اکیر
 بنے اُس کو بھی با حشر یا
 دیرِ معان سے اُٹھتے ہی
 کب کوئی ہوتا ہے اپنی زندگی سے خفا
 جلد آسیری کہ میں ہوں اس جوانی سے خفا
 ہر بانی سے نہ کچھ نا مہربانی سے خفا
 میں بھی ایدل ہو گیا تیری کہانی سے خفا
 اُس کو جو ہوتا ہے پیغامِ زبانی سے خفا
 یا کہ سیکھا ہے ہی مشورہ مستبک داری کا
 پرشبِ نار میں ہے کامِ خبر داری کا
 گوسینا ہو علاجِ مری بیمارِ ری کا
 کیا ہی اختیار کو جو لے تھا تری یا ری کا
 میں تو بندہ ہوں محبت کی گرفتاری کا
 ہے تو ہی اک جہان میں جلا و اسطرح کا
 محب کو ملا ہے بل صیادِ اسطرح کا
 دکھتا ہوں ایک دل میں ناشادِ اسطرح کا
 میں ایک بھی نہ دیکھا اُستادِ اسطرح کا
 وہ دن بچہ روزِ مہتاب ہوا
 وہ پیدا مرے جی کو آفت ہوا
 خفا اسے خداوندِ حیرت ہوا
 نہ کچھ اور کارِ فحاحت ہوا
 کہ خود نامِ سیرا محبت ہوا
 کچھ نہ آیا نظرِ جد ہر دیکھا
 مثلِ سیاحِ ہمتِ مردِ دیکھا
 عشق میں جب کو جینے دیکھا
 آپ کو بننے در بدر دیکھا

عاشق کے ہنس سوا سہنے — اس محبت کو بے ہنر دیکھا
 مینا دلاسے دلہ لگا تیرا اثر کا — مدت سے ہے مشتاق پنجہیر اثر کا
 حیران رہا صورت بت دیکھ اُسے عالم — کیا رکھتی ہے عالم تری تصویر اثر کا
 ہوتا ہے دونوں اُسے سُن ہر کوئی دانا، — کیا شور رکھے ہے مری زنجیر اثر کا
 رودے وہ تجھے دیکھ کے ایسا نہ ہر ابکی — ایسا میں کروں خطا اُسے تحسیر اثر کا
 بے پردہ اُسے دن گیتیں گچھنچ کے لایا — تھا بسکہ مرانا نہ شمشیر اثر کا
 کس طرح محبت کا ہوشمرا اثر بخش — ہوئے سخن صاحب تاثیر اثر کا
 گلا کس سے کریں آواز ہو گا دھیان ادھر کس کا — ہمارا کیا ہے حال ہے وہ بے خبر کس کا
 نین میں دیکھ سنا گو تجھ تو دیکھ تک محب کو — بے خوف ہے تیرا بھلا ہے جگوڑ کس کا
 بے آئی ہے حیرت دیکھ کر شہر غموشان کو — کہ ہو آبادان ویران بے ہے یہ مگر کس کا
 گزر چکا ہوا اس جاوہ اپنی جان سے گزرا — مجھے تیرا تو یارو کہ ہے یہ رہ گزر کس کا
 محبت ہو گیا ہے کیوں سرا پا صورت حیرت — خدا جانے تصویر ہے اُسے آٹھون ہیر کس کا
 چھپا نظروں سے عالم کے جو شہ تیری دان — عجب نقشہ حیرت نے کر دیا لاکھوں گریبان کا
 نظر پڑے ہی جھٹ پڑ جی گیان تو خدا جانے — کہ یہ بجلی گری ناگاہ یا اُس شوخ نے ہانکا
 جگر پیش کے داغون کا جسے باغ پھولا تھا — لڑکپن میں سبن پڑھتا تھا جب تو گلستان کا
 تا شا میری مرگ و زبیت کا جہم لگا کرنے — کبھی پڑے سے منہ کو اُس سٹھولا اور گودھانکا
 محبت اس زمین میں تانے ہیں مستعد اتنے — اگر اوراق پر لکھے بندھو شیرازہ دیوان کا
 آسمان تک تو گیا اشک کا طوفان میرا — دیکھئے کیا کرے اب دیدہ گریبان میرا
 دیر سے ہجکونہ کچھ کام نہ کہے سے غرض — کیوں گلہ کرتے ہو اسے گبر و سلمان میرا
 بلبلوں سے پھر اٹھا شورہ چن میں شاید — سیر کو آج گیا وہ گل خندان میرا
 قتل کرے کو تو عالم ہے محبت لسیکن — کیا کروں آہ کہ رہتا ہے وہ خواہان میرا
 تری جنون سے تھامیں خون میں توجہ سے لڑکا تھا — ہوا آنسو طور اُس بات کا جو محب کو دھڑکا تھا
 کہوں اُس شہر کے شب زدی پوشی کا کیا عالم — جھوٹ کا تھا کہ سر سے پاؤں تک اک شعلہ بھڑکا تھا

بہت لوگوں کے دل زمین ہی ہوئے منہ
 قدم ہیں پانی دے ٹھکے دھنک ہی سین رکھا
 سحر لاک لاک کھنچ اس درد و محبت کو
 کل ترے کپے میں دل چلنے سے ہار اگر پڑا
 اُسکے جانے عجیب اک مجھ پر عشق طاری ہوا
 چاند تارے کا دوپٹا اوڑھ آ بیٹھا ہے تو
 زخمی تیرے کمان رہتا ہے قائم کوئی دم
 کوئی جانے ترے شاید کھڑا بیٹھا ہے
 گو چوٹی ظاہر محبت اس کباری کے سبب
 نیند بھولنے سے مجھے ہمایون کے کیا کام تھا
 مت خاہو مجھے تو دلائل و اسباب را با عقد یار
 فصل گل آئی نہیں تعمیر میری ناصحا
 حال دل ظاہر ہوا مجھ کو کہ آنکھوں سے سدا
 کس طرح اُس سے بنے مجھ کو ملاقات کا ڈھب
 غافل غیر میں کرتے ہو مری ہمسانی
 گرچہ بیٹھے ہو مرے پاس ولے فیرون سے
 خوش و ہر خوش اندام و خوش اسلوب ہے محبوب
 ڈھونڈھون کے محبوب ہیں اب میں دو جہان میں
 زلف و رخ محبوب جو یاد آئے ہے مجھ کو
 محبوب و محبت کی تو نسبت نہیں مخفی
 دشمن مرا صریح اُسے جانتے ہیں آپ
 تیرے بغیر حق یہ دلوں میں ساری رات
 شب و رات ہے یا آسمان غم ٹوٹا

ترانہ جو ملکر آہ سے بجلی سا کر کا عجب
 یونین شب سوئے سوئے آپ کچھ وحشی وہ بہر کا
 کہ دروازے کا میرے رات کچھ تختہ سا کھر کا تھا
 تا تو ان تھا تنگ گیا آخر بچا آگر پڑا
 وہ خوشی سے اٹھ چلا میں غم کا مارا اگر پڑا
 یا فلک سے میرے برین چاند مارا اگر پڑا
 تو نے پر تیرے گدے حب کو مارا اگر پڑا
 پر محبت ہے یقین، جب تو مدعا را گر پڑا
 پر جہم دسو از دے سو تیری یاری کے سبب
 کیا کروں کرتا ہوں نالے بغیر اری کے سبب
 جا پڑا تیرے گلے بے اختیار اری کے سبب
 ہو گیا مجھ کو جنوں باور بہاری کے سبب
 خون جو بہتا ہے محبت زخم کا رے کے سبب
 جس سے ہرگز نہ ملا آہ کبھی مات کا ڈھب
 راہ و از دے یہ سیکھے ہو درازات کا ڈھب
 میں نے دیکھا جو ہوتا رہے اشارات کا ڈھب
 دیکھو تو مرا حص میں کیا خوب ہے محبوب
 طالب کا تو کو نین میں مطلوب ہے محبوب
 ہر شام و بحر نرہ محبوب ہے محبوب
 ظاہر ہے محبت ہی سے محبوب ہے محبوب
 اس پر سخن کو غیر کے پھر مانتے ہیں آپ
 کہ کل پڑی کسی پہلو نہ مجھ کو ساری رات
 اتنی ہو گئی یہ آج کیسی بہاری رات

نری جوانی میں اس کا صبح امید
 میں اپنے سر کو جو چپکا تھا ہجر میں تیرے
 شب وصال میں بھی چھپے اک بلا ٹوٹی
 نہیں بتا ہے تو مجھ سے تیرے خود کام کس باعث
 نہیں دین اگر تیرے ارادہ قاتل کا میرے
 ہوا ہو گا جو عاشق اس پر ایدل تو ہوا ہو گا
 دل بیمار نے اس کے نہیں گرجی دیا بار
 حیران بھی بھلا کارستم کیا باعث
 قاصداں بھوکو اسی سر کی قسم سچ کہو
 ایسے تھانے کے تین چھوڑ کے سن اسے زاپہ
 آگے روتے ہی گذرنا تھا شب و روز اسے
 اسے محبت میں نہ سمجھایا خدا شاہد ہے
 صورت کا اس پر ہی کی میں دیکھا ہے نور آج
 کل نہ تو اپنے سامنے بیوش تھا وہ طفل
 ہر جذبہ دیکھنا بیت اشکال تھا وہ لے
 لانا ہے ہر وہاں کا ناظرین کب وہ حسن
 مددوں سے خوب غوطے دینے غم میں شخ جی
 وہ جو شئی قائم محبت سنی تھی میں -
 جیسے ککل گذر گئی پھر شب سمور (ق)
 آنے انہیں دیتا جو چھپے کھٹ کے برابر
 کیا قہر پہنل کو کہ سو سبزی چپان
 نگلیں سے تو تمشاد کو سو طرح سے چھپا تھا
 یہ حلقہ چشم اپنا ہے اک زور ہی چھپلا فقط

کئی تمام مجھے کہتے آہ و زاری رات
 لہو ہر اک درد و دیو اسے تھا جوی رات
 محبت اُسے جو کاکل زور اسوار رات
 نہ لانا تھا تو پھر مجھ کو کیا بذا م کس باعث
 نکالی ہے میان سے تیغ خون آغام کس باعث
 خدا کے واسطے لیتا ہے میرا نام کس باعث
 محبت کے تین آج آگیا آرام کس باعث
 ہر گھڑی تیغ جو کرتا ہے علم کیا باعث
 خطا جو اُس نے نہ کیا ہو کر تم کیا باعث
 پھر نہ جا کر جو بھلا دیر و حرم کیا باعث
 اب جوانی نہیں اس چشم میں غم کیا باعث
 گھر سے رہتے ہیں تجھے درد و الم کیا باعث
 کافر ہوں میں جو مجھ کو خوش آتی ہو خود آج
 پیدا کہاں سے ہو گیا ایسا شور آج
 جس طرح ہو سکا اسے ہم آئے گھر آج
 اپنے تین بہت ہی وہ کھینچے ہو دور آج
 دیکھا کرا متوں کا تہادی ظہور آج
 دور فلک سے اُس نے کیا ہے ظہور آج
 ویسی ہی اب گذرتی ہے لیل تنور آج
 کب آئے سلا یا میں کروٹ کے برابر
 پہنچیں نہ ترے بالوں کی اک لٹ کے برابر
 کہ نہ ہوا قد سے ترے چھٹ کے برابر
 دکھ لے تو اسے پاؤں کے انوٹ کے برابر

انتخاب دیوان شائق شاکر دھرات

زخم بھر سکتا ہے مریم سے جو ہو تلواریکا
 گمہ لبون پر جان گمہ آنکھوں میں دم آتا ہیلا
 خیرستی کیا خوش آوے بخودان عشق کو
 لکھن کن باتوں سے شائق اسکو بھلا اپنے گھر
 زیندہ یونہی تو زید ہر اک ہے اُس یری کا
 اُس خفیہ لب نے ہمیں چھپتی جو کل کئی کچھ
 رہتی ہے ہاتھ میں جو اُس خوب کے ہر دم
 ہلکوا جناس جہان سے وہ دل زار ملا
 گر کسی کے وہ ملائے رہنیں ملنا مجھ سے
 کیا ہی غل کرتے ہوئے شمع کو دوڑے دربان
 سنگدل بچہ سے وہ لگا دے دل
 پاسبان ایسے دزد کا ہو کون
 اپنی ہی زیت اُسکو ہے منظور
 چشم ابرو ہنگامہ سب ظالم
 تیرے اب جا بھلا کے کھونے کو
 کس در پہ ان کے جا کر پوچھا میں آپ گھر ہیں
 کھولا درخش کو صیاد نے تو ہم کو
 مر جائیں ہم تو دم میں بے یار سے عزیزو
 برباد کرنے والے ہیں آپ یک جہان کے
 کیا نفع ہم کو جو گا خوبون کی دوستی سے
 یہ اٹنی بات ہے کچھ سوچ کر حیرت میں جاتا ہوں
 قصور اُنکی شوخی کا خود کو گدگدا ہے
 لبیک چنگا ہونہ زخمی ابرو حصار کا
 دمدم کچھ اور نقش ہے ترے مہیا کا
 آپ میں آوین تو پھر ہے دھیان جسم یار کا
 میں فقط شاعر ہوں وہ شائق نہیں شاعر کا
 پر تھر ہے لنگنا سینے پہ دھک دھکی کا
 مارے مہنی کے چٹ سے منہ کھل گیا کلی کا
 کیا جاننے اراد اب کیا ہے آرسی کا
 آہ جس جنس کا کوئی نہ حسرت یار ملا
 تو گلے سے مرے دیوے کوئی تلواریکا
 جہا بکھنے کو جو نہیں بکھ رخت دیوار ملا
 اپنا پتھر کا جو بناوے دل
 جو کہ نظرون ہی میں چرائے دل
 رو برو اسکے کیونکہ جاوے دل
 آہ کس کس سے جی بجاوے دل
 کوئی شائق کہاں سے لاوے دل
 تو ہنسنے آہی بولا کیا جاننے کہ ہوں
 کیا فائدہ اب اپنے زوال میں نیر میں
 جیو ہیں جو کہ برسوں انکے بڑے جگر ہیں
 نہاد ہم تمہارے ہاتھوں سے لوہ گر ہیں
 عاشق کے یہ تو شائق جو سبہ ضرر ہیں
 کہ جسے دل جو ایا اُس سے میں آنکھیں پرتا ہوں
 تو عین جوش گریہ میں میں کیا کیا مسکراتا ہوں

کہا جا کر کسی سے مت شاخاقت کو تو بولا — بہتین کیا کون ہو تم شوق میرا میں شاد ہوں
 کسی کو نہ جانے نہ کچھ بات مانے — ملا ہے کس بت سے ہکو خدا نے
 غصہ آمد برق آئی جو اس بن — تو دل پرین کیا کیا لگا تلکانے
 گیا چوری چوری بھی میں وقت خفتن — یہ وہ پانوں شکل ہی تھے ہاتھ آنے
 نہ اس بن کو کچھ علاج اے طبیبو — مجھے مار ڈالا مہساری دو آنے
 جہان پاؤ شاکت کو صحبت نہ چھوڑو — کیا ہے یہ اب حکم اس میرزا نے
 بزر دور فلک جب تلک زمانہ رہے — ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے
 لگا گیا ہے وہ منہ پر یہ ہر حاموشی — کہ ہوش اپنے کسی وقت بھی بھانہ رہے
 بڑا مزا ہو جو کدے وہ مجھے اے شاکت — کو آج شب کو کوئی یان ترے سوانہ رہے
 اک تنگ سی گلی میں آتا تھا وہ او دہرے — کیا ہی سٹ کے نکلا پنچا جو ہیں ادھر سے
 دیکھا کہ بن ہن ہرون ہو کر کھڑے بہ جہت — ہم اپنے بام پر سے وہ اپنے بام پر سے
 ماہر دز لغون میں کیوں کھڑا چھپا یا آپ — روز روشن کو بہن شب کو دکھایا آپ نے
 کل نہ تم یان تھے نہ اپنے گھر تھے کسی کیا سبب — بیچکا شاید نیا کوئی بنا یا آپ نے
 میں تو بس فتن کر گیا یہ ذوق فونی دیکھ کر — کس سلیقے سے دو طرفہ خطا اٹھایا آپ نے
 آنکھ دکھلا سامنے غیرون کے پھر بوسہ دیا — مار بھی ڈالا مجھے اور پھر جیلا یا آپ نے
 بات نہیں کرتا کسی سے یہ کیا پیدا غود — ان دنوں شاکت کو چونک منہ لگا یا آپ نے
 عجب شیوہ ہے آنکھوں کا کون کو اشکباری ہے — جودن کو اشکباری ہے نوشہ خرماری ہے
 کبھی مانگا جو میں نے ایک بوسہ اس کے گزرت — تو مخہ زدیک لا بولا کہ کو خاطر مہساری ہے
 جو ہمیں میں مقصد لیکو کا کیا پھر بٹا کر دیکھو — لگا کہنے کہ پرج جانا تھا یہ شوخی چاری ہے
 سوا اُسکے جو خواہاں ہو کوئی اور ان جنت کا — مرے نزدیک تو شاکت وہ بیشک مرداری ہے
 کہوں کیا شوخیان اسکی غضب وہ یار جانی ہے — قد و قامت فقط جسکا قیامت کی نشانی ہے
 صبا کو پوچھا دین ہو دے گزرتیہ را — تو تک کہدیکھو میرا یہ پیغام زبانی ہے
 کہ یہ کیا ظلم یہ ظالم جو مجھ سے صید لا غر کو — رکھا ایسے قفس میں جہین دانا ہے نہ پانی ہے

انتخاب دیوان شہناخ

حبلہ شمع طور نے مارا دل خالی کلور نے مارا
 مین عدم مین تھا زندہ جاوید مجکو میسر تھوہو نے مارا
 کہتے ہیں حاکمین گے ضرور ضرور مجکو اون کے ضرور نے مارا
 نہ کیا مبر عشق مین آحضر اس دل نا صبور نے مارا
 روئے ہیں صبر پرودہ کہ کہہ کے مرگ عبد الغفور نے مارا
 عشق کا راز کیا چھپا ہوگا اُن کو معلوم ہو گیا ہوگا
 وہ شب وصل کہتے تھے ہنس کر دیکھ لے گا کوئی تو کیا ہوگا
 درو دیوار پر ہے رک روئی جلوہ شرما وہ نہ لقا ہوگا
 تیری چالوں سے میرے نالوں سے حشر پر یا حبلہ جا ہوگا
 نالوں سے فائدہ نہیں شہناخ اور غصہ وہ پر حفا ہوگا
 جنے تری مہیا کا دکھ نہیں دیکھا واللہ کہ آنکھوں سے تھا کو نہیں دیکھا
 معلوم نہیں تھوہو وفا کہتے ہیں کسکو تنے ابھی ارباب وفا کو نہیں دیکھا
 نازان انہوں کیوں خضر ہلا عمر پہ اپنی حضرت نے تری زلف رسا کو نہیں دیکھا
 سوز و رونا کو آخر ہجران مین کیا ہوا تھا آہوں نے کیوں کمی کی گر تالہ نہ پڑا تھا
 اب سوچا ہوں مین نے دل اُسکو کیا دیا تھا مشہور وہ جہان مین ہمیر ہو نا تھا
 نے تاب نہ طاقت ہے ضعف و ناتوانی اے جان دیکھ مجکو اب کیا ہوں اور کیا تھا
 رشک عدو سے مٹلا مین نرم دل رہا سے جو میرا مدعا تھا غصہ رن کا مدعا تھا
 تہا چہرہ ماحین کو شہناخ نرم مین شب اخن بدل زن اشعار اپنی جو چڑھا تھا
 پیری مین شوق و وصلہ فرماہین با وہ دل نہیں رہا وہ زمانہ نہیں رہا
 عشاق و بوالہوس مین نہیں کرتے وہ تیز وان اتیانیک دیدار نہیں رہا
 سستی مین رات وہ دیکھلے مجھے ہنشین کچھ اعتبار نہ صہبائے نہیں رہا
 کیوں جائیں بہر کے کچھ سے شہناخ دیکو وہ سر نہیں رہا ہے وہ سر نہیں رہا

نہ کہہ را ز دامن جھوٹ دل سے ہٹا کر
 مہرے روئے کا حال ہے ایک تماشا
 وہ کب لینگے کعبہ کو گھر سے مٹا کر
 حد و قاصدوں کو بسایا ہے آخر
 وہ سنتے ہی ہنس دیتے ہیں کھل کھلا کر
 مگر میرے آنے سے شرانگے ہیں
 رہ کو چڑیا رہ میں نے بٹا کر
 وہ محفل میں بیٹھے ہیں کیوں سر جھکا کر
 وہ ہوں بیوفا لیک سناسخ شیدا
 جان پائی ہے یہ سناسخ نے بچان ہو کر
 ہکام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہو کر
 قتل کے بعد وہ روئے ہیں پشیمان ہو کر
 نزع میں یاد کے آنے کا گمان ہوتا ہے
 مساتھ ہیں صبر نہ ہوش و خرد ناب و توان
 نکلے کوپے سے ترے بے سرو سامان ہو کر
 بھار کے غیر کا دامن وہ مگر نادام ہیں
 بزم میں بیٹھے ہیں کیوں سر گربان ہو کر
 نہ بچا راہ میں اُس دشمن دین سے ایمان
 کعبے کو جاتے تھے سناسخ مسلمان ہو کر
 ظاہر امت ہے قفس بے عشق
 ر حقیقت میں جا لفسرا ہے عشق
 عشق ہی عشق ہے جدھر دیکھو
 کفر و ایمان کا مدعا ہے عشق
 دیکھ سناسخ گرد ہوتا کفر
 کہتے بے شبہ ہم خدا ہے عشق
 جان سے اپنی گزر جائینگے ہم
 عاشقوں میں نام کر جائینگے ہم
 دختر رز کو گلائیں گے نہ منہ
 میکدے میں ہی اگر جائینگے ہم
 کیا عدد و رو کے گا نرم بار میں
 جائینگے سناسخ پر جائینگے ہم
 بچلایا کی دبا میں گر عدد و
 ہے یقین سناسخ مر جائینگے ہم
 فرق سناسخ اگر ان کی محبت میں نہیں
 کیوں خزانہ نام کو بھی حرف شکایت میں نہیں
 تیری ہر بات پہ ہے محمد دل پر و جوان
 ہے ادا کوئی داخل جو کرامت میں نہیں
 دلربائی میں وہ استاد ہیں بیشک سناسخ
 کوئی بات محبت کی عداوت میں نہیں
 اُن سنے آنے کا احتمال نہیں
 جھکو دشوار عنبر کو آسان
 میری تقدیر میں وصال نہیں
 خوش ہیں وہ بزم غیر میں افسوس
 گزرا اُس کوپے میں محال نہیں
 یسے مرنے کا کچھ ملال نہیں

گرا فرنا لہ دھنسان میں نہیں
کوئی ذی روح کیوں جہاں میں نہیں
چلتی ہے عاشقونہ تیغ پر تیغ
کچھ اثر شور الامان میں نہیں
خضر کی طرح کیا جیکن تنہا
کچھ مزہ عمر جاو وان میں نہیں
مجھے دل وہ بہانے کرتا ہے
خوبرویوں کے جو گمان میں نہیں

کون طرزِ حشر پر داری

کلب عبد الغفور حسان میں نہیں

یار کا جلوہ ہے گل میں خار میں
دشت میں کسار میں گلزار میں
جی میں ہے اب باندھے سرے کفن
حسرت آرایش دستار میں
دھوپ کی شدت کا حیلہ کر کے ہم
ٹھہرے اُن کے سائیدیلوار میں
سجکیان مینا بیان جا نکا ہیان
کیا مرے ہیں مردن و شوار میں
نالہ کیوں جاتا ہے اویسیاں اُدھر
کیا دہرا ہے گنبدِ دوار میں

پیری میں ہکو شوق سے ارغوان کسان
ساتی کمان ہے حضرت پیر مٹان کمان
کیا عیش جاودان کا بہلا ذکر ہم نشین
میرے نصیب میں ہے غم جاودان کمان
کچھ مے کی بات کہنے ہی کو تھا کہ پی کیا
واعظ سے بلکہ مے میں چوہ چاہیان کمان
کچھ لطف زندگی کا نہیں ہے بغیر عشق
پیری میں ہائے دلکی وہ مینا بیان کمان
لرزان تھے جبکہ خون سے نہ پایہ فلک
لشاخ اب وہ نالہ و آہ و فغان کمان
دل کا کیا کام اگر کوئی حشر دیا نہ ہو
جنس بے کار ہے گرد و نغ بازا و تنو
سنگ زیب سر سودا زوہ زہار تنو
نکلو گر حسرت آرایش دستار تنو
دل نے جس طرح ستایا ہے ستاؤن اسکو
ایسے محبوب کو چاہوں کہ وفادار تنو
وصل میں غمِ غمِ محبوب سے ہو عیش سوا
وہ نہ اے کبھی لشاخ جواری کی مین
سارے جہان کو رہی ہے اُس فتنہ گر کیا تھ
کیا اصل جسم ناز کی روانہ ہے گر یہی
کیونکر نہ دشمنی ہو مجھے ہر بشر کے ساتھ
ڈوبے گا اک جہان مری چشم ترکے ساتھ

اب میں ہوں اور خاندانِ صفا و جمہ صغیر
 کیا کشمکش میں جان ہے وہ دونوں کی دیکھئے
 ششآخ و ہریان زلفت کا دل سے نہ جائیگا
 جلوہ یگرنگی وحدت کا گل و خار میں ہے
 سستی و میکشی و رندی و توبہ شکنی
 نوک خجھر میں ہے نے نوک سنان میں نسلخ
 وہ مرا حال زار کیا جانے
 زار و خشک اپنے گوشے میں
 ایک ہو وصل میں جوش و رول
 گردن چشم یار کے غریب
 گھر افشائی، مژدہ ششآخ
 گرد عشق لے دلِ ناکام برا ہوتا ہے
 جسے کیونکر وہ ملیں خوف ہے ہوائی کا
 باغ میں پہل دیئے غیر کو اور خوار مجھے
 جھوٹ ہے پر ہے عجب راست نہ لطفِ خرا
 اُن سے پھان نہیں حال دلِ ناکام کا راز
 حال دونوں کا برا ہے شبِ تنہائی میں
 نہیں معلوم کریں کن چون کیا میں ششآخ
 کوچے میں ترسے یار کوئی خاک بسر ہے
 ناکام ہیں وہ جو ہیں فنِ عشق میں استاد
 ممکن ہے کہ ہواں سے یار یک و لیکن
 ششآخ اور تاسا ہے تو کیوں خاک بیابان
 ہجر کی رات کو دم بھر بھی نہ آرام لیا
 دل سے گئی ہوائے چمن بال و پر کے ساتھ
 اور لہجی ہوئی ہے آہ ہمدردی اثر کے ساتھ
 جب تک ہے جان تن میں یہ سودا ہی سر کیا ہے
 ایک ہی تار عیان سمجھو زنا دین ہے
 اور کیا اسکے سوا خاندانِ خار میں ہے
 بات چینی ہوئی جو یار کے انکار میں ہے
 وہ غم روزگار کیا جانے
 لطفِ ابرہہ بار کیا جانے
 دور لیل و ہنار کیا جانے
 گردِ مش روزگار کیا جانے
 رگِ ابرہہ بار کیا جانے
 کہ بد آغاز کا انجام برا ہوتا ہے
 کہتے ہیں عاشق بدنام برا ہوتا ہے
 یار نے دید کہ دشمن میں کیا خوار مجھے
 اُس کے قاصد نے دیا مژدہ دیا ارہجے
 خلوت خاص میں کیا حاجت اظہار مجھے
 میں دل زار کو ہلاؤں دل زار مجھے
 نہ جگہ دیتے نہیں کافر و یتیم دار مجھے
 دل سوختہ کوئی ہے کوئی تفتہ جگر ہے
 بے شہہ فلک و شمن ارباب ہنر ہے
 کہتے ہیں نہیں اُسکی کمر اس میں نظر ہے
 گھر میں ترسے ہمارا ہے وہ کچھ جکڑ خیر ہے
 بات کچھ دل نے اگر کی تو ترانہ نام لیا

انتخابِ یوان رضا علی وحشت

آئینہ خیال تھا مکس پریرا زکا
 طور شہید ہو گیا جلدہ و لٹوار کا
 پایہ بہت کیا بلند اُسے حریم ناز کا
 ناندہ پہنچ سکے عجب درہگزر نیا زکا
 خشت کی کلیم نے نکتہ عجب سمجھا دیا
 در نہ حریف میں بھی تھا اُس شر و دوا زکا
 شوق ترا ہے موحنون ذوق ترا بہا زکا
 لکھول نہ دین بھرم کہیں پردگیان زکا
 آہ و فغان گھٹنہ ساتھ جھاگئی ایک بیخودی
 قطع زبان ضرور تہاشش زبان دراز کا
 خاک میں لگے دستے اکٹھے اُٹھی دشمن سے
 ہے ہوا حق ادا اُسکی جگہ و ناز کا
 مطلب خلہ کیا سنائے وحشت خستہ کیا سزا
 معتقد قدیم ہے نہ مرنے عجب از کا

چلا تھا گوئے جانان کو جنونِ عشق در میر ہٹا
 چارے عرصے پیدا تھا اک عنوانِ بیتابی
 بہن بیتاب رکھتی تھی ہوا سے آستانِ بوسی
 نری ستارہ و فدا داری سے ظاہر موج دریا تھی
 اب تک دل بہاد وحشت خراب بادۂ الفت
 دیر تک شور تبسمِ نک انسان نہ رہا
 کول حائے کہ یہ کافر فطری کس کی ہے
 جانِ یز سے مجھے داد و فاقہی مطلوب
 نگیا میں ہمہ تن مشیوہ عجز و تسلیم
 ملکی وحشت دیوانہ کو توڑی سی زمین
 حریف و دیدار جو کیا ہو حجاب اُسکا
 مجسم ہرے ہر چند ہر اُسکی بلا شکر
 ہے اوزان اسقدر دیدار جانان ہم نہایت
 کرم کی ہے نظر اُن کا گن خاک پر دائم
 کلامِ عربی شیراز سے تقلید کے قائل

ذرا رونق آشفتمہ دستار دی مرا سر ہٹا
 کبھی سر کی بھی لیتا تھا خیر جو ہٹے دل پر ہٹا
 ہماری وحشت خاطر کا مقصد گوئے دل پر ہٹا
 نری ہنگامہ آرائی سے پیدا شور و محشر ہٹا
 ازل سے میں گرفتار شفیق روزِ محشر ہٹا
 زخمِ کدول سے دامت ہے کہ بیان نہ رہا
 خبر اتنی ہے کہ ثابت مرا ایمان نہ رہا
 بیخفا چار گھڑی بھی تو پشیمان نہ رہا
 ہم کو اندیشہ بیکہری حسانان نہ رہا
 اب وہ ہنگامہ میر کو چھڑ جاتان نہ رہا
 نگاہ آشنایے جسکو ہر تار نقاب اُس کا
 نری چشم حیا پر در کہ عالم ہے خراب اُس کا
 زلیخا کیا سنا ہے خیال اُس کا ہے خواب اُس کا
 محافظ ہے دلون کا طرہ کھالینا اب اُس کا
 ہاں سے لیتے تھے مین دیکھ لے وحشت جو اب اُس کا

ہاؤک مزا جیون میں کچھ اُن سے میں کم نہ تھا
 بان حسرت ستم کی غلش تھی کوئی تو کھتی
 چلتا رہا ہیئتہ میں اک طسروہ خاص پر
 تیرے ہی ذوقِ جلو سے داہو گئی ہے خیم
 کیا کیا مجھے تغافل ساقی کا تھا گلہ
 تو مجھے آشنا ہوا اگر تو کیا سوا
 اس حسن امتیاز کے نہ رہا بان جائیے
 زمین روئی ہمارے حال پر اور آسمان رویا
 مرے آسودہ تری بیدار کا پر وہ دکھو لینگے
 عدو خوش ہوں تو ہوں اچھے تیرے تھی
 ستم ہے شوکت اسلام کا برباد ہو حبان
 جغای دشمنان اور پیو فائیاں اے یاران
 منگ طفلانِ فدا سے سر نہوا
 بیکسی پر وہ دارِ درد ہوئی
 سر جھکائے جاتے ہو وحشت
 گھر کے آنے ہی سے ہے ابر کا یاران ہونا
 اللہ اللہ یہ کافرِ نظری کا عالم
 دلوں کو مرغِ باد تیر کا تیرے بن
 مشغلہ آہ کا، لسترِ برگِ حبان کرنا
 تیرے اندازِ سخن سے ہے یہ ظاہر وحشت
 دلِ رفته رفته ہو کر آزار ہو گیا
 تہا شوقِ پاؤں بھی تہکا مہ فرین
 جانِ نین کل ہی گئی کنکشن کیساتھ
 وہ لطف ہی نہ تھا کہ جو مجھ کو ستم نہ تھا
 تیرے ستم کشیدہ کے سینے میں دم نہ تھا
 یعنی فریبِ خود وہ دیر و حرم نہ تھا
 بان ورنہ امتیاز وجود و عدم نہ تھا
 دیکھا تو میں ہی درخورِ لطف و کرم نہ تھا
 تیرا خیال میری تسلی کو کم نہ تھا
 تھا اک جہاں سے پر اُسے وحشت دم نہ تھا
 ہماری بیکسی کو دیکھ کر سارا جہان رویا
 عبث یہ بدگمانی ہے میں کب رویا کہاں دیا
 موقوفِ حال یہ ہے جب کہی آیا یہاں رویا
 سنی جتنے یہ اندوہِ دالم کی داستان رویا
 بہت حمیدہ ہو کر وحشت آزدہ جان رویا
 آج اُس کو بے میں گزر نہ ہوا
 خیر گزری کہ اپنا گھر نہ ہوا
 مگر اُس بزم میں گزر نہ ہوا
 جمع ہونا ہی ہے خاطر کا پریشان ہونا
 زیب دیتا ہے تجھے دھنیں ایمان ہونا
 سر کو منظور تری تیغ کے تیر بان ہونا
 کام نالے کا، جگر میں سحر افشان ہونا
 کہ مقدم ہے ترا غالب دور ان ہونا
 غم تہا ست محو دی غمخوار ہو گیا
 وہ نفسِ خواب تاز سے بیدار ہو گیا
 سختی کش فراق سبکبار ہو گیا

نے چشم انصاف ہے نے خیر عتاب
 اب عام ہے وہ وطن کے تھا خاص جیسے ساتھ
 تھا حق خود فروش کہہ اپا ہی دل عزیز
 میں سادہ لوح واقعہ رسم بہتان نہ تھا
 وہ دل کہ بہتا ہے این ستمائے روزگار
 وحشت و ساز دوستی زلف صنم نہ تھی
 زمین خوابان ہوں دول کا نہ میں چاہا پھر شرت کا
 خری گفزا کرتی ہے لبوں سے شوخیان کیا کیا
 چین کے جگر ٹری وہ یوسف گل پیر ہن ہکا
 ہزاروں آندکین میری نظروں سے نکلتی ہیں
 تو پچھے پانچ پچھے جھکویہ سودا مبارک ہو
 ہمارے سامنے وہ آنکھ دشمن سے لڑتے ہیں
 جو پیش بے غل مشغول ہے وحشت محبت میں
 عبت ہی یہ دعا طرازی نہ تہا بخود جھوٹ کا
 نگاہ کنی ہے بیکاد ٹپک رہی ہے ہلا کی حرمت
 دل دگر خون کر رہی ہے سرور عشرت کی نمانی
 بنے کا فتنہ عطا خود اسکا کوکہ آشنا نوازی
 دماغ یہ نقاد بجزدی کا، نگاہ آئینہ قیامت
 اُس شخص بذلہ سچ کے فکروں کا کیا جواب
 پنهان ہے کہ سوال کسی کی نگاہ میں
 ناکام اشتیاق کوئی مری کیوں نہ جائے
 گراے سبکہ چون سر میں ہے ہوائے قبح
 شگفتگی ہے عیان مثل خندہ ساتی

جینا بہت ہے عشق میں دشوار ہو گیا
 جو دل تو از بہت اوہ دل آزاد ہو گیا
 میں جی کو جیکر جو حسریہ اور ہو گیا
 افسر ار عشق کر کے گنہگار ہو گیا
 آخر کو پا کمال غم یار ہو گیا
 میں آپ بچو دانہ گرفتار ہو گیا
 میسر تو بان طالب ہوں واک تہو میسراحت کا
 ہے تیرا فخر خود مقتول اس انداز کشت کا
 چلا بتیاب ہو کر کاروان بچوں کی نکلت کا
 کون کیا کس قدر مشتاق ہوں میں تیری صورت کا
 یہ کیا کہ ہے کہ دم بھرتا ہوں میں تیری محبت کا
 دفا سر پہ ہے خون ہوتا ہے قروت کا
 نکر دیا رکے آگے کہی اظہار الفت کا
 ہوا ہوں مجروح ناامیدی خواب ہو قاتل آند کا
 صدرا گو بامری خوشی، شہید ہوں شون گفتگو کا
 شرمناک میں تیرے ساتی ہے کام کیا سا غریب کا
 طلب کی خاطر دانا کرنا ضرور کیا دست آند کا
 عجیب کفین ہوں وحشت فریب بدہ ہونگے بکا
 ہر نکتہ اتحاشی ہے ہر بات لا جواب
 کیا ہو جو ہے تو اسے نگہ آشنا جواب
 خاموشی ہی سے دینگے وہ ہر بات کا جواب
 مجھے نصیب نہ یار ہو چکے سوائے قدح
 نشاء خیر ہے کیا روئے خوشنمائے قسوت

مراد ہے کہ صبر ہی مجھے ملے و اہم
 میں خاکپائے تو باتیان ہوں اسے ساقی
 نسیم کو کسے طرب، یوں ہی مشکائے شراب
 قدیم خادم بزم شراب ہوں وحشت
 ہمارے قلب نے آواز دی مبارکباد
 بھلا خاؤ امید اس سے روشن ہے
 دل شکستہ نہیں اب بقید محوسات
 نسیم دشمن و گل دشمن و دشمن
 نبھے گی خوب کہ جدت پسند ہوں خودی
 بقول میر عجب صبیحہ بھی ہیں وحشت
 اٹھ نہ سکا قدم مرا خاؤ یا رکھ کر
 رشک کہاں جس کے اور مجھ خوش ہوئی
 خوب نہیں یہ اختلاط کھیل نہیں سے دوستی
 حال چن خزان میں بھی ایسا کبھی ہوا نہ تھا
 اُسے امید کیا رکھوں رحم نہ آئے جب
 جتنے دانشناس تھے ہو گئے مست بے پیچے
 وحشت خستہ بان سنا ہم کو وہ جس کی
 کسی صورت سے اُس مغل میں جا کر
 نرے گلشن میں پہونچ کر کاش اکدن
 خوشی اُن کو مبارک ہو آتھی
 گناہ اپنے مجھے یاد آئے وحشت
 تو ہے آفریدہ پے طربا مرے غم سے چشم کو تر نہ کر
 راٹھارے خروش سحر گوی غم شب تو اثر نہ کر
 وظیفہ محسوس ہے مراد عاے قدح
 نہ ہے نصیب ہمارے لب ہوں آتشائے قلع
 جمال روئے معتم طرزد لمرائے قدح
 شاد شیشہ ہے دل اور سرفداے قدح
 تجلی رخ جانان ہے مجھ کو صبح مراد
 نہ شکر لطف ہے مجھ کو نہ مشکوئے بیداد
 بھلا ہوا کہ مرا آستان ہوا مراد
 سنا ہے میں نے کہ وہ شوق ہیو مہم ایجاد
 کشش نہ دام کی دیکھیں نہ کوشش حیات
 رہ گئی چشم آرزو نقش و نگار دیکھ کر
 غم میں ترے رعب کو سینہ ٹھکار دیکھ کر
 اسے غم یا رسو چلاؤ دل زار دیکھ کر
 اپنا حال ہو گیا رنگ بہار دیکھ کر
 سینے کو چاک دیکھ کر دلوں ٹھکار دیکھ کر
 ساقی بزم ناز کو بادہ گوار دیکھ کر
 روئے لگے وہ درازا سوئے خزاں دیکھ کر
 مقتدر ہم بھی دیکھیں آؤ تاکہ
 نسیم آستانئی راہ پا کر
 وہ خوش ہیں خاک میں مجھ کو ملا کر
 نخل سارہ گیا میں ہاتھ اٹھا کر
 مری خستگی سے خیزن انو مری یکسی پر نظر نہ کر
 ہے دل اسکا نازک و خیر است میرے دل کی خبر نہ کر

ہے یہی غلش مری زندگی کہیں مٹ نہ جائے چارہ
 نہیں پائمانی عاشقان بجز اک نظر کا معاملہ
 ہے تغافل ایک ادا دلے یہ کہا یا کس نے بھلا
 غلش اُمید ہے ساگر اکوئی کہدی وحشت خستہ
 چمن سے کون نکلا پائمال باغبان ہو کر
 مرغ درد کا بنکر، الم کی داستان ہو کر
 بین اس آتش نشن صباد کے ہاتھوں سے کیا چھو
 انھیں کچھ ریل غیروں سے نہ تھا پر اب کیا پیدا
 مجھے یہ مصرعہ اکمل پسند آیا بہت وحشت
 دور از چمن ہوں با فروزش چمن ہنوز
 دلدادہ ہوں میں شعرین طسوز قدیم کا
 چلا جاتا ہے کارروان نفس
 دو پوچھے ہیں نہ کتا ہوں میں
 ستم میں یہ وحشت تری غفلتیں
 لڑائے بلبلان ہے یا ہوئی ہے ولہ کار آتش
 اگر دیائے اشک انکھوں سے بہو بیٹہ رنگ جائے
 ستم کرنا کسی پر باعث اندوہ خاطر ہے
 نہ پہچانے طراوت قطرہ شغفم اگر گل کو
 وہ شوخ سنگدل انہار یاری مجھس کرنا ہی
 ہیں بیابانے وحشت شکوہ اسکی بد راغی کا
 دل خستہ ذوق الم سے خوش غم یا اپنی اثر سے خوش
 نہ خیال ذوق وصال کا نہ دماغ بزم ثناء کا
 جو ہے ربط چشم کو اشک سے تو لگاؤ دکھو زخم کو

مری زلیت کا جو خیال ہی تو علاج زخم جگر نہ کر
 تری اختیار کی بات ہے جو کہے یہ کام، مگر نہ کر
 کہ کسی شکستہ شوق پر کہیں مجھو لگو ہی نظر نہ کر
 کہ یہ شام شام فراق ہے عجب آرزوئی مگر نہ کر
 کہ یوں گل چلی ہے کاروان ددکاروان ہو کر
 رہا کچھ دین بھی جبرست صاحبان ہو کر
 بگاڑا اسکی جو پڑنی ہے تو برقی آسمان ہو کر
 بگاڑا آپ میں نے کام اپنا بگسٹان ہو کر
 ستم کرنا نہ دودن کے لیے تم مسرت ہیں ہو کر
 لطف وطن ہے شامل یاد وطن ہنوز
 قائم ہے سرین نشہ جام کہیں ہنوز
 نہ بانگ در اسے نہ صورت جس
 رہی جاتی ہے دل کی دلیں ہوس
 تجھے کاشش ہوتا شمار نفس
 محل آتش غمچہ آتش گلستان آتش بہار آتش
 لگا دے پیکر عشاق میں روئے نگار آتش
 سہند مضر ب کے درد سے ہے بے قرار آتش
 گلستان میں لگا دے تابش رخسار آتش
 ہوئی پروانہ آتش بجان کی عکس آتش
 کہ ہوں عاشق بہت بیدا ہو کر خوی یا آتش
 جو یہ غیر کے ہے ہر سے خوش تو وہ آپ ہی ضرور خوش
 دی مجھ کو عین دوام ہے جو کر تو ایک نظر میں
 یہ مدد ہے اپنے گھر سے خوش یہ بھر ہی بھر سو خوش

وہی ایک ذوقِ خیال ہے نہ الم ہے کچھ دلال ہے
 دل دھانِ وحشتِ نیا ہے شہیدانِ شمر کا
 یہی ہے شورِ مال و قریا دہر طر ف
 نالانِ ہن درِ عشق سے بیبا ر چار سو
 بھولا ہوا ہے کوئی اپنے وجود کو
 تڑنے جو غمیر کو دستا یا بھلا کیا
 تیری خوشیوں نے کلچے کئی ہیں خون
 ہے یوے عشق رہبر ہر موجِ نسیم
 وحشتِ جی ہے دھوم ہمارے کلام کی
 شوقِ بہار میں دیکھے کوئی بہارِ شوق
 مانا کہ جام وصل ہے لبریزِ صد نشاط
 نہج کو قسم و فانی نہ رکھنا قدم درین
 بیتا بیان بگاڑ دین بسکے کام کو
 وحشت لگا کے چھوڑ بیگا یہ جسم کو بھی آگ
 وہی ہے! نکلین اُسکا وہی! انا کھلت بھی
 با جانے کہاں دل مضطربن لگی آگ
 کیجئے اسے ساقی کی بجلی کا کرشمہ
 رہنا رہے شعلہ تو دھواں ہے وہ خطا سبز
 کس تو گلِ خندا نے کیا خون و سا کا
 کاغذِ تھلِ نینِ وحشت کے سخن کا
 نہت میں ناامیدی و حسرت ہے کیا کروں
 کسکو خبر نہیں ہے کہ دیتا ہے وہ فریب
 میں ہر دوت اُسکو کہوں گا نہ زہینار

یہ کمالِ شانِ جال ہے دل و جان بچے انہی خوش
 کوئی خوش ہوا نہ اُسکو کیا وہ بڑا پیڑ ہنرِ خوش
 ہوتی ہے تیرے ہم دین پیدا دہر طر ف
 پھیلی ہے بوئے خاطرِ ناشاد ہر طر ف
 طوفان اُٹھا رہی ہے تری یاد ہر طر ف
 جاتی تری ٹھکانیت بسدا دہر طر ف
 برپا ہے ایک مشرفِ سرِ یاد ہر طر ف
 عاشق کی خاک بسکے ہے بر باد ہر طر ف
 کرتے ہیں ذکرِ طبعِ خدا دہر طر ف
 دیدارِ ہون چن کا زہے کار و بارِ شوق
 رکنا ہے کوئی گریا بے اختیارِ شوق
 اُٹھے جو کئے عشق سے ظالمِ غبارِ شوق
 رعبِ جال کا شگے جو پردہ دارِ شوق
 دل بھونک کر رہیگا نہ یونین شرارِ شوق
 رقم ہوتا ہے مکتوبِ محبت زرد نگارِ اب تک
 کس گھر سے اُٹھی آگ کہ اس گھر میں لگی آگ
 گر آتش تیرے خم و ساغیر میں لگی آگ
 آئینے سے آئینے کے جوہر میں لگی آگ
 کس سوخا سامان کے مقدیر میں لگی آگ
 اشار تھے یہ گرم کہ دفتر میں لگی آگ
 اُس جو فاسے جھکو محبت ہے کیا کروں
 یاں تو خوب کھانے کی عادت ہے کیا کروں
 یہ اقتضائے رسمِ مروت ہے کیا کروں

بگڑے جوانی بات تو قسمت ہے کیا بنے
 وحشت بچے غلامی دربان قبول ہے
 آئے کسی پر دل تو طبیعت ہے کیا کروں
 تنہائی فراق سے وحشت ہے کیا کروں
 کیا آگ لگ گئی دل اُمیدوار میں
 در نہ دہرا ہی کیا ہے نسیم ہزار میں
 چٹکی ہی کاش لپٹی وہ دل بیت راہ میں
 بے لطف کیوں پوچھا غم غریب ہزار میں
 وحشت نے گل کھلائے ہیں جوش ہزار میں
 کہ مجھ کو بخت پر روش ہے جو لکھا ہے قسمت میں
 میں کو کون سا کھڑا دیکھ دوں کہ سمجھو نکاح قیامت میں
 ستم ہی لکھ دیا ہوتا آئی میری قسمت میں
 مرہ آتا ہے اسے دعا خطا بچے تیری نصیحت میں
 محبت کا برا ہو ڈال رکھا ہے کس آفت میں
 اُس زنگیں بیا رکھے بیا رہبت ہیں
 یعنی کہ تشائے گرت رہبت ہیں
 بلنا ترا آسان ہے طلبگار رہبت ہیں
 جی بھجیہ فدا کرنے کو سہا رہبت ہیں
 دیوان میں یاروں کے ترا شمار رہبت ہیں
 کہ خود دینے لگی تیلیم خاموشی زبان مجھ کو
 کہ جو خودی کرنے لگا ذوق خسان مجھ کو
 ہوا کشوں میں حاصل ہے عیش جاوداں مجھ کو
 کہاں پہنچائے دیکھوں خدمت پیر خاں مجھ کو
 نصیبوں سے ملا ہے کج شمس نکتہ واں مجھ کو
 وصال کا الم جہر پر گمان کیوں ہو
 بگڑے جوانی بات تو قسمت ہے کیا بنے
 وحشت بچے غلامی دربان قبول ہے
 آئے کسی پر دل تو طبیعت ہے کیا کروں
 تنہائی فراق سے وحشت ہے کیا کروں
 کیا آگ لگ گئی دل اُمیدوار میں
 در نہ دہرا ہی کیا ہے نسیم ہزار میں
 چٹکی ہی کاش لپٹی وہ دل بیت راہ میں
 بے لطف کیوں پوچھا غم غریب ہزار میں
 وحشت نے گل کھلائے ہیں جوش ہزار میں
 کہ مجھ کو بخت پر روش ہے جو لکھا ہے قسمت میں
 میں کو کون سا کھڑا دیکھ دوں کہ سمجھو نکاح قیامت میں
 ستم ہی لکھ دیا ہوتا آئی میری قسمت میں
 مرہ آتا ہے اسے دعا خطا بچے تیری نصیحت میں
 محبت کا برا ہو ڈال رکھا ہے کس آفت میں
 اُس زنگیں بیا رکھے بیا رہبت ہیں
 یعنی کہ تشائے گرت رہبت ہیں
 بلنا ترا آسان ہے طلبگار رہبت ہیں
 جی بھجیہ فدا کرنے کو سہا رہبت ہیں
 دیوان میں یاروں کے ترا شمار رہبت ہیں
 کہ خود دینے لگی تیلیم خاموشی زبان مجھ کو
 کہ جو خودی کرنے لگا ذوق خسان مجھ کو
 ہوا کشوں میں حاصل ہے عیش جاوداں مجھ کو
 کہاں پہنچائے دیکھوں خدمت پیر خاں مجھ کو
 نصیبوں سے ملا ہے کج شمس نکتہ واں مجھ کو
 وصال کا الم جہر پر گمان کیوں ہو

ہے آشیانہ کسان، برق کی بلا کو غرض
 نفعان ہے شیوہ آزرده خاطر ان آدل
 کہاں گئی تری غیرت، کدھر ہے تیرا غور
 قدم ہے جو تمارے سبکسری مٹی مری
 مشاعرے میں غزل اپنی کیوں پڑھو دشت
 مبارک اور گلچین ہو کوئی تیرے گلستان کو
 مرا تو اسکے نظارے سے ایسا تازہ ہوتا ہے
 تجھے بتیاب رکھتا ہے یہاں خود ذوق پر لبوی
 یہی مطلب کی دغوری ہے خود ہمید آسانی
 یہ حسن دلنوازا سپر یہ طرز میرزا یا نہ
 حریف نالہ ہو گر نغمہ نے سیدی مغل میں
 کہوں کیا سجدہ ہائے شوق کی ہنگامہ آرائی
 قیامت ہے ہمارے کلہ احرار کی تاریکی
 کلام میر پڑھ کر ہوا ہوں نکتہ درد و حشت
 سرور افرا ہوئی آخر شراب آہستہ آہستہ
 ربح روش سے ہوں اٹھی نقاب آہستہ آہستہ
 بڑھا ہنگامہ شوق اس قدر بزم حریاں میں
 ملا ہیں شاہدان شہر و دشت سے رستی میں
 چھوڑ جائے خونین غلطان یہ دل خالی بیچ
 گرد پھر پھر کر خدا ہوتا ہے یہ کس کا غبار
 اک قیامت کا سامان آگے ترے کوپے میں تھا
 قطار بابا سخن ہے یا ہجوم ناکاں
 بچر ہے وہی لطف جو اوروں پر رہا ہے

حریف یکدوخ و غار گلستان کیوں ہو
 اثر نہیں نہ سہی چپ تری زبان کیوں ہو
 ترا ستمزدہ پا مال آسمان کیوں ہو
 خدا کیواسطے تم اتنے سرگراں کیوں ہو
 جون کار از سر دم یوں حیاں کیوں ہو
 کہ تہو یان سے چکر بچلے گلہائے حراں کو
 خدار کے سلامت اُس حد سے دین دایاں کو
 نہیں سہاؤ کچا اپنی نگاہ قنہ سماں کو
 صباح وصل کی ہے جتو شہنائے حیراں کو
 کوئی دیکھے ذرا اُس پاوشاہ کجلا ہاں کو
 شرار آہستے میں پھونکد دن سارے گلستان کو
 وہ طوفان یاد ہے اب تک زمین کو لے ٹپاں کو
 جمال یار نے دوستن کیا کے شہباز کو
 تلمذ ہے اُسی استاد سے طبع سخن خدا کو
 ہوا وہ بزم سے میں حجاب آہستہ آہستہ
 کہ جیسے ہو طسوح آفتاب آہستہ آہستہ
 کہ رحمت ہو گیا اُٹکا حجاب آہستہ آہستہ
 ہوا میں انکی صحبت میں خواب آہستہ آہستہ
 دوائے وہ اک آزرده جو خاطر سبیل میں ہے
 بند کس و لکی منتا پردہ محل میں ہے
 اب وہی ہنگامہ محشر تری مغل میں ہے
 دشت آتش زباں خاموش کیوں مغل میں ہے
 ناقد رستماسی نہیں صاحب تو یہ کیا ہے

کیوں مجھ کو زخموں دھتکے دیتی ہے بار ب
 اتنا ہی نہیں یاد کہے کس کی مجھے یاد
 بان ذوقِ ستم فردہ کہ وہ بے سبب آزار
 فعل میں ہے بے لطف فراسخی باران
 جان اُسکی اداؤں پر نکلتی ہی رہے گی
 دل رشکِ عدو سے ہے سپیدِ سرِ آتش
 اک آن میں وہ کچھ بینِ خاک آن میں کچھ بین
 انداز میں شوقی میں شرارت میں حیا میں
 وحشت کو رہا اُنس جو یوں فنِ سخن سے
 دیکھ کر مجھ کو وہ حالِ مرا جان گئے
 بدگمانی کی سزا میں نے یہ اچھی پائی
 نابِ گفتارِ متنا کا پہنچنا معلوم
 ریلواریا سے تیرا کسے آنا تھا یقین
 ستویٰ حشر کہ ہم ہو گئے اُسو اے جہاں
 دحشتِ مبتلا خدا کے لیے
 آشنا سب ہوئے ہیں بیگانے
 غالب آئی فراشی اُس کی
 جتنو ننگِ آرزو نکلی
 ہے خوشی مجھے زباں وحشت
 رہے جاری کمانک اشکِ خویش دیدہ ترے
 تو لب تشنگانِ شوقِ مرکب بھی رہے بیا
 گردے میکہ ہوں یو کی پس ہے سستی کو
 مگر جذبِ محبت دے انہیں تو فیضِ پرست کی

وہ برسے دل آؤ تیرے ہمدوش صبا سے
 اسے جو دلی شوق یہ کیا رنگ ترا ہے
 سرگرم دلا زاری اربابِ وفا ہے
 بانِ نغمہ سرا دحشتِ آخفتہ فرا ہے
 یہ چہرے چلتی ہے سو چلتی ہی رہے گی
 یہ شمع تری بزم میں چلتی ہی رہے گی
 کر دھرمی تقدیر بدلتی ہی رہے گی
 دان ایک نہ اک بات نکلتی ہی رہے گی
 یہ شاخ ہر پہو لیتی چلتی ہی رہے گی
 جی کے ارماں دل بیتاب کے قربان گئے
 خدیجہ آنا تھا کہ پھر وہ کہیں ہمسایہ گئے
 ہم تیرے جواِ قافل کی روش جان گئے
 ہم تو کب مٹنے والے تھے مگر ان گئے
 خوبی صحن کہ سب آپ کو پہچان گئے
 جان دیتا ہے کیوں وفا کے لیے
 ایک بیگانہ آشنا کے لیے
 وعدہ ترا پا کیا وفا کے لیے
 دردِ رسوا ہوا دوا کے لیے
 فخر کیا عرضِ مدعا کے لیے
 اہو پانی ہوا جانا ہو جب ظالم ترے در سے
 کوئی صورت کشاد کار کی نکلی نہ خبر سے
 غرض ہی ہم کو تیرے سے نہ مطلب مجھ سا غرت
 کھوٹے ہیں دردِ وہ اپنی مرعین غم کے بستر سے

بنے چشم و چہ رخ رہ فردا دن بلا دشت
 کسے دشت جنوں گر کسب ویرانی مری گھرے
 حاجت شراب کی ہے نہ جنگ و باب کی
 بدستیان غضب ہیں شب و مہتاب کی
 فانی ہوئے سلطانہ گلستاں سے ہم
 اب شرح لکھ رہے ہیں محبت کے باب کی
 پردہ کھلا نہ حضرت واعظ کی چال کا
 تسلیم ہو بھی ہے بزرگی جناب کی
 قبری ادا کرے ادبوں کی ادیب ہے
 فقیر دے رہی ہے مجھے اضطراب کی
 محبوب ہم ہیں اور فرشتوں کو دیکھئے
 فرست لکھ رہے ہیں عذاب و ثواب کی
 اسے رسیخا نکھڑے متناستے کا وقت ہے
 اُس شوخ نے بنائی ہے صورت عتاب کی
 کیا کیا بگڑ رہے ہیں وہ اہل نظر پر
 تقریب ہے کشودن بند نقاب کی
 اسے نو بہا تازہ کسی دن تو یاد کر
 افسردگی کو اس دن کا کامیاب کی
 دشت وہ عیش ممکن نہ بھولے گا بھر
 کرتی تھی بیجا اب اسے مستی شراب کی
 یہ پختی انتہا غم عشق کی مرے دل کو بچری رہی
 نہ وہ آہ نیم شبی رہی نہ وہ زاری بھری رہی
 وہ عجب تیشم ناز تھا کہ صبا کو بھی عرق آ گیا
 نہ تو گل میں رنگ ادا رہا نہ جس کی جلوہ گری
 کون کیا مصیبت کا دوزخ کی کسن بھی دغا کی بو
 مری خاک وادی عشق میں رہی عود بردی رہی
 ہے یہ حال و دشت شہتہ کا ستم جہالتِ حامی
 کوئی نظر مرے دل پر بھی یا رہو جائے
 کر نہ تنویر شمع دہانہ ہوا سے نکلتے وہی رہی
 سبب نہ پوچھ مرے دل کی بقراری کا
 تری بلا سے اگر بیعت راز ہو جائے
 غرور حسن اگر ہے نہ دیکھ آئینہ
 یہ چاہتا ہے کہ بچھ نثار ہو جائے
 ترا وصال بکھان، دلگو ہے ہی بہتر
 ترا اولین نہ تجھ سے دو حیا رہو جائے
 نہ رک نظر رہے کی اُس کم نصیب پر ہمت
 کہ خوگر الم انتظار ہو جائے
 نہ میرا آئی اک دن مجھے قلب کی حضوری
 جو تجھ کو دیکھ کے بے اختیار ہو جائے
 نہیں کام کا سلیقہ ہے دے ہو اسے خدمت
 ہے سرور وصل ہی کچھ نہ خار و سبج دوری
 میں غور ہوں مجھ کہ ہے ناز خاکاری
 نہ کہین سبک بنائے مجھے میری بے شعوری
 ترے پیر کر آئے اسے کہین یہ نو کہ قاعدہ فقط
 میں حضور ہوں سراپا کہ ہے زعم بے شعوری
 مری جان پر بنا دے مرے دل کی نا شعوری

ہر چند کہ جس سیکڑوں دنیا میں حسین
 لیکن حق یہ ہے ایک بھی تجھ سے نہیں
 ٹنگ دیکھو اسطر کو اللہ اللہ
 کافر ہوں جو انکڑٹاؤں یہ دیکھی ہوں کہیں
 ایک سمت چلا تھا کل میں دل کے ہمراہ
 جوں ہی نظر آیا اُسکا کوچہ ناگاہ
 دل ٹٹکے اُدھر کو یوں لگا گئے
 تیری یہ راہ اور میری یہ راہ
 اب گھر سے وہ اپنے کب صدمہ شگل ہے
 اور نہ شگل ہے تو بہت ہی کم شگل ہے
 اُسکی تو دودھال اور اپنا یہ حال
 اکدم چونہ دیکھتے تو دم نہ شگل ہے
 افسوس کہ جو نکال دے گھر سے بچے
 دربر بیٹھوں تو وہ اٹھا دے سے بچے
 میں دیکھوں جب اُسکو تب ہی کہتا ہوں
 صدفے کو لٹا لے کوئی اس پر سے بچے
 وہ داد و اداسے اُسکا آنا ہے
 اور آگے کیسی کچھ پیر جانا ہے ہے
 تنہوں کی پرک دکھائے توری کو چڑھا
 دانتوں کے تلے ہونٹ دبا ہے ہے
 ایسی مرے دگو یہ تیرا ہی کب تھی
 غریب بچے وصل میں میرے سب تھی
 کہتا تھا کچھ اُس سے اور کچھ سنا تھا
 دودھ کی ہے بات ایک وہ بھی شب تھی

عبارت خاتمہ دیوان (طبع اول)

کلیات جراتیکہ مرے کیسا بچہ ہوتا تھا اسکی اشاعت کا عند راقم کو بہت دن سے تھا لیکن بعد ازاں کل بحرِ بحر
 باوقا تا اس سے قبل اسے پوری ہونے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی کلیات جرات کا ایک انتخاب بطبع نقلا میں مستحکم
 میں چھپا تھا اسکے بعد مسئلہ میں ہمارا کلیات بڑی تقطیع پر بطبع اخبار کارنامہ فرنگی محل میں طبع ہوا ان دونوں نسخوں کے
 علاوہ ایک اور نسخہ موجود ہے فقیر المحسن صاحب فطرت موبائی کے کہتے ہیں اسے دستیاب ہو امو جو وہاں تھا بیچہ
 کلیات جرات بطور مصلح کارنامہ سے محفوظ ہے صرف دس یا بارہ غزلیں جو قلمی نسخے میں زیادہ تین دن وہ اور لے لی گئیں
 حسبِ معمول اس دیوان میں بھی انتخاب سطور پر کیا گیا ہے کہ باوجود اختصار دیوان کی صورت قائم ہے یہ خاکِ گریہ خوب غزلوں
 میں اصلی غزلوں سے اختصار کم ہی لیکن غزل کی حیثیت بکلیہ باقی رکھی گئی ہے۔

منتخب کے مہین غزلوں میں طبع اور بعض میں متعلق سست رہ گیا لیکن اس کے دفاع کے حاصل ہو گئے ہوں
 یہ کہ غزل کی صورت میں اور بھی دوسرے بکثرت شاعر کے کزور کلام کا بھی پرک نہ چکے ہوں اتنا میں موجود ہے کہ ان کے غزلوں
 کو شاعر کے اصلی رتبہ شاعری کی دریافت میں مدد مل سکے گی۔ نقطہ حضرت موبائی

[illegible]

وہابی غالب اردو مع
مشرع حصرت مولانی

[illegible]

دیوان حضرت حسد اول
دیوان حضرت حسد دوم

دریاد گاه وقتا انتخاب دیوان حکیم عبداللہادی خان مرحوم را پوری نیت ۵
دریاد گستاخ کرامت اللہ خان صاحب مرحوم گستاخ را پوری ۲

دیوان مجنون صاحب شوی مشهور به حضرت کانی هر دیوان شاهه حاتم در تبهرت مومانی ۶
دیوان جملات ۵ ۰ ۰ دیوان قائم چاند پوری ۴

مجموعہ میں شہنشاہی سراپا سوزن اتر ہمارا محبت نواب محبت خاں فیضی طبعات اکسٹن سمن، بکھو می مود حالات
اختہ در محبت شمس ۲۷

مولود مصطفوی از مولودی سید آل حسن مرحوم خوانی - - قیمت ۱۲
شهادت نامه سید الشهدا - - - - شهادت ۳

رسالة وحدت وجود
رسالة تنقيح العبادات مع حالات مصنف

نویسٹے - ہجون کیساتھ رعایت یعنی ۳۳ فیصد کی کیشن علماء و محصلہ اک۔

المشاكله - ب. منجز رساله اردو می معالی بذریعہ حسرت مومنانی کا پتہ